اسلامی عقائد

eBook

ISBN 969-8665-11-0
04010040

پبلی کیشنز
AL-HUDA PUBLICATIONS

بسم الله الرحمن الرحيم

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

شَہِدَاللّٰہُ اَنَّہٗ لاَ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولوالْعِلْمِ قَآئِمًا

بِالْقِسْطِ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُO

(آل عمران:۱۸)

اسلامی عقائد

زبیدہ عزیز

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نام کتاب ----------- اسلامی عقائد

مؤلف ----------- زبیدہ عزیز

ناشر ----------- الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ایڈیشن ----------- دوم

ISBN ----------- 969-8665-11-0

تعداد ----------- 5ہزار

قیمت -----------

تاریخ اشاعت----------4جون2012ء

ملنے کے پتے

اسلام آباد: 7-اے کے بروہی روڈ H-11/4 اسلام آباد پاکستان

فون: +92-51-4866130-1 +92-51-4866125-9

Email: salesoffice.isb@alhudapk.com

www.alhudapk.com www.farhathashmi.com

کراچی: 30-اے سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی، پاکستان

فون: +92 -21-34528548 +92-21-34528547

امریکہ: PO Box 2256 Keller, TX 762 44

Ph: (817)-285-9450 (480)-234-8918

Email: alhudaonlinebooks@ymail.com

کینیڈا: 5671 McAdam Rd Mississauga Ontario L4Z IN9 Canada

Ph:(905)-624-2030 (647)-869-6679

www.alhudainstitute.ca

الھدیٰ انٹرنیشنل کی اجازت سے آپ اس کتاب کو شائع کر سکتے ہیں۔

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فہرست عنوانات

ابتدائیہ:

پہلا باب : عقیدہ اور اس کی تعریف

1- عقیدہ کیا ہے؟

2- اسلام میں عقیدہ کا مطلب

3- اسلام عقیدہ کی بنیاد

4- عقیدہ کی اقسام

5- عقائد کے اصول

دوسرا باب : ایمان

1- تعریف ایمان

2- ایمان میں کمی بیشی

3- ایمان کا انسانی زندگی پر اثر

4- ایمان کی شاخیں

5- ایمان کے بارے میں چند اہم باتیں

6- ایمان کی اقسام

7- ایمان کی مشتملات

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تیسرا باب : ایمان باللہ

1- معنی اور تقاضے

2- توحید کی اقسام

۔توحید ربوبیت

۔توحید الوھیت

۔توحید اسماء صفات

3- نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے

4- حبِ الٰہی اور خشیت الٰہی

5- دوستی اور دشمنی صرف اللہ کیلئے

چوتھا باب : شرک

1- معنی

2- شرک کی ابتداء

3- شرک کی اقسام

۔شرک اکبر

۔شرک اصغر

4- اللہ تعالیٰ کی شرک سے بیزاری

5- اللہ تعالیٰ کی توحید سے رغبت

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

6- دم اور تعویز
7- جادو
8- درخت پتھر یا قبر وغیرہ سے برکت حاصل کرنا
9- قبر پرستی
10- نبی اکرمؐ کی قبر مبارک
11- زیارت قبور
12- ذکر
13- وسیلہ

پانچواں باب ۔ بدعت

1- لغوی تعریف
2- بدعت کی قسمیں
3- دینی نقطہ نظر سے بدعت کا حکم
4- غلط فہمی کی اصلاح
5- بدعتوں کے ظہور کے اسباب

چھٹا باب :ایمان بالکتب

1- کتب سماوی پر ایمان کی حقیقت
2- کتب سماوی کی تفصیل

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

-3 فتنہ خلق قرآن

-4 توہین قرآن

ساتواں باب ۔ ایمان بالملائکۃ

-1 تعریف

-2 مادہ تخلیق

-3 فرشتوں کے کام اور اقسام

-4 فرشتوں کی صفات

-5 ایمان بالملائکہ کا ثمر

آٹھواں باب: ایمان بالرسل

-1 معنی و مفہوم

-2 رسول اور نبی میں فرق

-3 رسول کی ذمہ داریاں

-4 معجزات

-5 معجزہ، کرامت اور استدراج

-6 اولوالعزم پیغمبر

-7 رسولوں کے اوصاف

-8 ختم نبوتﷺ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

9- رسول اللہ ﷺ کی خاص حیثیتیں
10- توہین رسالت عقیدہ رسالت کے منافی عمل

نواں باب: ایمان بالقضاء والقدر

1- معنی ومفہوم
2- تقدیر۔۔۔اللہ کا راز
3- تقدیر کی حجت
4- ثواب اور عذاب
5- تقدیر کے بارے میں شرعی نقطہ نظر

دسواں باب: ایمان بالآخرۃ

1- عالم برزخ یا قبر کی زندگی
2- آخرت سے مراد
3- آخرت کے دلائل
4- قیامت کے وقت کا تعین
5- ابتدائی علامات قیامت
6- قیامت کی خاص علامات
7- چند اور نشانیاں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

8- آغاز قیامت
9- نفخ
10- سخت ترین پیشی
11- معاملات کا فیصلہ
12- شفاعت
13- حوض کوثر
14- حساب اور میزان
15- پل صراط
16- دائمی زندگی

کتابیات

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ابتدائیہ

دین اسلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیا ہوا خوب صورت طریقہ زندگی ہے جو عقائد واعمال پر مشتمل ہے جہاں عقائد دین میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں وہاں اعمال اس کا عملی مظہر ہیں۔

عقائد واعمال کے باہمی تعلق کی مثال درخت اوراس کی جڑ کی سی ہے اگر جڑ کھوکھلی ہوجائے تو درخت قائم نہیں رہ سکتا، اسی طرح عقیدہ میں کمزوری یا بگاڑ جہاں دین کی بنیادیں ہلا دیتا ہے وہاں اعمال بھی بے روح ہوکر رہ جاتے ہیں۔ عقیدہ کی خرابی سے تمام عبادات اور معاملات براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔

اسی طرح آخرت میں نجات کا دارومدار بھی عقیدہ ہی کی درستگی پر ہے۔ آخرت میں اعمال کے حساب کتاب کے وقت عبادات اور اخلاقیات وغیرہ کی کوتاہی سے درگزر ہوسکتا ہے لیکن وہاں بھی عقیدے کا فساد قابلِ معافی نہ ہوگا۔

عقیدہ ہی کی بنا پر ایک شخص مومن ومنافق، کافر ومشرک قرار پاتا ہے لہٰذا اصلاح عقائد ہر مسلمان فرد کی بنیادی ضرورت ہے کیونکہ اسی پر اس کے دین کی درستگی کا انحصار ہے۔

کتاب ''اسلامی عقائد'' کے لکھنے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ عقائد کے متعلق تمام معلومات جامع، مختصر اور واضح انداز میں یکجا کردی جائیں تا کہ ایک طالب علم اپنا محاسبہ کرسکے کہ مبادا وہ غفلت، لاعلمی اور بے خبری میں فسادِ عقیدہ کا شکار نہ ہوجائے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

یہ کتاب ایک طالب علم کی ادنیٰ سی کوشش ہے جو مختلف اہلِ علم کی کتابوں سے استفادہ کے بعد الھدیٰ انٹرنیشنل کے ڈپلومہ کورس کے نصاب کے لئے تیار کی گئی ہے جس میں قرآن وسنت پر مبنی اسلامی عقائد پیش کئے گئے ہیں۔اس کام میں مزید بہتری کے لئے اہلِ علم کے مفید مشوروں کو خوشدلی سے قبول کیا جائے گا۔

اللہ رب العالمین کا شکر ہے کہ اس نے اس کام کی توفیق عطا فرمائی۔

اس کتاب کی تیاری میں شریک تمام افراد کے عمل کو اللہ تعالیٰ بہترین قبولیت بخشیں۔خصوصاً محترم اساتذہ کرام ڈاکٹر ادریس زبیر صاحب اور ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ جن کی راہنمائی کتاب کی تیاری میں ہر موقع پر میسر رہی۔اللہ تعالیٰ دونوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔(آمین)

زبیدہ عزیز

20 جولائی 2004ء

۲ جمادی الثانی ۱۴۲۵

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پہلا باب

عقیدہ اور اس کی تعریف

عقیدہ کیا ہے؟

عربی زبان میں یہ لفظ ''عقد'' سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے گرہ باندھنا، کسی چیز کو قوت اور مضبوطی کے ساتھ باہم مربوط کرنا۔ عرب لوگ کسی بھی معاملے کو پختہ تر کرنے کیلئے ایک دوسرے کی طرف اپنی چادروں کے پلو پھینک دیا کرتے تھے جنہیں باہم مضبوطی سے باندھ دیا جاتا تھا۔ ایسا کرنے کو وہ ''عقد'' کہتے۔ اسی لئے مختلف معاہدات اور (Contracts) کو بھی ''عقود'' کہا جاتا ہے۔ ہار کو بھی عِقد کہتے ہیں کیونکہ اس کے موتی باہم مربوط اور ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ عقیدہ بھی دراصل ایک معاہدہ ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا مگر اس کے مادہ (Root) سے نکلے ہوئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً

یاأیها الذین آمنوا أوفوا بالعقود (المائدہ:۱)

ترجمہ: ''اے اہل ایمان، معاہدات کو پورا کرو۔''

ولا تعزموا عقدة النکاح (البقرہ:۲۳۵)

ترجمہ: ''اور نکاح کی گانٹھ کو پختہ مت باندھو۔''

واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی (طہ:۲۸)

ترجمہ: ''اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔''

ان آیات میں الفاظ ''عقود، عقدة وغیرہ باہمی ربط، توثیق اور گرہ باندھنے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

لغوی معنی: اہل لغت نے ''عقیدہ'' کی یہ تعریف کی ہے۔ **الحکم الذی لایقبل الشک فیہ لدی معتقدہ.** ایسا حکم جس میں اعتقاد رکھنے والے کو کوئی شک نہیں ہوتا۔

اصطلاحی معنی: اصطلاحاً اس سے مراد ہے۔ **مایقصد بہ اعتقاد دون العمل، کعقیدۃ وجود اللہ تعالیٰ و بعثۃ الرسل** ۔یعنی دل میں ایسی گرہ باندھنا جو عمل کے سوا ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے وجود اور رسولوں کی بعثت کے متعلق عقیدہ۔(المعجم الوسیط۔ج ۲)

عقیدہ کا مرکز: چونکہ عقیدہ کا مرکز دل ہوتا ہے۔اور دل بھی مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔کوئی قلب آثم ہے۔کسی کا قلب' قلب منیب ہے اور کسی کو اللہ نے قلب سلیم سے نوازا ہوتا ہے۔اس لئے یہ گرہ بھی دل کی حالت کے مطابق مضبوط اور کمزور ہوسکتی ہے' چنانچہ عقیدہ کا معنی یہ ہوگا کہ ایسا پختہ ایمان اور قطعی حکم جس کے یقینی ہونے میں اعتقاد رکھنے والے کو ذرہ برابر شک نہ ہو۔خواہ یہ عقیدہ صحیح ہو یا فاسد۔

عقیدہ کی حقیقت: عقیدہ کی حقیقت یہ محسوس ہوتی ہے کہ تحت الشعور میں بعض بدیہیات (واضح حقائق) ایسی راسخ ہو جاتی ہیں جن کی کوئی دلیل طلب نہیں کی جاتی۔یہی بدیہیات، خیالات کا مرکز بن جاتی ہیں۔اور ذہن وشعور کو اتنا متاثر کرتی ہیں کہ انسان کے اعمال وحرکات اور فکر کو اپنی طرف موڑ لیتی ہیں۔یہی خیالات انسان کو بناتے اور بگاڑتے ہیں اعمال وحرکات کا یہی محور عقیدہ کہلاتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اسلام میں عقیدہ کا مطلب

کتاب وسنت کے چند علمی مباحث میں سے عقیدہ بھی ایک علمی مبحث ہے جس کا جاننا اور اس پر ایمان رکھنا مسلمان کیلئے از حد ضروری ہے۔عقائد کے تمام ذیلی مباحث ایسے غیبی امور ہیں جو محض اپنی عقل سے نہیں جانے جا سکتے بلکہ انہیں صرف وحی کے ذریعے ہی جانا جا سکتا ہے۔قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی رو سے:

(1) اللہ رب ذوالجلال،(2)اس کے فرشتوں‘ (3)اس کی نازل کردہ کتابوں‘ (4) رسولوں (5) آخرت کے دن‘ اس کی قضاء وقدر پر مکمل اور غیر متزلزل ایمان لانا اسلامی عقیدہ کہلاتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہؐ سے ان عقائد کے واضح دلائل ملتے ہیں:

☆ سورۂ بقرہ کی آیت 80 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه والمومنون كل آمن بالله وملا ئكته وكتبه ورسله .

ترجمہ: رسول ایمان لائے اس پر جو اتارا گیا ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے اور اہل ایمان بھی سب کے سب ایمان لے آئے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

☆ سورۂ نساء میں ارشاد ہوتا ہے:

يا أيها الذين آمنوا آمِنوا بالله ورسوله والكتاب الذى نزل على رسوله والكتاب الذى أنزل من قبل، ومن يكفر بالله وملا ئكته وكتبه و رسله واليوم الآخر فقد ضل ضلالاً بعيدا . (آیت: ١٣٦)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: اے اہل ایمان، ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر بھی جو پہلے نازل کی گئی ہے۔ جو بھی انکار کرے گا اللہ کا، اور اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا، اور آخرت کے دن کا تو وہ یقیناً بہت ہی دور کی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

اسی طرح سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ليس البر أن تو لوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله واليوم الاخر والملئكته والكتب والنبين... (آیت:۱۷۷)

ترجمہ: نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ نیکی یہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر......

یہ سب ایسے ارکان ہیں جن کی تفہیم کے لئے اللہ عز وجل نے رسول مبعوث فرمائے اور کتب نازل کیں۔ مشہور حدیث جبرائیلؑ میں جب ایمان کے بارے میں آپؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے بھی جواب میں یہی چھ ارکان ارشاد فرمائے: کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتب اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ۔ روز قیامت پر اور تقدیر کے خیر وشر ہونے پر بھی ایمان لاؤ۔

اسلامی عقیدہ کی بنیاد:

اسلامی عقیدہ کا اہم منبع (Source) وحی ہے اور یہی اس کا واحد ذریعہ ہے۔ (1) قرآن اور (2) احادیث صحیحہ کی نصوص پر مبنی دلائل ایسا قطعی علم فراہم کرتے ہیں جن میں کسی تاویل اور احتمال کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی دونوں مآخذ عقیدہ کی بنیاد ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

یاد رکھیئے! شکوک وشبہات، بزرگوں اور آباؤ اجداد کے اقوال، کسی کا اجتھاد، رائے، (نظریہ) عقل اسلامی عقیدہ کی بنیاد نہیں ہوسکتی۔

امام مظفر السمعانیؒ فرماتے ہیں:

یہ اچھی طرح سمجھ لو! کہ ہمارے اور مبتدعہ کے درمیان جو چیز فرق کرنے والی ہے وہ عقل کا مسئلہ ہے انہوں نے اپنے عقیدہ وایمان کی بنیاد عقل پر رکھی اور دین کی یا سنت کی ہر پیروی کو عقل کے تابع کر دیا۔ رہے مسلمان! تو انہوں نے اپنی عقل اور پیروی کو دین کے تابع کر دیا۔

بھلے لوگو! اگر دین کی بنیاد عقل پر ہوتی تو انسان وحی اور انبیاء کے محتاج نہ ہوتے۔ اہل ایمان پر بھی اللہ یہ فرض کر دیتا کہ کسی بات کو عقل کے بغیر قبول نہ کریں۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو دینی معاملات میں جہاں اللہ کی صفات کا ذکر آتا ہے اور جس طرح مسلمان ان پر اعتقاد رکھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح آپؐ سے لے کر سلف تک عذاب قبر، منکر نکیر کے سوالات وغیرہ ایسی چیزیں منقول ہیں جن کا عقلی طور پر ہم ادراک نہیں کر سکتے۔ ان کی تصدیق کرنا، ان پر ایمان لانا ضروری ہے خواہ ہماری عقل قبول کرتی ہو یا نہ کرتی ہو۔

عقیدہ کی اقسام:

عقیدہ کی دو قسمیں ہیں۔

(1) عقیدہ صحیحہ (2) عقیدہ فاسدہ

عقیدہ صحیحہ: ربانی تعلیمات پر مبنی عقائد جنہیں انبیاء کرام لے کر آئے اور لوگوں کو

اس کی تعلیم دی' عقیدہ صحیحہ کہلاتی ہیں۔ یہ تعلیم ہمیشہ ایک ہی بنیاد پر استوار رہی خواہ حالات و زمانہ میں کتنا ہی تغیر وتبدل ہوا ہو کیونکہ یہ تعلیم رب ذوالجلال نے خود ہی نازل فرمائی تھی۔

عقیدہ فاسدہ: ہر وہ عقیدہ جو عقیدہ صحیحہ سے ٹکراتا ہو خواہ یہ عقیدہ اہل کتاب کا ہو یا مختلف فرقوں یا متعدد مختلف جماعتوں کا ہو' عقیدہ فاسدہ کہلاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ صرف انسانی سوچ ہے جس کے درج ذیل اسباب ہوتے ہیں۔

1- فطرت سے انحراف۔ جیسے کمیونسٹ لوگوں کا حال ہے۔

2- خالق کائنات کے منہج کی مخالفت پر مبنی سوچ۔ جیسے بت پرست لوگوں کے نظریات ہیں۔

3- عقیدہ صحیحہ سے انحراف۔ جیسے یہود ونصاریٰ کے ہاں تحریف اور تغیر وغیرہ ہوا ہے۔

عقائد کے اصول:

کیا عقیدہ کا ہونا ضروری ہے؟ کیا عقیدہ کے بغیر انسان جی نہیں سکتے؟ ان سوالات کو سمجھنے کیلئے چند بنیادی اصولوں / قاعدوں کا سمجھنا ضروری ہے۔ یہ اصول وقواعد ہمارے ماحول یا عملی نتائج سے ماخوذ ہیں' جن کا عقل بھی انکار نہیں کرتی۔

پہلا قاعدہ:

''جن اشیاء کو ہم اپنے حواس کے ذریعے محسوس کرتے ہیں ان کے موجود

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہونے کے بارے میں ہمیں شک نہیں ہوتا۔‘‘

یہ ایک ایسا واضح کلیہ ہے جسے عقل تسلیم کرتی ہے۔ مگر دیکھا یہ بھی گیا ہے کہ بعض مشاہدات اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ مثلاً دوپہر کو صحرا میں سفر کرتے وقت یا موٹروے یا ہائی وے پر گاڑی دوڑاتے وقت انسان کو اپنے سامنے پانی کا تالاب نظر آتا ہے لیکن قریب پہنچ کر وہ ریت اور سڑک کے سوا کچھ نہیں پاتا۔ اس لئے کہ اس نے جو کچھ دیکھا وہ سراب تھا۔ اسی طرح پانی کے بھرے گلاس میں اگر لمبی پنسل سیدھی کھڑی کر دی جائے تو دیکھنے والے کو وہ ٹیڑھی نظر آتی ہے۔ حالانکہ وہ سیدھی ہے۔

لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم اپنے محسوسات کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جائیں اور نتیجتاً حواس پر اعتماد کرنا چھوڑ دیں؟ ظاہر ہے ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہاں ہمیں ایک اور شرط کا اضافہ کرنا پڑے گا کہ جس چیز کو ہم محسوس کرتے ہیں اس کے موجود اور درست ہونے کا یقین حاصل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ عقل اپنے سابق تجربہ کی بنیاد پر یہ فیصلہ کرے کہ یہ مشاہدہ وہم ہے، یا حواس کا دھوکہ اور مغالطہ ہے۔

عقل صرف ایک مرتبہ دھوکہ کھا سکتی ہے۔ یعنی وہ پہلی دفعہ سراب کو دیکھ کر پانی خیال کرے گی لیکن اگر دوبارہ یہی کیفیت ہوگی تو وہ جان لے گی کہ یہ سراب ہے۔ وہ امور جن کے بارے میں حواس مغالطہ کھاتے ہیں بہت تھوڑے ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ قاعدہ کہ جو کچھ ہم حواس کے ذریعے محسوس کرتے ہیں ان کے موجود ہونے میں واقعتاً شک نہیں ہوتا، درست ہے۔ فرعون کے جادوگروں کا مظاہرہ یا آج کل سرکس میں شعبدہ باز یا بازی گر جو کچھ دکھاتے ہیں وہ سب اسی ضمن میں آتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دوسرا قاعدہ:

''سچے شخص کی دی ہوئی اطلاع سے اسی طرح یقین حاصل ہوتا ہے جس طرح مشاہدہ کرنے سے یا محسوس کرنے سے۔''

دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں نہ ہم نے دیکھا اور نہ محسوس کیا لیکن ان کے ہونے کا ہم اس طرح یقین کرتے ہیں کہ جس طرح ہم دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً سکندر اعظم نے ایران فتح کیا تھا یا ولید بن عبدالملک نے جامع اموی تعمیر کرائی تھی۔ دونوں ایسی باتیں ہیں جن کا ہمیں یقین ہے جبکہ نہ ہم سکندر کے ہمراہ جنگوں میں شریک ہوئے تھے اور نہ ہم نے جامع اموی تعمیر ہوتے دیکھی تھی۔ ہم ان سب باتوں کا اس لئے یقین کرتے ہیں کہ انہیں بیان کرنے والے اتنے لوگ ہیں اور انہوں نے یہ باتیں اتنے کثیر لوگوں سے سنی ہوتی ہیں کہ عقل عادتاً اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ان سب لوگوں نے یہ باتیں خود گھڑی ہوں گی۔ یا یہ کہ سب کے سب غلط بیانی پر متفق ہوں گے۔ چنانچہ دوسرا قاعدہ یہ ہوا کہ

''یقین جس طرح محسوس کرنے اور مشاہدہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح اس شخص کی اطلاع سے بھی حاصل ہوتا ہے جس کے سچا ہونے کا ہمیں یقین ہو۔'' یہی یقین۔۔۔عقیدہ کہلاتا ہے۔

تیسرا قاعدہ:

''انسان کے حواس بعض چیزوں کا ادراک نہیں کر سکتے اس لئے یہ درست نہ ہوگا کہ ان کی موجودگی ہی کا انکار کر دیا جائے۔''

© AL HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

انسانی حواس کی رسائی کہاں تک ہے؟ کیا ہم اپنے حواس کے ذریعے سے ہر موجود چیز کا ادراک کر سکتے ہیں؟ کائنات کی موجود چیزوں کے ساتھ انسان کے نفس اور انسانی حواس کے رابطے کو اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسے:

کسی قیدی کو ایک قلعہ کے برج میں قید کر کے ہر طرف سے دروازے' کھڑکیاں اور روشن دان بند کر دیئے جائیں۔ صرف برج کی مختلف سمتوں میں ایک ایک درز باقی رہنے دی جائے مثلاً مشرق والی درز سے وہ صرف اس نہر کو دیکھ سکے جو اس کی طرف بہہ رہی ہے اسی طرح مغربی درز سے صرف پہاڑ دیکھ سکتا ہو۔ شمالی درز سے صرف محل نظر آتا ہو اور جنوبی درز سے صرف کھیل کا میدان۔ اس مثال کی تطبیق (application) اس طرح ہوگی کہ نفس انسانی ایک قیدی ہے۔ یہ جسم ایک قلعہ ہے جس میں اسے قید کر دیا گیا۔ اور درزیں ہمارے حواس ہیں جن کے ذریعے ہم چیزوں کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ دیکھنے کی حس سے صرف رنگوں کی دنیا میں جھانکا جا سکتا ہے سننے کی حس سے صرف آوازوں کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح چکھنے، سونگنے اور چھونے کی حسوں کا اپنا اپنا دائرۂ محسوسات ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ کیا ہمارے حواس نے اس کائنات کی تمام چیزوں کا ادراک کر لیا ہے۔ نہیں اس لئے کہ جس طرح قیدی درزوں میں سے مخصوص حصے ہی کو دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح انسانی حواس بھی تمام جزئیات کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ وہ بھی محدود چیزوں ہی کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

مثلاً تین میل کے فاصلہ پر ایک چیونٹی چل رہی ہے مگر ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔ صاف پانی سے بھرے ہوئے گلاس میں لاکھوں جراثیم موجود ہیں لیکن ہمیں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نظر نہیں آتے۔ چیونٹی کی آواز ہوتی ہے لیکن ہم سن نہیں سکتے۔ اس لئے کہ انسانی کان صرف پانچ ہزار سے بیس ہزار لہروں تک کے ارتعاشات یا فریکوئنسی کو محسوس کرتے ہیں۔ پانچ ہزار سے کم لہروں کی سرسراہٹ ناقابل سماعت ہے اور بیس ہزار لہروں سے زیادہ کا جھٹکا کانوں کے پردے پھاڑ دیتا ہے۔ گویا اس کائنات میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے حواس کی پہنچ سے باہر ہیں۔ نہ تو وہ رنگ ہیں کہ دیکھے جاسکیں نہ آوازیں ہیں جنہیں سنا جاسکے۔ نہ ٹھوس اجسام ہیں کہ چھوکر معلوم کر لیا جائے۔ نہ بو ہیں کہ سونگھ کر جان لیا جائے۔ اور نہ کھانے کی چیزیں ہیں کہ قوت ذائقہ ان کا ادراک کر سکے۔ تو کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم ان کے وجود ہی کا انکار کر دیں کیونکہ ہمارے محدود حواس ان کا ادراک نہیں کر سکتے' پھر ہمارے حواس کی جو تعداد مقرر ہے وہ بھی ضروری نہیں کہ مکمل ہو۔ پہلے دور کے لوگ صرف پانچ حواس سے واقف تھے لیکن اب ہم آنکھیں بند کر کے چھوئے یا دیکھے بغیر اپنی مٹھی بند کرتے اور کھولتے ہیں اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مٹھی بند ہے یا کھلی ہے۔ اس حس کا نام حس عضلی یا پٹھوں کی حس ہے۔ اس طرح ہم تھکن، کمزوری، متلی، فرحت اور تکدر کو حس داخلی کے ذریعے محسوس کرتے ہیں۔ تو تیسرا قاعدہ یہ ہوا کہ ''محض اس بناء پر کہ ہم اپنے موجودہ حواس کے ذریعے بعض چیزوں کا ادراک نہیں کر سکتے تو ہمیں یہ حق ہرگز نہیں پہنچتا کہ ہم ان چیزوں کے وجود ہی کا انکار کر دیں۔

چوتھا قاعدہ:

''انسانی تصور یا تخیل اپنے حواس کے دائرہ کار سے باہر کی چیزوں کی گرد بھی نہیں پا سکتا۔''

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

انسانی حواس کی رسائی محدود ہے مگر حواس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک اور قوت عطا فرمائی ہے جس کے ذریعے حواس کی نارسائی کا مداوا کیا جاسکتا ہے اور وہ ہے قوت خیال۔ مثلاً یہاں بیٹھ کر ہم اپنے گھر کو تو نہیں دیکھ سکتے مگر اس کا تصور اس طرح کر سکتے ہیں گویا ہم اسے دیکھ رہے ہیں، لیکن یہ قوت خیال بھی محدود ہے اور صرف اسی چیز کا تصور کر سکتی ہے جو اس نے حواس کے ذریعے پہلے محسوس کر لی ہو۔ علمائے نفسیات کے مطابق خیال کی دو قسمیں ہیں۔

خیال مرجع: لوٹ کر آنے والا خیال جیسے گھر سے دور بیٹھ کر اپنے گھر کا تصور کرنا۔

خیال مبدع: اچھوتا خیال جیسے ادیبوں، شاعروں، افسانہ نگاروں اور مصوروں کا تخیل۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا خیال مبدع واقعی ایسا خیال ہوتا ہے جس کا وجود خارجی دنیا میں نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی سنگ تراش نے وینس کا مجسمہ بنایا۔ کیا واقعی اس نے بالکل نئی چیز بنائی؟ یا دنیا میں موجود حسین ترین ناک، منہ اور جسم اس نے دیکھے تھے انہیں جوڑ کر اس شاہکار میں یکجا کر دیا؟

اب غور کریں کہ اپنے تصور اور تخیل کی محدود رسائی کی صورت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم آخرت یا عالم آخرت کی چیزوں کا تصور کر سکیں جبکہ وہ جہان ہمارے اس جہان سے یکسر مختلف ہے۔ عالم آخرت کے مقابلہ میں ہماری اس دنیا کی وہی حیثیت ہے جو ہماری اس وسیع و عریض دنیا کے مقابلے میں ماں کے پیٹ میں پلنے والے بچے کی دنیا کی جو انتہائی مختصر اور محدود ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ ہوا کہ انسانی تصور و تخیل کسی ایسی چیز کی گرد کو نہیں پا سکتا جو اس کے حواس کے دائرہ ادراک سے باہر ہو۔

پانچواں قاعدہ :

''عقل صرف ان چیزوں کے بارے میں صحیح فیصلہ کر سکتی ہے جو زمان ومکان کی حدود کے اندر ہوں اور جو اس دائرہ سے باہر ہوں ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔''

انسانی عقل ایک بار دھوکہ کھانے کے بعد جان لیتی ہے کہ جب صحرا میں پانی دکھائی دیتا ہے تو وہ سراب ہے۔ اسی طرح پانی کے گلاس میں پڑی ہوئی پنسل سیدھی ہے جو بظاہر ٹیڑھی نظر آتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عقل ہر بات کے بارے میں درست فیصلہ دے سکتی ہے؟ کیا اس کی رسائی کی کوئی انتہا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عقل کسی بھی چیز کا ادراک اس وقت کرتی ہے جب وہ اس کے دائرہ زمان ومکان کے اندر ہو۔ اگر وہ چیز اس دائرہ سے باہر ہے تو پھر عقل اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

مثلاً اگر جغرافیہ کا استاد یہ کہے کہ ایک ملک ہے جو نہ تو میدان میں ہے نہ کوہستان میں، نہ خشکی میں نہ تری میں، نہ زمین پر نہ آسمان پر، بلکہ جگہوں میں سے کسی جگہ نہیں ہے لیکن ہے ضرور۔ تو اس بات کو نہ ہم سمجھیں گے اور نہ کہنے والے کو سچا سمجھیں گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عقل صرف ان چیزوں کے بارے میں فیصلہ کر سکتی ہے جو زمان ومکان کی حدود کے اندر ہوں اور جو باتیں یا چیزیں ان حدود سے باہر ہوں۔ مثلاً روح کے مسائل، تقدیر کے معاملات، اللہ کی نعمتیں، صفات باری تعالیٰ وغیرہ عقل ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں دے سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان مسائل کی جستجو سے روکا گیا کیونکہ انسان محدود حواسات کے ساتھ ان کی حقیقت نہیں جان سکتا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چھٹا قاعدہ:

''ایمان انسان کی فطری جبلت ہے۔''

تمام انسان خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، عبادت گزار ہوں یا فاسق و فاجر، اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد اس سے چھٹکارا پانے کی کوئی تدبیر نہ پائیں تو ایسی صورت میں مصیبت زدہ شخص کسی ایسی قوت کی مدد چاہتا ہے جو کائنات سے ماوراء ہو جسے وہ دیکھ نہ سکتا ہو۔ لیکن اس کی روح، اس کا دل' اس کے جسم کا ہر ریشہ اس کے موجود ہونے کی گواہی دیتا ہو۔

ایک پیراٹروپر لکھتا ہے کہ ''جب میں پہلی دفعہ پیراشوٹ کے ذریعے کودا اور چھتری کھلنے سے پہلے خود کو فضا میں گرتا ہوا دیکھا تو بے ساختہ زبان پر یا اللہ اور یا رب کے الفاظ جاری تھے۔'' وہ حیران تھا کہ یہ ایمان کہاں سے آ گیا۔ حالانکہ یہ حیران ہونے کی بات نہیں تھی کیونکہ باری تعالیٰ کے وجود پر ایمان ایک ایسی کیفیت ہے جو فطری جبلت کی طرح نفس انسانی میں موجود ہے۔ جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

فطرة الله التى فطر الناس عليها

ترجمہ: اللہ کی فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے

گویا انسان کی تعریف حیوان متدیّن (دین دار حیوان) کی بھی ہے۔ یہی کیفیت امتحان کے دنوں میں اکثر طالب علموں اور درد و مرض کی شدت میں بے بسی کے وقت مریضوں پر طاری ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں سب اپنے رب کی طرف

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رجوع کرتے اوراس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔انسان کی اس فطرت کو دوسرے جذبے مثلاً شہوت، لالچ، مرغوب چیزوں کی طرف میلان اور مادی زندگی کے حیوانی تقاضے، اپنے پردے میں چھپا لیتے ہیں۔لیکن جب کوئی مصیبت، خطرہ یا حادثہ آتا ہے تو یہ پردہ اٹھ جاتا ہے اور جبلت پوری طرح ابھر کر غالب آجاتی ہے۔تب انسان خواہشات اور بتوں کو چھوڑ کر صرف اللہ (الٰہ حقیقی) کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مثلاً فرعون نے ساری زندگی کبر و جبر میں گزاری اور دعویٰ کیا۔

أنا ربكم الأعلى (النازعات:٢٤)

ترجمہ: میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

لیکن جب ڈوبنے لگا تو پکار اٹھا۔

آمنت أنه لا إله إلا الذى آمنت به بنو إسرائيل و أنا من المسلمين

(یونس:٩٠)

ترجمہ: میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

محترمہ رابعہ بصری سے کسی نے بیان کیا کہ فلاں عالم نے وجود باری تعالیٰ ثابت کرنے کے لئے ایک ہزار دلیلیں دی ہیں۔آپ نے سن کر فرمایا صرف ایک دلیل کافی ہے۔دریافت کیا وہ کیا' فرمایا اگر تم صحرا میں چلے جا رہے ہو اور پاؤں پھسلنے کی وجہ سے کنوئیں میں گر جاؤ اور باہر نہ نکل سکو تو کیا کرو گے اس نے کہا اپنے اللہ کو پکاروں گا۔آپ نے فرمایا بس یہی دلیل ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دوسرا باب

ایمان

اسلامی عقیدہ کی بنیاد ایمان پر ہے۔کوئی ایمان عقیدے کے بغیر اور کوئی عقیدہ ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

تعریف ایمان:

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

ا لإیمان هو التصدیق الذی معه أمن . (المفردات : ص ٢٦)

ترجمہ: ایمان وہ تصدیق ہے جس کے ساتھ امن اور اطمینان ہو۔

حدیث جبرائیل سے ایمان کی وضاحت یوں ہوتی ہے۔

عن ابی هریرة قال کان رسول الله یوماً بارزا للناس ۔

فاتاه رجل فقال یا رسول الله ما الایمان ؒ قال ان تومن بالله وملائکته و کتابه ولقائه و رسله و تومن بالبعث الاخر ۔(صحیح مسلم)

ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ ایک دن لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے۔اس دوران میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ ایمان کیا ہے؛ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتاب پر اور اس کی ملاقات پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن اٹھائے جانے پر ایمان لائے۔“

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ایمان، قول و عمل کے مجموعے کا نام ہے جس میں اطاعت و معصیت کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

الإيمان اقرار باللسان، وتصديق بالقلب وعمل بالاركان

ترجمہ: ''ایمان، اقرار زبان، تصدیق قلب اور جوارح کے عمل کا نام ہے''

ایک بھٹکا ہوا مسافر جسے آپ نے منزل کا راستہ بخوبی سمجھا دیا ہو اور وہ بظاہر آپ کی بات مان کر یقین کا اظہار بھی کر دے لیکن آپ کی بتائی ہوئی سمت یعنی داہنے ہاتھ کی بجائے بائیں سمت چلنے لگے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اسے راہ نما کی بات پر پوری طرح یقین نہیں آیا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ایمان کامل ہو تو یقین آجاتا ہے جس کے آثار مومن کے عمل اور طرز و روش سے ظاہر ہوتے ہیں اور گر ناقص وہ الٹی سمت چلتا ہے اور دیگر خرابیاں نظر آتی ہیں۔ اس لئے ایمان کو عمل سے جدا نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ عمل، ایمان کا نتیجہ اور ثمرہ ہے بلکہ یہی وہ علامت ہے جس سے لوگوں کو کسی کے مومن ہونے کا علم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد جگہ ایمان اور عمل صالح کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔

ایمان میں کمی بیشی:

علمائے سلف کا یہ نظریہ کہ بندہ مومن کے ایمان میں حالات و واقعات کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور اسی مناسبت سے عمل میں بھی اور یہی وہ مسلک ہے جس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ کیجئے:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

(1) **وإذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا** (انفال : ٢)

''جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔''

(2) **فأما الذين آمنوا فزادتهم ايمانا** (التوبہ : ١٢٤)

''جولوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورۃ نے) اضافہ ہی کیا ہے۔

(3) **ومازادهم اِلا إيمانا وتسليما .** (الاحزاب : ٢٢)

''اس واقعہ نے ان کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا۔''

ایمان کا انسانی زندگی پر اثر :

ایمان کسی تقلیدی عقیدہ کا نام نہیں۔ ایمان ایک زندہ شعور کا نام ہے۔ آدمی جب اللہ کو اُس کی تمام صفات کمال' کے ساتھ ماننے اور اس کی تمام باتوں (وحی' آخرت' ملائکہ وغیرہ) پر کامل یقین کر کے ان کی تصدیق کر دے' اور اللہ کے فیصلوں پر پوری طرح راضی اور مطمئن ہو جائے تو یہی ایمان ہے۔

ان ایمانیات کو ماننے کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کو تقلید آباء کے طور پر مانا جائے مگر اس قسم کا تقلیدی ایمان اللہ تعالیٰ کو مطلوب نہیں ہے۔ اسکی مثال کسی کے ہاتھ میں چھنگلیا کی سی ہے۔ چھنگلیا بظاہر انگلی کی مانند ہوتی ہے۔ وہ ہاتھ کے ایک طرف بے کار لٹکی رہتی ہے اس کا کوئی کام نہیں ہوتا۔

حقیقی ایمان ایک شعوری سفر کا نام ہے کہ آدمی نہ دکھائی دینے والے خدا کو دیکھ لے۔ وہ غیب میں چھپی ہوئی حقیقت کا مشاہدہ کر لے۔ اس اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایمان ایک ڈسکوری ہے۔ جو چیز زندگی میں بطور ڈسکوری کے داخل ہو اس کا

©AL-TUDI INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

داخل ہونا ایک انقلاب ہوتا ہے۔ وہ پُرسکون زمین میں زلزلہ کی طرح یا ٹھہرے ہوئے پانی میں طوفان کی طرح ہوتا ہے۔

ایسا ایمان آدمی کی سوچ کو بدل دیتا ہے اس کے مزاج کو بدل دیتا ہے۔ وہ اس کی سرگرمیوں کے رخ کو پھیر کر دوسری طرف کر دیتا ہے۔ اسکے بعد آدمی کے اندر ایک نئی شخصیت ابھرتی ہے۔ اس کے اندر سے ایک نیا انسان ظہور کرتا ہے۔ اپنے قول اور عمل دونوں کے اعتبار سے وہ ایک نیا انسان بن جاتا ہے۔ اس کی وضاحت قرآن مجید میں بیان کردہ کچھ مثالوں سے ہوتی ہے۔

ایمان نیا انسان بناتا ہے:

ایک مثال موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کے جادوگروں کی ہے۔ جادوگروں کا یہ حال اظہار حقیقت سے پہلے تھا۔ اس کے بعد جب کھلے میدان میں موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے بعد جادوگروں نے دیکھا کہ ان کے سانپوں کو موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے نگل لیا ہے تو جادوگروں پر کھل گیا کہ اتنا بڑا واقعہ خدا کے پیغمبر ہی کے ذریعہ ظاہر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جادوگر اسی وقت خدا کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ وہ بول اٹھے کہ

آمنا برب العالمین (ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے)

یہ فرعون کے لیے ذاتی شکست تھی۔ اس نے بگڑ کر کہا کہ میں تم کو سخت ترین سزا دوں گا۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ جادوگروں نے یہ سن کر کہا:

فاقض ما أنت قاض انما تقضى هذه الحياة الدنيا. (طه ٧٢)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جو کچھ تجھے کرنا ہے کر ڈال، تو جو کچھ کر سکتا ہے موجودہ دنیا کی زندگی میں ہی کر سکتا ہے۔

اس مثال میں صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ ایمان کے بعد آدمی کے اندر سے ایک نیا انسان ظہور (Emerge) کرتا ہے۔ وہی جادوگر جو چند لمحہ پہلے بادشاہ کی عظمت سے دبے ہوئے تھے اور اس کی خوشامد کر رہے تھے۔ ایمانی انقلاب کے بعد وہ فرعون کی سخت ترین سزا کی دھمکی سن کر بھی متاثر نہیں ہوئے۔ شکل وصورت سے اگرچہ وہ پہلے ہی جیسے دکھائی دیتے تھے مگر اب ان کے اندر ایک نیا انسان پیدا ہو چکا تھا۔ ایک ایسا انسان جو صرف خدا سے ڈرتا تھا، ایسا انسان جس کی نظر میں آخرت کے سوا ہر چیز بے وقعت ہو چکی تھی۔

ایمان معرفت ہے:

قرآن میں ایمان کو معرفت کہا گیا ہے: **مماعر فوا من الحق** (المائدہ ۸۳)

اسی طرح حدیث میں ایمان کو علم کہا گیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ جس شخص نے جان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا

من علم انه لا الٰه الاّ الله دخل الجنة. (مسلم)

معرفت اور علم کسی چیز کو شعوری طور پر پانے کا نام ہے۔ جب آدمی کسی چیز کو شعوری طور پر پائے۔ وہ چیز آدمی کے پورے وجود میں سما جاتی ہے۔

اس قسم کے ایمان کا ایک واقعہ قرآن مجید میں ساتویں پارہ کے نجران کے علاقہ سے دس عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ سے ملنے کیلئے مدینہ آیا۔ آپ نے ان کو قرآن کے کچھ حصے سنائے۔ جس کو سن کر ان پر یہ منکشف ہوا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس انکشافِ حقیقت کے

بعد ان کا جو حال ہوا وہ قرآن میں ان لفظوں میں بیان ہوا ہے: اور

واذاسمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوامن الحق یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدین. (المائدہ ۸۳)

ان لوگوں کو جب ایمان کا شعور ملا تو وہ بے اختیار رو پڑے۔ آنکھ کے راستہ سے آنسوؤں کا سیلاب اس بات کی تصدیق ہے کہ آدمی نے قربتِ خداوندی کا تجربہ کیا ہے اور یہ ایمان کہتے ہیں۔

ایمان خدا کا خوف پیدا کرتا ہے:

مفسر ابن کثیر نے ایمان کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

الخشیة خلاصة الایمان . خدا کا خوف ایمان کا خلاصہ ہے (جلد اول، صفحہ ۴۱)

یہ تفسیر بہت بامعنیٰ ہے۔ آدمی جس چیز پر ایمان لاتا ہے اسی کے مطابق اس کے اندر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً آپ چیونٹی کی موجودگی کا اقرار کریں تو اس وقت آپ کے اندر جو کیفیت پیدا ہوگی وہ اس سے بالکل مختلف ہوگی جب کہ آپ ایک شیر کی موجودگی کا اقرار کر رہے ہوں۔

ایمان اگر ''زندہ ایمان'' ہو۔ اور خدا کی ذات پر یقین کے ہم معنی ہو تو ایسا ایمان آدمی کو لرزا دیتا ہے۔ خدا کی ہیبت سے اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس کی آواز پست ہو جاتی ہے۔ اس کی زندگی ایسی پابند زندگی بن جاتی ہے جیسے خدا اس کے رات اور دن کا نگراں ہو۔

بعض مفسرین نے مومنین کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ وہ غیب پر اس طرح یقین رکھتے ہیں جس طرح وہ مشاہدہ پر یقین رکھتے ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

يؤمنون بالغيب كما يؤمنون بالشهادة. (تفسیر ابن کثیر جلد اول، صفحہ ۴۱)

گویا قیامت میں خدا کو دیکھ کر لوگوں کا جو حال ہوگا وہ حال مومن کا بغیر دیکھے اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔ غیر مومن قیامت میں خدا کو دیکھ کر ڈھ پڑیں گے، مومن اسی آج کی دنیا میں خدا کے سامنے ڈھ پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ غیر مومن پر قیامت میں گزرے گا وہ مومن پر اسی دنیا میں گزر جاتا ہے۔ اسی زلزلہ خیز تجربہ کا نام ایمان ہے۔

ایمان کی شاخیں:

ایمان کی 60 سے زائد شاخیں ہیں جن سے مراد اعمال ہی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

الإيمان بضع وستون شعبة، والحياء من الإيمان.

ایمان کی 60 سے زائد شاخیں ہیں۔ اور حیاء بھی ایمان میں سے ہے۔

ایمان کے بارے میں اہم باتیں

☆...... جو شخص شہادتین کے ذریعے اپنے ایمان کا اعلان واقرار نہ کرے اس پر دنیا و آخرت ہر دو جگہ نہ تو ایمان ثابت ہوتا ہے اور نہ اس کا حکم۔

☆...... اسلام اور ایمان دو شرعی اصطلاحیں ہیں جن کے مابین عام و خاص کا تعلق ہے۔ یعنی ہر مومن مسلم ہے مگر ہر مسلم مومن نہیں۔ اسلام کی نسبت سے تمام اہل قبلہ (مسلمانوں کے تمام گروہ) کو مسلمین کہا جاتا ہے۔

☆...... گناہ کبیرہ کا مرتکب دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں اس کی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

حیثیت ایک ناقص الایمان مومن کی ہوتی ہے اور آخرت میں اس کے ساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کریں گے۔

☆......تمام موحّدین بہرحال جنت میں جائیں گے۔ اگر ان میں سے کسی کو بعض اعمال بد کے سبب عذاب جہنم میں مبتلا کیا گیا تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اپنی مقررہ سزا بھگت کر بالآخر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

☆......اہل قبلہ میں سے کسی معین شخص کو یا گروہ کو قطعی طور پر جنتی یا جہنمی قرار دینا جائز نہیں تاوقتیکہ اس کے متعلق کوئی شرعی نص ثابت نہ ہو۔

☆......تکفیر ایک شرعی حکم ہے جو کتاب و سنت کی طرف سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی مسلمان کی تکفیر اس کے کسی ایسے قول یا فعل کے باعث کرنا جائز نہیں ہے کہ جس کے کفر ہونے پر کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ تکفیر ایک نہایت پُرخطر اور نازک حکم ہے کسی مسلمان کی تکفیر میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

ایمان کی اقسام:

علامہ شریف جرجانی نے درجات کے اعتبار سے ایمان کی چند اقسام بیان کی ہیں:

(1) **ایمان مطبوع:** فرشتوں کا ایمان ہے۔ ان کا ایمان ان کی طبیعت و مزاج میں ڈال دیا گیا ہے۔ مثلاً گناہ کی حس نہ ہونا اور وہی کچھ کرنا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے۔

(2) **ایمان معصوم:** انبیاء کا ایمان ہے انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ وحی الٰہی

کی روشنی میں کام کرتے ہیں اس لئے ان سے خطا یا غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ اگر ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً ان کی اصلاح فرما کر اس خطا کو ان کے نامہء اعمال سے مٹا کر نیکی میں بدل دیتے ہیں۔

(3) **ایمان مقبول:** مومنوں کا ایمان ہے۔ ان کے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ غیر معصوم ہوتے ہیں۔ غلطی اور گناہ پر شرمندہ ہونے اور توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتا ہے۔

(4) **ایمان موقوف:** بدعتیوں کا ایمان ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دین میں نئے نئے راستے ڈھونڈتے ہیں۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ ایمانیات پر ان کا کامل یقین نہیں۔

(5) **ایمان مردود:** منافقین کا ایمان ہے جو بظاہر کچھ ہیں اور اندر کچھ۔ اس لئے منافق کا ایمان قطعاً قبول نہیں۔

ایمان کی مشتملات:

علمائے کرام نے ایمان کے اہم بنیادی عناصر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(الف) الٰہیّات (ب) نبوات (ج) سمعیات

(الف) الٰہیّات

الٰہیّات سے مراد وہ تمام امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات الٰہ سے متعلق ہیں۔ مثلاً توحید کی تعریف اور اس کا مفہوم، شرک، نواقض ایمان، اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال وغیرہ۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

(ب) نبوات

وہ تمام امور جو انبیاء کرام سے متعلق ہوں۔ مثلاً وحی، نبی اور رسول میں فرق، رسول اور امتی میں فرق، ختم نبوت، معجزات اور کرامت و جادو میں فرق۔

(ج) سمعیات

وہ تمام سماعی امور جن کا مشاہدہ نہ کیا گیا ہو لیکن ان پر یقین کرنا اور ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مثلاً عذاب قبر، حیات برزخ، عالم الغیب کی باتیں وغیرہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تیسرا باب

ایمان باللہ

معنی اور تقاضے:

عن سفیان بن عبداللّٰه قال : قلت یا رسول اللّٰه قُل لی فی الاسلام قولا لا اسئل عنه احدا بَعُدَکَ قال : قل امنت باللّٰه ثم استقم

سفیان بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتائیے کہ آپؐ کے بعد مجھے کسی سے اور کچھ دریافت نہ کرنا پڑے۔ آپؐ نے فرمایا کہو میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر ثابت قدم رہو۔ (صحیح)

☆ اللہ پر ایمان لانے سے مراد اس کی ہستی کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا اور یہ پختہ یقین رکھنا کہ اللہ ایک ہے اکیلا ہے منفرد ہے بے نیاز ہے۔ جس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد۔ وہ ہر شے کا رب ہے اور اس کا مالک بھی، اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ وہ عرش پر مستوی ہے۔ اس کا علم ہر جگہ موجود ہے اس کی ذات نہیں۔

☆ نیز اس کی صفات کو بغیر کسی کیفیت' بغیر کسی تمثیل اور بغیر کسی تحریف کے اس پختہ یقین کے ساتھ ماننا کہ اس نے جس طرح بھی اپنی کوئی صفت بیان فرمائی ہے یا رسول اکرم ﷺ نے بیان کی ہے وہی حق ہے۔

☆ اس کے علاوہ عبادت کی جتنی بھی اقسام ہیں ان کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہے کوئی اورنہیں۔ مثلاً خضوع وخشوع میں، خشیت میں، انابت میں، قصد وارادہ میں اور طلب میں، دعاء وذبح میں اور نذر ونیاز وغیرہ میں۔ اللہ تعالیٰ کو ہی یکتا مانا جائے۔ کلمہ ءتوحید سے مراد یہی ہے۔

☆ یہ ایمان بھی کہ اس کے وجود سے پہلے (اول) کوئی نہیں۔ اور نہ ہی اس کے بعد کوئی ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ علم رکھنے والا ہے۔

☆ تمام رسولوں نے سب سے پہلے جس چیز کی دعوت دی وہ توحید ہے۔ قرآن میں پہلا حکم بھی یہی ہے۔

لقد أرسلنا نوحاً إلى قومه فقال يا قوم اعبدوا الله مالكم من إله غيره ... (الاعراف: ٥٩)

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف تو انہوں نے کہا۔ اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی تمہارے لئے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

و إلىٰ عاد أخاهم هوداً قال يا قوم اعبدوا اللّٰه... (الاعراف: ٦٥)

ترجمہ: اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔

و إلىٰ ثمود أخاهم صالحاً قال يا قوم اعبدو اللّٰه (الاعراف: ٧٣)

ترجمہ: قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا انہوں نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔

لہٰذا توحید کا سمجھنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے کیونکہ یہ ایمان باللہ کا تقاضا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

توحید کی اقسام:

توحید کا مادہ و ح د ہے جس کا مطلب ہے ایک ہونا۔ اکیلا ہونا توحید کو علماء نے تین اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔

(1) توحید ربوبیت (2) توحید الوہیت (3) توحید اسماء وصفات

1- توحید ربوبیت

یہ یقین رکھنا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا خالق ہے۔ اسی نے عالم حیوانات، عالم نباتات، عالم افلاک اور ان تمام عالموں کو جو نظر آتے ہیں یا ہماری نظروں سے اوجھل ہیں پیدا کیا ہے۔ اور پیدا کر کے یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ ان کا رب بھی ہے اور صرف وہی ذات ہے جو ان تمام جہانوں کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے بارے میں مکمل علم رکھتی ہے۔ اس کے پاس ایک کتاب میں تفصیل سے لکھا ہوا موجود ہے کہ کس درخت میں کل کتنے پتے ہیں؟ اور ہر پتے کی وضع قطع کیا ہے؟ اور یہ کہ دنیا میں کل کتنے جراثیم موجود ہیں؟ اور ان جراثیم کا حجم اور طول وعرض کیا ہے؟ اسے توحید ربوبیت کہتے ہیں۔ اس کا اقرار یوم الست کو تمام ارواح نے کیا تھا۔

واذأخذ ربک من بنی آدم من ظهور هم ذريتهم واشهدهم على أنفسهم ألست بربكم قالوا بلىٰ شهدنا. (الاعراف ۱۷۲)

لیکن صرف رب ہونے کا اقرار کافی نہیں کیونکہ اللہ کے رب ہونے کا اقرار تو ابلیس بھی کرتا تھا۔

رب بما أغويتنی (الحجر:۳۹)

ترجمہ: اے میرے رب! بسبب اس کے جو تو نے مجھے بھٹکایا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اسی طرح

رب أنظرنی (الحجر:٣٦)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے مہلت دے

بلکہ اس بات کا اقرار ضروری ہے کہ خالق کائنات کو اس کائنات پر ہر قسم کے تصرف کا آزاد اور مکمل اختیار حاصل ہے۔ وہی جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت۔ مال ودولت، نفع ونقصان اور فقر وعسرت اسی کی طرف سے ہے، سیلاب بھی وہی لاتا ہے اور خشک سالی بھی۔

مثال: شمالی اٹلی میں ایک سال ایسے شدید سیلاب آئے کہ شہر کے شہر تہ و بالا ہو گئے۔ اور تہذیب وتمدن تباہ و برباد ہو گیا۔ اسی زمانے میں ہندوستان میں خشک سالی تھی جس کے اثر سے کھیتیاں سوکھ گئیں، جانور ہلاک ہو گئے اور پانی کی راشن بندی ہو گئی۔

آخر وہ کون ہے، جس نے لوگوں پر اتنا پانی برسایا کہ وہ چیخ اٹھے۔ اور دوسروں کو اس طرح محروم کر دیا کہ وہ پانی کو ترس گئے۔ وہ کسی علاقے میں سردی اور پالا بھیج دیتا ہے اور کسی ملک میں گرم لہر اور کسی ملک میں زلزلہ لے آتا ہے۔ وہ ایسا مالک ہے کہ اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جائے تو باپ میں یہ قدرت نہیں کہ اسے لڑکا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قل من یرزقکم من السمآء والأرض أمن یملک السمع والأبصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الأمر فسیقولون الله فقل أفلا تتقون ○ (یونس:٣١)

ترجمہ: ''پوچھو تو سہی تم کو آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کون نکالتا ہے اور تمام کاموں کو کون چلاتا ہے تو اس کے جواب میں یہ (مشرک) ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ پھر تم پوچھو کہ پھر (شرک سے) کیوں نہیں بچتے ہو؟''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل لمن الأرض ومن فيهآ إن كنتم تعلمون ○ سيقولون لله قل أفلا تذكرون ○ قل من رب السموت السبع و رب العرش العظيم ○سيقولون لله قل أ فلا تتقون ○ قل من بيده ملكوت كل شيء وهو يجير ولا يجار عليه إن كنتم تعلمون ○ سيقولون لله قل فأنى تسحرون ○ (المومنون٨٩۔٨٤:)

ترجمہ: ''ان سے پوچھو زمین اور جو کچھ اس میں ہے، کس کا ہے، اگر تم جانتے ہو وہ فوراً کہیں گے کہ اللہ کا ہے۔ کہو پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ ان سے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور بڑے تخت (عرش عظیم) کا مالک کون ہے۔ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ۔ کہو پھر تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ ان سے پوچھو اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں، کہو پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو۔''

مشرکین ان تمام چیزوں کا اقرار کرتے تھے اور دن رات اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس دائرہ توحید میں داخل نہیں ہو سکے جس کی رسول اللہ ﷺ انہیں دعوت دیتے تھے یعنی توحید الوہیت۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

توحید الوہیت:

الوہیت کا لفظ الہ سے مشتق ہے جس کے معنی معبود کے ہیں یعنی اس بات کا اعتراف کرنا کہ صرف اللہ ہی وہ ایک ہستی ہے جو عبادت کے لائق اور پرستش کے قابل ہے۔

ہر وہ مفید اور جائز کام جو مومن اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصولِ ثواب کیلئے کرتا ہے وہ عبادت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وماخلقت الجن والانس الا ليعبدون (الذاریات : ٥٦)

ترجمہ: میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔

عبادت کی تعریف

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

" اسم جامع لكل مايحبه الله ويرضاه من الأقوال والأفعال الظاهرة والباطنة."

ترجمہ: عبادت ایک ایسا جامع اسم ہے جس سے وہ تمام ظاہری اور باطنی اقوال وافعال مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں اور جن پر وہ راضی ہوتا ہے۔

الہ / معبود کی تعریف:

جس ہستی میں چار صفات ہوں وہی عبادت کے لائق ہوتی ہے۔

(1) غنی ہونا (2) علیم وحکیم ہونا (3) ہر چیز پر قادر ہونا (4) عزت وذلت کا مالک ہونا

سورۃ الناس میں ہے: **قل أعوذ برب الناس○ ملک الناس ○ اله الناس○**

یعنی اللہ تعالیٰ **رب الناس**، **ملک الناس**، **اله الناس** ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اس انداز بیان کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو بیک وقت تینوں باتوں کی تصدیق کی جائے یا تکذیب۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو صرف رب اور مالک مان لینے والے مومن نہیں ہو سکتے بلکہ اس کی دو حیثیتوں کے ساتھ تیسری حیثیت ''معبود'' کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔

کلمہ طیبہ کا پہلا جز:

''لا إله إلا اللّٰه'' توحید الوہیت ہی کا اعتراف ہے

عتبانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے لا إلـه إلا الـلّٰـه کا اقرار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کے عذاب کو حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توحید اسماء وصفات:

قرآن مجید میں جا بجا مخلوق کو خالق سے متعارف کروانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ اور صفات ذکر کی گئی ہیں۔ ایک حقیقی مسلمان ان تمام صفات پر صدق دل سے ایمان لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلِلّٰه الأَ سْمَآء الحُسنَی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذرُوا الذين يُلْحدُوْنَ فِي أَسمَائِهِ

(الاعراف: ۱۸۰)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے اچھے نام ہیں تو پکارو اس کو ان کے ساتھ اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں۔

اس آیت کی تشریح حضور ﷺ نے یوں فرمائی: **اِنَّ لِـلّٰـهِ تِسْعَةً وَتِسْعِونَ اِسْماً مائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنّة** (بخاری مع فتح الباری۷۷)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: ''بے شک اللہ کے 99 یعنی ایک کم سو نام ہیں۔جس نے ان کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

حضور اکرم ﷺ اپنے خطبوں اور دعاؤں کے علاوہ لوگوں کو بھی ان اسماء وصفات کے استعمال کا حکم فرمایا کرتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ أنت الأوَّلُ فَلَيسَ قَبْلَكَ شئٌ . وَأَنْتَ الأخِر فَلَيسَ بَعْدَكَ شَئُى. وأنت الظّاهِرُ فَلَيسَ فَوْقَكَ شَئُى، وأنت البَاطِنُ فَلَيس دُوْنَكَ شَئُى، اِقضِ عنّا الدين وأغنِنا مِنَ الْفَقْر (صحيح مسلم:٢٠٨٤١)

آیات صفات کی اقسام:

1- وہ آیات جو باری تعالیٰ کی شان وعظمت بیان کرنے کے بارے میں ہیں مثلاً

الرحمنُ عَلَى الْعَرْش استوى (طه:٥)

ترجمہ: رحمٰن ہے، عرش پر مستوی ہے۔

اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے وہ عرش پر مستوی نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس بات کی نفی ہوگی جس کا اثبات اللہ نے کیا ہے۔اور ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح عرش پر بیٹھا ہے۔جس طرح کوئی انسان کرسی پر بیٹھتا ہے۔اس لئے کہ اس صورت میں مخلوق سے مشابہت لازم آئے گی۔اس سلسلے میں امام مالکؒ بن انس کا قول ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

'' اَلاِسْتِوَاء مَعْلُوْمٌ وَالْكَيف مَجْهُوْلٌ والسَّوَالُ عَنْهُ بُدعَةٌ والإيمَانِ بهَ وَاَجِبُ.''

ترجمہ: ''استوا معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس کے مطابق سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔''

2- کچھ آیات صفات علم بلاغت کے معروف اسلوب ''مشاکلت'' کی طرز پر نازل ہوئیں۔ مشاکلت کی مثال درج ذیل شعر ہے۔

قَالُوا اقْتَرِحْ شَيْئاً نَجِدْلَكَ طَبْخَه   قُلْت اُطْبِخُوالِيْ جُبَّةً وَقَمِيْصاً

ترجمہ: انہوں نے کہا کسی چیز کی فرمائش کیجئے کہ ہم اسے آپ کیلئے عمدہ طریقے سے پکا کر پیش کریں۔ میں نے کہا میرے لئے ایک جبہ اور ایک قمیص پکا دو۔

اس شعر میں لفظ طبخ بطور مشاکلت استعمال ہوا ہے۔ قرآن کی بعض آیات میں کچھ اوصاف ذمیمہ مثلاً استہزاء، مکر اور خدع وغیرہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے جو محاورۃً ہے۔ ایسے افعال کافروں کے افعال کے جواب کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ ورنہ اللہ ایسے اوصاف سے پاک ہے۔ مثلاً

...نسوا الله فنسيهم... (التوبہ:٦٧)

ترجمہ: انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو وہ ان کو بھول گیا۔

اس آیت میں لفظ نسیان اپنے لغوی معنی یعنی بات کا حافظہ سے غائب ہونا میں استعمال ہوا ہے چنانچہ ''فنسیھم'' میں نسیان کی نسبت جو اللہ کی طرف سے ہے مشاکلہ ہے۔ اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لئے جا سکتے کیونکہ دوسری جگہ آتا ہے۔

...وما كان ربك نسياO (مریم ٦٤)

ترجمہ: اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ومکروا ومکراللہ ... (آل عمران: ٥٤)

ترجمہ: اورانہوں نے تدبیر کی اوراللہ نے بھی تدبیر کی۔ یا

...**یخادعون اللّٰہ وھو خادعھم** ...(النساء: ١٤٢)

ترجمہ: وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کواور وہ ان کودھوکہ دیتا ہے۔

ان دونوں آیات میں مکر اور خدع کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف بطور مشاکلہ ہے۔

3- کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کے معنی یامراد دوسری آیات کی روشنی میں واضح ہوتے ہیں۔جیسے فرمایا:

وَقَالَتِ الیَھُود یَدُاللّٰہِ مَغْلُولَۃً غُلَّتْ اَیْدِیھِم وَلُعِنُو ابِمَاقَالُوابَلْ یَدَاہَ مَبْسُوطَتَان یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآء ______(المائدہ: ٦٤)

ترجمہ: اور یہود نے کہا اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ان کے ہاتھ باندھے گئے اور وہ لعنت کئے گئے ساتھ اس کے جوانہوں نے کہا بلکہ اس کے ہاتھ تو کشادہ ہیں خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

اس آیت میں "ید" سے جو معنی لئے گئے ہیں اس کی وضاحت یہ آیت کرتی ہے:

ولا تَجْعَلَ یَدَکَ مَغْلُولَۃً اِلٰی عُنُقِکَ ولا تَبْسُطْھَا کُلَّ البُسط....(الاسراء: ٢٩)

ترجمہ: اور نہ تم بناؤ اپنے ہاتھ کو گردن کی طرف بندھا ہوا اور نہ اس کو کشادہ کرو پورا کشادہ کرنا۔

(اس آیت سے واضح ہوا کہ بسط سے مراد جود وسخا ہے اور جود وسخا کے لئے ضروری نہیں کہ اللہ کے بھی ایسے ہی ہاتھ ہوں جیسے انسان کے ہوتے ہیں)۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

آیات صفات کے بارے میں ہمارا عمل:

1- آیات صفات متشابہ آیات میں سے ہیں اور مومن پر لازم ہے کہ ان پر قیاس آرائیاں نہ کرے اور نہ ان کے پیچھے پڑ جائے کہ ان کے متعلق بحث و مناظرہ کرتا رہے۔

2- توحید اسماء وصفات پر ایمان لاتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ ''بسط ید'' سے مراد جود وسخا ہے اور جود وسخا کے لئے ضروری نہیں کہ اللہ کے بھی ایسے ہی ہاتھ ہوں جیسے انسان کے ہوتے ہیں۔

لیس کمثله شئی وهو السمیع البصیر

اللہ کی صفات کسی انسان کے پاس نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء کے پاس بھی نہیں۔

3- نبی کریمؐ کے بارے میں حاضر وناظر کا عقیدہ درست نہیں کیونکہ **عالم الغیب والشهاده** صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

4- اللہ کے صفاتی نام کسی کے نہیں ہو سکتے جب تک اسکے ساتھ عبد نہ لگایا جائے۔

مثلاً عبدالرؤف، عبدالرحیم

رؤف ورحیم کسی کا نام ہوسکتا ہے مگر الرؤف اور الرحیم نہیں کیونکہ ان میں اختیار کامل ہے۔ جب تک عبد نہ ساتھ لگے۔ اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی اور کا بندہ /غلام کہلانے سے منع کیا گیا مثلاً عبدالنبی، عبدالرسول وغیرہ، کیونکہ آپؐ نے منع فرمایا کہ کوئی اپنے غلام کو عبدی یا امتی کہہ کر پکارے۔ (سنن ابوداؤد)

عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے: جہاں علماء نے توقف کیا تم بھی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

توقف کرو۔ جیسے انہوں نے کہا تم بھی ویسے کہو۔ جیسے وہ خاموش رہے تم بھی خاموش رہو۔ کیونکہ اسلاف علم کی بنیاد پر توقف کرتے تھے۔ بصیرت کی بنیاد پر باز رہتے تھے۔ ان اسماء وصفات کی معنوی حقیقت کے انکشاف میں وہ زیادہ عملی قوت وصلاحیت رکھتے تھے اور فضل وشرافت میں بھی وہ کسی سے کم نہ تھے۔ (اعلام المؤقعین :۱۲۳)

امام ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں: امام مالک بن انس، سفیان ثوری، ابن عیینہ، الأوزاعی اور معمر بن راشد سے احادیث صفات ہمیں روایت کی گئیں مگر سبھی نے یہی فرمایا: أمِروھا کما جاء ت یہ جیسے آئی ہیں ایسے ہی انہیں گزاردو۔ یعنی بغیر تاویل کیے آگے بیان کردو۔

نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے:

نفع ونقصان دو طرح کا ہوتا ہے۔

1- ایسا نفع ونقصان جس کا سبب واضح ہو مثلاً ایک شخص کوئی زہریلی چیز کھا لیتا ہے اور اس کی حرکت قلب بند ہو جاتی ہے۔ اس چیز کے زہریلے اثرات کا ہمیں پہلے سے ہی علم ہوتا ہے۔

2- بعض دفعہ کسی ظاہری سبب کے بغیر نفع ونقصان ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک تندرست شخص کی حرکتِ قلب اچانک بند ہو جاتی ہے۔ جس کی کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

یہ دونوں صورتیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر قسم

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے انسان کی فطرت ہے کہ وہ فائدہ حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے ذریعے اختیار کرتا ہے۔اب یہ کوشش دوطرح کی ہوتی ہے۔ایک جس کی ہمارا دین اجازت دیتا ہےاور دوسری جس سے دین منع کرتا ہےاور اسے ایمان کے خلاف قرار دیتا ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ کونسی کوشش اور مدد جائز ہےاور کونسی ناجائز۔مثلاً اگر بچہ بیمار ہو جاتا ہے آپ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں۔ وہ مرض کی تشخیص کر کے دوا لکھ دیتا ہے۔ یہ ایک جائز صورت ہے۔اس لئے کہ آپ نے حصول شفاء کے لئے خالق کائنات کے بنائے ہوئے طبعی قانون کے مطابق ایک ایسے شخص سے مدد طلب کی جو اس علم سے واقف ہے۔

اس کے برعکس آپ کسی جھوٹے عامل یا جادوگر کو بلاتے ہیں وہ کسی غیبی طاقت سے آپ کے بچے کو تندرست کر دے تو یہ ناجائز صورت ہوگی (کیونکہ اس غیبی طاقت کا ثبوت نہ تو کسی علم کی بدولت ہے اور نہ قرآن وحدیث سے) لیکن اگر تمام عملی تدابیر، معروف سائنسی طریقے اور علاج ناکام ثابت ہو چکے ہوں اور آپ حصول شفاء کے لئے دعا یا صدقہ کا سہارا لیں یا اللہ کے کسی نیک بندے سے دعا کرائیں تو یہ مدد حاصل کرنے کا جائز طریقہ ہوگا۔

اس کے برعکس اگر کسی نیک شخص کی قبر پر کھڑے ہو کر اس سے دعا کی درخواست کریں جبکہ وہ نہ خود زبان ہلا سکتا ہے اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر خود مریض کو تندرست کرنے کی طاقت ہے تو یہ مدد طلب کرنا ناجائز ہوگا۔

اسی طرح ایک بانجھ عورت کسی طبیب سے مدد مانگتی ہے یا ایسی دوائیں استعمال کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں تو اس نے کوئی ناجائز کام نہیں کیا۔لیکن اگر

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

وہ دمشق کی بوڑھی عورتوں کی مانند یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ جو عورت ماہ رجب کے پہلے جمعہ کو ''کوہ قاسیون'' کی جامع مسجد کے دروازے کی زنجیر ہلائے گی وہ حاملہ ہوجائے گی یا کسی قبر کی جالی میں کپڑے کی دھجی باندھ کر اپنا مقصد پورا کرنا چاہے گی تو یہ سب ناجائز کام ہوں گے۔

چنانچہ طبعی قوانین سے استفادہ کرنا یا ایسے ذرائع اختیار کرنا جن سے عام طور پر فائدہ اٹھایا جاتا ہے یا ایسے شخص سے رجوع کرنا جو ان قوانین کا عالم ہو اور یہ تمام طریقے قرآن وسنت کی کسی نص کی خلاف ورزی نہ کرتے ہوں جائز ہیں۔لیکن یہ بات یاد رہے کہ درحقیقت فائدہ پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

حبِ الٰہی اور خشیت الٰہی:

موحد توحید کا صحیح لطف اس وقت اٹھاتا ہے جبکہ اس کے دل میں اللہ کی محبت کے ساتھ ساتھ اس کی خشیت بھی بدرجہ اتم موجود ہو۔اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے اور اس سے خشیت رکھنے کا کیا مطلب ہے؟

انسان دنیا میں بہت سی چیزوں سے محبت کرتا ہے۔لیکن یہ محبت پابند غرض اور محدود ہوتی ہے۔اس میں دراصل اس فائدہ یا لذت سے محبت ہوتی ہے جو کسی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔مثلاً جو چیز ہمیں پسند تھی اگر وہ تبدیل ہو جائے اور اس میں حسن باقی نہ رہے تو محبت اور پسندیدگی بھی ختم ہوجائے گی۔اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی محبت جو ایک مومن محسوس کرتا ہے ہر غرض سے آزاد اور لامحدود محبت ہے۔

اسی طرح انسان دنیا کی بہت سی چیزوں سے ڈرتا ہے۔مثلاً دہکتی ہوئی آگ، وحشی درندے، مہلک زہر اور طاقت ور ظالم سے ڈرتا ہے۔لیکن یہ ڈر بھی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

محدود اور مقید ہے۔ خوف کا باعث دراصل اس نقصان سے بچنا ہے جو ان چیزوں سے پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے جب انسان خود کو ان چیزوں کے نقصان سے محفوظ کرتا ہے تو خوف بھی دور ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ سے خوف اور اس کی خشیت لامحدود اور ہر قید سے آزاد ہے۔

دراصل اللہ سے محبت اور اس سے ڈرتے رہنا ہی توحید کی بنیاد اور عبادات کی روح ہے۔ اللہ سے محبت کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو محبوب و معشوق جان کر اس کی شان میں قصیدے لکھے جائیں اور نہ اس سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ ایسی دہشت اور گھبراہٹ ہو جو موجب نفرت ہو۔

بلکہ اللہ سے محبت کے معنی یہ ہیں کہ نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور خوشنودی کو ترجیح دی جائے اور حضور ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے۔

اسی طرح خوف الٰہی سے مراد حرام چیزوں اور ناجائز کاموں سے پرہیز کرنا اور ثواب آخرت کو دنیاوی لذتوں پر ترجیح دینا ہے۔ مکمل اطاعت یعنی ہر کام میں اور ہر حال میں اطاعت خواہ وہ ہمیں پسند ہو یا نہ ہو خواہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور یہی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ سے محبت کا نتیجہ بھی ہے اور اس کی نشانی بھی۔

دوستی اور دشمنی صرف اللہ کیلئے:

ایمان کی نشانی یہ ہے کہ محبت یا عداوت صرف اللہ کیلئے ہو۔ نیک اور

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پرہیزگار لوگوں سے محبت کی جائے خواہ اس میں ہمارا ذاتی فائدہ نہ ہواور کافر و فاجر لوگوں کو ناپسند کیا جائے' خواہ اس سے ہمیں کوئی نقصان ہی نہ پہنچتا ہو۔

اس لئے کہ ایک مومن کے نقطہ نگاہ میں دینی برادری خونی رشتے سے زیادہ مستحکم ہے اور عقیدہ کا رشتہ نسبی رشتوں سے زیادہ مضبوط ہے۔ جناب باری تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے ان کے کافر بیٹے کے بارے میں صاف کہہ دیا تھا کہ وہ آپ کے خاندان کا فرد نہیں ہے۔اس لئے کہ وہ بدکردار ہے' ابولہب آپؐ کا چچا سہی مگر اللہ کی نظر میں وہ بدعقیدہ و بے ایمان ہے نیز قرآن مجید میں یہ واضح ارشاد بھی موجود ہے کہ مومنوں سے عناد رکھنے والے دشمنوں یا مومنوں اور اسلام کے خلاف جنگ کرنیوالے کافروں کے درمیان دوستی اور معاہدہ بقائے باہمی نہیں ہوسکتا خواہ دونوں فریقوں میں باہم کتنے ہی مضبوط تعلقات کیوں نہ ہوں۔

ارشاد ہے : **لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللّٰہ و رسولہ** (المجادلہ : ۲۲)

ترجمہ: ''تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔''

آپؐ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وابْغَضَ لِلّٰه واعطیٰ للّٰه وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اَستکْمَل الایمان.

ترجمہ: ''جس نے اللہ کیلئے محبت کی اور اللہ کیلئے دشمنی کی اور اللہ کیلئے دیا اور اللہ کیلئے روکا تو اس نے ایمان مکمل کرلیا۔''

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چوتھا باب

شرک

معنی:

لفظ شرک، شرکت سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں اللہ کی ذات یا اس کی صفات کا اقرار کرتے ہوئے، ان صفات میں اوروں کو کم یا زیادہ کسی درجہ میں بھی شریک مانا جائے۔

شرک، توحید کی ضد ہے۔ شرک سب سے بڑا گناہ اس لئے ہے کہ مشرک درحقیقت اللہ تعالیٰ کو جھٹلاتا ہے اور اس کے ناموں اور معنوں میں غیروں کو شامل کرنے کی غلطی کرتا ہے اس طرح وہ ایک سے زائد خداؤں کو مانتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید کہتا ہے:

شهد اللّٰه أنه لا إله إلا هو... (آل عمران:١٨)

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر وہی (اللہ ہے)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی کسی حیثیت سے شریک ماننا گویا اللہ کی غیرت کو للکارنا، اس کے خلاف بغاوت کرنا اور اسے نااہل ثابت کرنا ہے۔ جس طرح ایک جنگل میں دو شیر نہیں ہو سکتے۔ جس طرح کوئی خاوند اپنی بیوی سے یہ لفظ نہیں سننا چاہتا کہ تم بھی میرے خاوند ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے کہ اس کے مقابل کسی کو الٰہ مانا جائے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جب ہم اللہ کا حق ، اللہ کی مخلوق کو دیں گے جو کہ اللہ کے مقابلے میں عاجز کمزور، غلام ہے، تو یہ رب ذوالجلال کی جناب میں ایک بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

شرک کی ابتداء:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں ہیں۔ یہ سب لوگ اسلام اور توحید پر قائم تھے۔ توحید کے عقیدے سے انحراف سب سے پہلے قوم نوحؑ میں آیا۔ اس قوم کے پانچ صالح ترین افراد، سواع، یعوق، یغوث، اور نسر کا جب انتقال ہوا ابتداء میں تو ان کے بت بنائے گئے اور پھر ان کی عبادت شروع ہوئی۔ اسی طرح اہل عرب بھی دین ابراھیمی پر قائم تھے۔ عمرو بن لحی پہلا شخص ہے جو علاقہ غیر سے بتوں کو خرید کر سرزمین عرب وحجاز میں لایا اور یوں عربوں میں شرک شروع ہو گیا۔

شرک کی اقسام:

شرک کی دو اقسام ہیں: **1**- شرک اکبر **2**- شرک اصغر یا شرک خفی

شرک اکبر: واضح شرک ہے جس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ شرک اکبر کھلا ہوا کفر ہے۔ جو شخص اس پر مرا، اس کے لئے جہنم واجب ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

...اِنه مَنۡ یُشۡرِکۡ بِاللّٰهِ فقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ الۡجَنة وَمَاۡتهُ النَّارِ ..

المائدة:۷۲)

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو تحقیق اس نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔

سورۃ النساء آیت 48 میں فرمایا:

ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء .

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے

حدیث میں آتا ہے:

عن جابرؓ ان رسول اللّٰہ قال من لقی اللّٰہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ ومن لقیہ یشرک بہ شیئا دخل النار (صحیح مسلم)

ترجمہ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص کو اس حالت میں موت آئی کہ اس نے شرک نہیں کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شرک کرتے کرتے مر گیا وہ جہنمی ہے۔

شرک اکبر کی تین اقسام:

شرک اکبر کی تین اقسام ہیں:

شرک فی العلم:

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے سب سے زیادہ نزدیک ہے وہ اپنے فضل وکرم سے بغیر کسی وسیلہ، واسطہ اور ذریعہ کے سب کی پکار سنتا ہے۔ سب کا نگہبان ہے۔ ہر جگہ ہر حال میں اپنی صفات کے اعتبار سے حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خواہ وہ دور ہو یا نزدیک، چھپی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہہ میں، خبر رکھتا ہے اگر کوئی کسی

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نبی، ولی، پیر، یا شہید کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھے، اٹھتے بیٹھتے ہر دم اس کا نام جپے، نزدیک یا دور سے اس کو پکارے، مصیبت کے وقت اس کی دہائی دے، دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے، اس کے نام کا ختم پڑھے، اس کی صورت کا تصور باندھے، اس کو واقفِ رازِ خفی وجلی جانے۔ وہ شخص شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ یہ ''شرک فی العلم ہے۔''

شرک فی التصرف:

اپنے ارادے سے تصرف کرنا، اپنا حکم جاری کرنا، اپنی خوشی سے مارنا، جلانا، رزق کی کشادگی یا تنگی، تندرستی یا بیماری، خوشی یا غمی، قحط یا ارزانی، عروج وزوال، فتح یا شکست، مشکل کشائی، حاجت روائی، سب کچھ اللہ قادر وقیوم کے قبضہ قدرت میں ہے کسی اور کے نہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث، قطب کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہے تو وہ شخص کتاب اللہ وحدیثِ رسول ﷺ کے مطابق شرک کرتا ہے۔ یہ ''شرک فی التصرف'' ہے۔

شرک فی العبادات:

اللہ تعالیٰ نے بعض تعظیم کے کام اپنے لئے خاص کئے ہیں جیسے رکوع کرنا، سجدہ کرنا، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اس کے نام پر مال خرچ کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا، اس کے گھر کی طرف نزدیک یا دور سے چل کر جانا، اس کے گھر کا طواف کرنا، اس کی طرف قربانی لے جانا، وہاں منتیں ماننا، اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا، اس کا مجاور بننا، اس کے گھر کی خدمت میں مشغول رہنا، روشنی صفائی، پانی وغیرہ کا سامان اس کے لوگوں کے لئے درست کرنا، اس کے

کنویں کے پانی کو متبرک سمجھنا۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث، قطب اوران کے مزارات بھی اسی طرح کی تعظیم کے لائق ہیں، یا ان بزرگوں کی بھی ایسی ہی تعظیم کرنے سے لوگوں کی مشکلیں دور ہوتی ہیں تو وہ شرک کرتا ہے۔ یہ ''شرک فی العبادات'' ہے۔

شرک اصغر:

جس کا شرک ہونا بظاہر واضح نہ ہو۔ جو شخص شرک اصغر کا مرتکب ہوا وہ کفر کے مساوی نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کا شرک اس آدمی سے بھی سرزد ہو جاتا ہے جو اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا۔ کبھی وہ ایسا صرف نفس کو خوش کرنے کی خاطر کرتا ہے، کبھی دنیا طلبی کی غرض سے، کبھی لوگوں میں رفعت وشرف اور جاہ وعزت پیدا کرنے کی غرض سے۔ اس لئے اس کے عمل میں اللہ کا حصہ ہوتا ہے، نفس کا اور دوسری مخلوق کا بھی۔

اسی قسم کے شرک کے بارے میں رسول ﷺ نے فرمایا:

الشرکُ فِی هَذِهِ الأُمَّةِ أخفیٰ مِنْ دَبِیْبِ النّمل

(الجواب الکافی (اردو ترجمہ) از امام ابن قیمؒ ص ۲۹۸)

ترجمہ: شرک اس امت میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس سے ہمیں نجات کیونکر مل سکتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

قل: اللّٰھم إنِی أعوذُبکَ أنْ اُشرِکَ بِکَ و أنَا أعَلَم بِهِ أسْتَغفِرُک لِمَا لاَ أعْلم (صحیح ابن حبان)

ترجمہ: کہو! اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ دانستہ میں تیرے ساتھ شرک کروں اور جو میں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نہیں جانتا اس شرک سے تیری مغفرت چاہتا ہوں۔

ریاء کو بھی شرک اصغر کہا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر سب سے زیادہ ہے، وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریا کاری۔ (مسند احمد)

اس طرح آپؐ نے مندرجہ ذیل جملوں کو کہنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ ان میں شرک کا شائبہ ہے مثلاً ماشاء اللّٰہ و شئت 'جو اللہ اور آپ چاہیں' مالی الا اللّٰہ و انت. اللہ تعالیٰ اور آپ کے سوا میرا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شرک سے بیزاری:

عَن أبیْ هُرَیْرَ ةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالیٰ عنهُ قَال قَال رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَال اللّٰہُ تعالیٰ أنا أَغْنَی الشُّرکآءِ عَنِ الشّرکِ، مَن عمِلَ عَمَلاً أشْرَکَ فِیه مَعِیَ غَیرِی تَرَکتُهُ وَشِرْکَه وَ أنَا مِنهُ بَرِی ءٌ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: میں شریکوں میں سے سب سے زیادہ شرک سے بے پرواہ ہوں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی توحید سے رغبت:

عَنْ أنسٍ رَضِیَ اللهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ قَال اللّٰه تَعالیٰ یَا ابنَ آدَمَ إنَّکَ لَو لَقِیتَنیِ بِقُرَابِ الأرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیتَنیْ لاَ تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لأَ تَیْتُکَ بِقُرَابِهَامَغْفِرَةً. (ترمذی، احمد، دارمی)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: ''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کے بیٹے! اگر تو مجھے دنیا بھر کے گناہ کے ساتھ ملے مگر میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں دنیا بھر کی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔''

شرک چونکہ ایک نا قابل معافی جرم ہے اس لئے اسلام نے وہ تمام ذرائع جن کے ذریعے سے شرک کی سرایت یا اس کے بتدریج زیادہ ہونے کا امکان ہوا ان پر پابندی لگائی ہے یا ان کی حدود مقرر فرمائی ہے یہ ذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

1- دم اور تعویذ:

دم اور تعویذ کے بارے میں درست رویئے کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق افراط و تفریط کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ ایک گروہ دم تعویز کا قائل اس قدر رہوا کہ شرکیہ اور غیر شرکیہ کی تمیز ختم ہوگئی۔ اور دوسرے نے اتنا رد کیا کہ جائز کو بھی حرام قرار دیا۔ جبکہ حلال کو حرام کرنا بھی اتنا ہی گناہ ہے جتنا حرام کو حلال کرنا۔

مسند احمد کے الفاظ ہیں:

من تعلق تميمة فقد أشرك

ترجمہ: جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

''**إن الرقى والتمائم والتولة شرك**'' (احمد وابوداؤد)

ترجمہ: دم، تمیمہ اور دھاگے شرکیہ کام ہیں۔

لفظ الرقی، رقیہ کی جمع ہے۔ جس سے مراد شرکیہ دم ہے۔ اس کی ممانعت ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ دم جن میں شرکیہ الفاظ شامل نہ ہوتے تھے نبی اکرمؐ نے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ان کی اجازت دی۔ وہ دم جس میں اللہ کے نام اس کی صفات و آیات قرآنیہ تلاوت کی جائیں وہ آپؐ سے ثابت ہیں اور جائز ہیں۔

عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں: ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے ہم نے اس کے متعلق نبی اکرمؐ سے سوال کیا کہ اس کے بارے میں آپؐ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ دم میرے سامنے پیش کرو۔ اگر اس میں شرک کی آمیزش نہیں ہوتو کوئی حرج نہیں۔ (صحیح مسلم)

جابرؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رقی (شرکیہ دم) کی ممانعت کر دی تو آل عمرو بن حزم عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسولؐ ہمارے ہاں ایک دم ہے جس سے ہم بچھو کے کاٹے کا علاج کرتے ہیں اور آپ نے رقی سے منع کر دیا۔ پھر انہوں نے وہ دم نبیؐ کو سنایا آپ نے فرمایا کہ میں اس میں کوئی برائی نہیں پاتا جو تم میں سے اس سے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ فائدہ پہنچائے۔ (صحیح مسلم)

یہ دم قرآن وحدیث کا نہ تھا مگر شرکیہ نہ ہونے کی بناء پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز قرار دیا۔ اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

شفاء بنت عبداللہ فرماتی ہیں: ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میں سیّدہ حفصہؓ کے پاس بیٹھی تھی۔ آپؐ نے مجھے فرمایا کہ تم حفصہ کو نملہ کا دم نہیں سکھا دیتی جیسا کہ تم نے اس کو لکھنا سکھایا ہے۔“

ظاہر ہے اگر یہ دم قرآنی آیات یا احادیث رسولؐ پر مشتمل ہوتا تو ام المومنینؓ اس خاتون کو سکھاتیں نہ کہ وہ خاتون سیّدہ حفصہؓ کو۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

علیکم بالشفائین العسل والقرآن (مشکوۃ ص ۳۹۱)

دوشفاء قرآن اور شہد کو اپنے اوپر لازم پکڑو۔

فی فاتحة الکتاب شفاء من کل داء (مشکوۃ ص ۱۸۷)

سورہ فاتحہ میں ہر بیماری کیلئے شفا ہے۔

شہد کو کھانے سے اور قرآن کو دم کرنے سے آرام آئے گا۔ یہ ایک طریقہ علاج ہے جسے طب ربانی کہا جاتا ہے۔ ابن التین فرماتے ہیں۔**ھو الطب الربانی فاذا کان علی لسان الأبرار من الخلق حصل الشفاء باذن اللّٰه تعالی ۔** (تفسیر العزیز الحمید ص ۱۶۶)

ترجمہ: یہ طب ربانی ہے پس جب مخلوق میں سے نیک لوگوں کی زبان سے دم کیا جائے تو اللہ کے حکم سے شفاء ہو جاتی ہے۔

عن شتیربن شکل بن حمید عن أبیه قال قلت : یا نبی اللّٰه ! علمنی تعویذا أتعوذبه قال قل : اللّٰھم انی اعوذبک من شَرِّ سمعی و شر بصری وشر لسانی وشرقلبی وشرمنی.

ترجمہ: صحابی فرماتے ہیں اے اللہ کے نبیؐ مجھے تعویذ (یعنی اللہ کی پناہ میں کیسے آؤں؟) سکھایئے تا کہ میں اس سے پناہ حاصل کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہو اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اپنے کان، آنکھ، دل، زبان اور خواہشات کے شر سے۔ ابوالحسن عبیداللہ مبارک پوری نے اس حدیث کی تخریج میں لکھا ہے، یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ہے۔

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تمائم:

تمائم ان تعویذات کو کہا جاتا ہے جو نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے بچوں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں۔ اگر یہ تعویذ قرآنی آیات پر مشتمل ہوں تو بعض اہل علم نے ان کو جائز قرار دیا ہے جن میں سیّدہ عائشہؓ اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص شامل ہیں اور ناجائز قرار دینے والوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود شامل ہیں۔

یونس بن حباب کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے تعویذ کے لٹکانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے بشرطیکہ وہ اللہ کی کتاب یا نبیؐ کے کلام سے ہو اور مجھے حکم دیا کہ میں بخار کا اس سے علاج کروں۔ یونس بن حباب کہتے ہیں میں نے مندرجہ ذیل الفاظ چوتھے کے بخار کے لئے لکھے۔ جسے دم جبرئیل علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے۔

اللّٰھم رب جبرائیل ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب الکتاب .

(کنز العمال ص ٢٩٤ جلد ٥)

ترجمہ: اے جبرائیلؑ: اے میکائیلؑ اور اے اسرافیلؑ کے رب اس صاحب تعویذ (لکھنے والے) کو شفادے۔

قرآن کا تعویذ لٹکانے کا فتویٰ جائز و ناجائز دونوں پہلو رکھتا ہے۔ مگر افضل طریقہ یہ ہے کہ بیمار کے لئے دعا کی جائے براہ راست اس پر قرآن پڑھا جائے نہ کہ اسے لٹکایا جائے کیونکہ یہ بے حرمتی کا باعث ہوتا ہے اگر بیت الخلاء وغیرہ میں جائیں۔ مزید یہ کہ یہ کاروبار کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ چیزیں جن کی افادیت قرآن وسنت سے ثابت نہیں اور جن کو رسول اکرمؐ نے منع فرمایا وہ پہننا یا ان کے ذریعے کام نکلوانا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

شرک ہے مثلاً دفع بلا اور مصائب کیلئے چھلا پہننا' Stones یعنی مختلف پتھروں کا استعمال یا کالے دھاگے بازو' کلائی وغیرہ میں پہننا۔

عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا چھلا دیکھا' آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا یہ واہنہ (کمزوری) کا علاج ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ اتار دے کیونکہ یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

ہمارا ایمان یہ ہونا چاہئے کہ جو طریقے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں اور جن چیزوں سے ہمیں پناہ حاصل کرنے' شفا حاصل کرنے کا حکم دیا ہم انہیں اختیار کریں' مگر وہ بھی چند شرائط کے ساتھ۔

☆ نیت یہ ہو کہ اصل شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
☆ وہ طریقہ اسلام کے بتائے ہوئے احکامات سے متصادم نہ ہو۔
☆ جن اشخاص کے پاس دم / تعویذ کیلئے جایا جائے وہ خود صاحب ایمان و باعمل ہو۔
☆ ان چیزوں کو کاروبار نہ بنایا جائے۔

2- جادو

''وہ چیز جس کی وجوہات واسباب انتہائی پوشیدہ ہوں اسے لغت عربی میں سحر کہتے ہیں۔ نیز جادو کو ''سحر'' اس لئے بھی کہتے ہیں کہ اس کا اثر آخری شب میں فجر کے قریب مخفی طور پر پایا جاتا ہے۔''

اس کی مندرجہ ذیل تعریفات ہیں:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

☆ اللیث کہتے ہیں: ''سحر وہ عمل ہے جس میں پہلے شیطان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور پھر اس سے مدد لی جاتی ہے۔

☆ الأزھری کہتے ہیں: ''سحر دراصل کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کا نام ہے۔

☆ ابن منظور اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ساحر (جادوگر) جب باطل کو حق بنا کر پیش کرتا ہے اور کسی چیز کو اس کی حقیقت سے ہٹ کر سامنے لاتا ہے تو گویا اسے دینی حقیقت سے پھیر دیتا ہے۔

☆ ابن عائشہ سے مروی ہے کہ ''عربوں نے جادو کا نام سحر اس لئے رکھا ہے کہ یہ تندرستی کو بیماری میں بدل دیتا ہے۔

☆ ابن فارس سحر کے متعلق کہتے ہیں: ''ایک قوم کا خیال یہ ہے کہ 'سحر' باطل کو حق کی شکل میں پیش کرنا ہے۔

☆ المعجم الوسیط میں 'سحر' کی تعریف یوں ہے: ''سحر'' وہ ہوتا ہے جس کی بنیاد لطیف اور انتہائی باریک ہو۔

☆ صاحب محیط المحیط کہتے ہیں: ''سحر یہ ہے کہ کسی چیز کو بہت خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے تا کہ لوگ اس سے حیران ہو کر رہ جائیں۔

☆ امام ابن قیمؒ کہتے ہیں: ''جادو اَرواحِ خبیثہ کے اثر ونفوذ سے مرکب ہوتا ہے جس سے بشری طبائع متاثر ہو جاتی ہیں۔

☆ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الکافی'' میں فرماتے ہیں:

''السحر ان تعویذ گنڈوں اور دھاگوں کی گرہوں کو کہتے ہیں جو انسان کے بدن اور

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

خصوصاً دل پر اثر کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات میاں بیوی میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔''

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء و زوجه .... (البقره ۱۰۲)

ترجمہ: وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس سے آدمی اور اسکی بیوی کے درمیان جدائی پڑ جائے۔

☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گرہ دیتے وقت اس میں پھونک ماری اس نے جادو کیا۔''

اسی طرح قرآن پاک میں ہے **''ومن شر النفثت فی العقد''** (الفلق۔٤)

نفث اس پھونک کو کہتے ہیں جس میں آب دہن کی بھی آمیزش ہو۔ یہ خاص جادوگر کا عمل ہے جب کوئی جادوگر کسی پر جادو سے حملہ کرنا چاہتا ہے تو وہ ارواحِ خبیثہ اور شیاطین سے بھی مدد لیتا ہے اور دھاگے کو گرہ دیتے وقت اس میں پھونک مارتا ہے جس میں لعاب دہن ہوتا ہے۔

☆ جبت اور طاغوت:

الجبت میں جادو بھی شامل ہے جیسا کہ عمرؓ کا قول ہے:

''یومنون بالجبت و الطاغوت ان کا یہ حال ہے کہ وہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں۔

قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه الجبت السحر و الطاغوت الشیطن''

عمرؓ نے فرمایا کہ الجبت جادو اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جابرؓ کا قول ہے کہ طاغوت وہ کاہن ہیں جن پر شیطان اترتا تھا اور ہر قبیلے کا الگ الگ کاہن ہوتا تھا۔

شریعت اسلامیہ نے اسے باطل قرار دے دیا اور شیاطین جو آسمان سے باتیں سنا کرتے تھے انگاروں کی کثرت سے ان کو روک دیا گیا اور ان کی اڑان آسمان تک مشکل بنادی گئی۔

☆ جادو کفر ہے:

قتادہؓ فرماتے ہیں اہل کتاب کو اس کے کفر ہونے کا علم تھا اور ان سے عہد لیا گیا تھا کہ آخرت میں جادو کا کوئی حصہ نہیں۔"

حسن بصریؒ کا قول ہے "جادوگر کا کوئی دین مذہب نہیں ہوتا۔"

معلوم ہوا کہ جادو حرام ہے اور سابقہ تمام مذاہب میں بھی اس کا یہی حکم تھا کیونکہ ارشاد ربانی ہے: **ولا یفلح الساحر حیث أتی** (طه ـ ٦٩)

ترجمہ: "جادوگر جو کچھ بھی جہاں سے مرضی لائے وہ کامیاب ہونے کا نہیں۔"

امام احمد بن حنبل کے نزدیک جادو سیکھنا اور سکھلانا دونوں کفر ہیں۔

مصنف عبدالرزاق میں ایک حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تعلم شیئا من السحر قلیلا کان او کثیرا کان اخر عهده من الله

ترجمہ: جس نے تھوڑا یا زیادہ جادو سیکھا اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ختم ہوا۔

جادوگر کے کافر ہونے میں علماء و سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس کے کفر کے قائل ہیں۔ البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

''ہم جادوگر سے پوچھیں گے کہ ہمیں اپنے جادو کے بارے میں آگاہ کرو۔ اگر جادوگر کا بیان کفر کی حد تک پہنچ گیا تو ہم اسے کافر قرار دیں گے۔ جیسے اہل بابل کا عقیدہ تھا کہ وہ اس جادو سے کواکب سبعہ تک رسائی حاصل کرتے تھے۔ اگر یہی عقیدہ رکھے تو ایسا جادوگر کافر ہوگا۔ اگر جادوگر کی باتیں کفر تک نہیں لے جاتیں تو ہم دیکھیں گے کہ آیا یہ شخص جادو کو مباح سمجھتا ہے یا نہیں۔ اگر مباح سمجھے تو پھر بھی اس پر کفر کا اطلاق ہوگا۔''

بخاری اور مسلم میں جادو کو سات ہلاک کر دینے والے کاموں میں شامل کیا گیا۔

عن أبی هریرة، أن رسول اللّٰه ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللّٰه، وما هن؟ قال الشرک بالله، والسحر، وقتل النفس التی حرم اللّٰه إلا بالحق وأكل الربا، و أكل مال الیتیم، والتولی یوم الزحف، وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات.

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات مہلک امور سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! وہ مہلک امور کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: **1**- اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' **2**- سحر یا جادو کرنا' **3**- بلا جرم کسی کو قتل کرنا **4** سود کھانا' **5**- یتیم کا مال ہڑپ کر جانا' **6**- میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا' **7**- پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

☆ جادوگر کی سزا:

وعن جندب مرفوعاً: حدّ الساحر ضربة بالسیف. (صحیح۔ترمذی)

ترجمہ: ''حضرت جندب سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جادوگر کی سزا یہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہے کہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔''

صحیح بخاری میں روایت ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کو یہ خط لکھا کہ ہر جادوگر کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، قتل کر دو۔ بجالہؒ کہتے ہیں کہ سیّدنا عمرؓ کا پیغام سن کر ہم نے تین جادوگروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہاں سیّدنا عمرؓ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جادوگر کو توبہ کا موقع دیئے بغیر قتل کر دیا جائے۔ امام احمد اور امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ جادوگر کی توبہ سے جادو کا علم زائل نہیں ہوسکتا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جادوگر کی توبہ قبول کر لینی چاہئے کیونکہ جادو شرک سے زیادہ گھناؤنا نہیں۔ اگر شرک معاف ہوسکتا ہے تو جادو کیوں نہیں؟ کیونکہ فرعون کے جادوگروں کی توبہ قبول ہوگئی تھی۔

☆ جادو کا علاج:

جادو سے بچنے کیلئے شرعی اذکار و دعائیں وغیرہ پڑھی جائیں۔

☆ پڑھنے کا طریقہ:

(i) ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی

(ii) سوتے وقت آیت الکرسی

(iii) ہر فرض نماز کے بعد، خاص طور پر فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس

(iv) رات کو سوتے وقت سورۃ البقرہ آیات ۲۸۶۔۲۸۵)

(v) مسنون دعائیں

(a) أعوذ بكلمات الله التآمات من شرما خلق

(b) بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئى فى الارض ولا فى السماء وهو المسيع العليم

(c) اللّٰهم رب الناس اذهب البأس واشف أنت الشافى ٗلا شفاء الا شفا ؤك شفاءَ لايغادر سقما.

(d) بسم اللّٰہ أرقيک من كل شئى يؤذيک من شر كل نفس أوعين حاسد الله يشفيک بسم الله ارقيک

☆ جادو کی اقسام:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إن العيافة، والطرق، والطيرة، من الجبت." (مسند احمد)

ترجمہ: بے شک پرندوں کا اڑانا، زمین پر خطوط کا کھینچنا، کسی کو دیکھ کر فال بدل لینا، جادو میں سے ہے۔

ان کی تفاصیل درج ذیل ہیں:

(1) **العيافة**: پرندے کو اڑا کر، اس کے نام سے یا اس کی آواز سے یا اس کے اڑنے کی سمت سے فال لینے کو عیافہ کہتے ہیں۔

(2) **الطرق**: زمین پر خطوط کھینچ کر فال لینا۔ نیز عورتوں کا کنکریاں پھینک کر فال نکالنا بھی الطرق کہلاتا ہے۔ آج کل یہ علم ’’رمل‘‘ کہلاتا ہے۔

(3) **الطيرة**: پرندے یا جانور وغیرہ سے فال نکالنا

صحیح مسلم میں ہے کہ ’’مَنْ اَتٰى عَرَّافاً فَسَأَ لَهُ عَنْ شَئِ فَصَدَّقَهُ

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بِمَا يَقُولُ ' لَمْ تَقَبل له صَلَاةُ اَربعينَ يَوماً .

ترجمہ: نبی اکرمؐ نے فرمایا جس شخص نے کسی نجومی کے پاس جا کر کچھ پوچھا اور اسکی تصدیق کی تو اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہوگی۔

نجومی، رمال، جفار، فال کھولنے والے، کشف والے یہ سب عرّاف ہیں۔

آپ ؐ کا ارشادگرامی ہے: **مَنْ أتٰى كَاهِنَا فَصِدَّقَهُ بِمَا يَقُوْل فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى محمد** ﷺ (ابوداؤد)

ترجمہ: جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس کوئی سوال پوچھنے گیا اور اس کی تصدیق کی تو اس نے جو کچھ محمد ﷺ پر اترا اس کا انکار کیا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''جو شخص خود فال نکالے یا اس کے لئے نکالی جائے خود نجومی یا کاہن ہے، یا کوئی دوسرا اس کے لئے کرے کوئی خود جادوگر ہو یا اس کیلئے کوئی دوسرا جادو کرے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (طبرانی)

قَالَ رسول اللّٰه مَنِ اقْتَبَسَ شُعْبَةَ مِن النُّجُومِ فَقَدِ اقتَبَسَ شُعْبَةَ مِنَ السِحرِ زَادَ مَا زَادَ (ابوداؤد)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اس نے اتنا جادو سیکھ لیا، اور جس قدر زیادہ سیکھے گا اتنا ہی گناہ میں اضافہ ہوگا۔

نیز صحابہ کرام کی رائے میں اس میں مسروقہ سامان کی نشاندہی کرنے والا بھی عراف یا کاہن ہے آنے والی خبروں کے بارے میں بتانے والا بھی اس زمرے میں آتا ہے جو کسی کے دل کی بات بتائے وہ بھی کاہن ہے کیونکہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان یا مقرب فرشتے کو غیب معلوم

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ جو شخص بھی اس کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وعنده مفاتح الغيب لايعلمها الاهو (الانعام۵۹)

عالم الغيب فلايظهر على غيبه احدا الامن ارتضىٰ من رسول(الجن۳۶،۳۷)

بخاری کی رویت ہے نبیؐ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔''

سورۃ الاعراف میں فرمایا:

لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما سنى السوء ان انا الانذير وبشير لقوم يومنون (الاعراف۱۸۸)

چنانچہ مندرجہ بالا آیات احادیث کی روشنی میں جو شخص عرّاف یا کاہن یا نجومی یا غیب دانی کے دعوے کرنے والوں کے پاس جاتا ہے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

اس طرح اسلام نے مختلف چیزوں' جانوروں' پرندوں سے شگون لینے کی حقیقت بھی واضح کی ہے۔ مشرکین عرب کی عادت تھی کہ کسی کام کو شروع کرنے سے قبل پرندوں اور حیوانات کے اڑنے اور گزر جانے سے فال لیتے تھے لیکن نبی اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا' اسے باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ یہ حرکت نہ حصول نفع کے لئے فائدہ مند ہے اور نہ نقصان دور کرنے کیلئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاذا جاء تهم الحسنة قالو لنا هذه وان تفبهم سيئة يطيروا بموسى ومن

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

معه الا انما طئرهم عندالله ولکن اکثرهم لایعلمون (الاعراف۱۳۱)

''حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہؐ نے فرمایا کوئی بیماری متعدی نہیں نہ فال بدکوئی چیز ہے' نہ الوکا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے اور نہ ہی صفر(مہینہ) کچھ ہے۔''

عن ابن مسعودؓ مرفوعاً الطیرۃ شرک الطیرۃ شرک (ابوداوٗد)

عکرمہؒ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے اوپر سے ایک پرندہ چیختا ہوا گزر گیا۔ایک آدمی کہنے لگا **خیــر ' خیـر** (بھلائی ہے' بھلائی ہے)ابن عباس نے کہا دیکھو **لا خیــر و لا شــر** (نہ خیر ہے اور نہ شر)(قرۃ عیون الموحدین صفحہ۳۸۳)

چنانچہ قرآن وحدیث کے واضح دلائل کی روشنی میں کسی قسم کا شگون لینا' کسی انسان کو منحوس قرار دینا عقیدہ توحید کے منافی عمل ہے' ایک مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیئے کہ ہر قسم کی بھلائی وخیر وبرکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہی اپنی رحمت وکرم سے مصائب ومشکلات کو دور فرماتا ہے جو شخص کسی مصیبت ومشکل میں گرفتار ہو تو اسے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے' نہ کہ دوسرے کو موردالزام ٹھہرایا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک

(النساء ۷۹)

درخت، پتھر یا قبر وغیرہ سے برکت حاصل کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أفرَأیتم اللّٰت و العزی ومنوۃ الثالثة الأخری (النجم:۲۰۔۱۹)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: اب ذرا بتاؤ تم نے کبھی اس لات اور عزی اور تیسری ایک اور دیوی منات کی حقیقت پر غور کیا ہے۔

لات: لات کے بارے میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

لات ایک سفید پتھر تھا۔ جس پر خوب نقش و نگار کیا گیا تھا۔ اس کو ایک مکان میں سجا بنا کر رکھا گیا تھا۔ اور اس مکان کے اردگرد ایک بہت بڑی اور مضبوط چار دیواری بنائی گئی تھی۔ جس کو خوبصورت پردوں سے سجایا گیا تھا۔ اس کے باقاعدہ پجاری اور پروہت تھے۔ یہ اہل ثقیف کا بت تھا۔ تمام عرب اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ دراصل لات نیک شخص تھا۔ حجاج کرام کو ستو پلایا کرتا جب فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کی قبر کو اپنے مقاصد کے لئے اختیار کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کا بت بنا کر پوجا شروع کر دی۔

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے گرانے کے لئے بھیجا انہوں نے پہلے تو اس کو مسمار کیا اور پھر آگ لگا کر جلا دیا۔ جس طرح بنو ثقیف نے پتھر اور قبر دونوں کی الوھیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اسی طرح آج کل لوگ قبروں پر بڑے بڑے کتبے اور اونچی قبریں بنا لیتے ہیں اور وہاں عبادت شروع کر دیتے ہیں۔

العزیٰ: العزیٰ کے بارے میں علامہ ابن جریر یوں لکھتے ہیں:

عزیٰ ایک درخت تھا جس کو چار دیواری میں گھیر لیا گیا تھا۔ اس کو بہت خوبصورت پردوں سے مزین کیا گیا تھا۔ یہ درخت مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی النخلہ میں تھا۔ قریش مکہ اس درخت کی بے انتہا عزت و توقیر کرتے۔

امام نسائی اور ابن مردویہ، ابی الطفیلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اکرمؐ نے جب مکہ مکرمہ فتح کرلیا تو سیدنا خالدؓ بن ولید کو وادی نخلہ کی طرف بھیجا کہ جا کر عزیٰ کو کاٹ دیں۔ خالدؓ جب وادی نخلہ پہنچے، دیکھا تو وہاں تین درخت تھے تینوں کو انہوں نے کاٹ دیا اور مکان کو بالکل مسمار کرکے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دوبارہ جاؤ تم نے کوئی کام نہیں کیا۔ سیدنا خالدؓ دوبارہ وہاں پہنچے تو عزیٰ کے پجاریوں نے انہیں دیکھتے ہی پہاڑ کی پناہ لی اور یا عزیٰ یا عزیٰ کے نعرے بلند کرنے لگے۔

سیدنا خالدؓ اس مقام کے قریب گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت بالکل برہنہ حالت میں ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے سر پہ ڈال رہی ہے۔ سیدنا خالدؓ نے تلوار کے وار سے اس کا کام تمام کردیا۔

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہی عورت عزیٰ تھی۔ یہی صورت حال یا اس سے بھی بڑھ کر آج کل اولیاء کی قبروں اور مزاروں پر دکھائی دیتی ہے۔ قبروں مزاروں پر رنگ برنگی پٹیاں، کپڑے، چادریں، چراغاں عجیب وغریب کرامات کی نسب یاور بجائے عبرت کی جگہ ہونے کے اسے زیارت گاہ میں تبدیل کرنے کا عمل، یہ سب سرگرمیاں بظاہر خوبصورت مگر شرک کا باب کھول کر اس میں داخل کرنے والی ہیں۔

مناۃ:

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید نامی علاقہ میں ایک جگہ مشلل ہے۔ یہاں مناۃ دیوی کا بت نصب تھا۔ خزاعۃ، اوس وخزرج تینوں قبیلوں کا یہ

مشترک بت تھا۔ یہ تینوں قبیلے اس کی بے حد تعظیم وتوقیر کرتے حتیٰ کہ حج کے لئے احرام بھی یہیں سے باندھا کرتے۔ یہاں مشرکین آ کر بطور تبرک جانور ذبح کرتے اور خون گراتے اور بہاتے تھے۔ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو اس کے گرانے کیلئے بھیجا چنانچہ انہوں نے اسے منہدم کر دیا۔

عَنْ أَبِیْ وَاقِدِ اللَّیْثِی قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ ﷺ إِلَى حُنَیْنٍ ، وَ نَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ وَ لِلْمُشْرِكِیْنَ سِدْرَةٌ یَعْكُفُوْنَ عِنْدَهَا، وَیَنُوْطُوْنَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ، یَقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ. فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ، فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. إِنَّهَا السُّنَنُ قُلْتُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَائِیْلَ لِمُوْسیٰ اِجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. (ترمزی)

ترجمہ: ابو واقد اللیثی بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام حنین کی طرف جا رہے تھے۔ ہمارا زمانہ کفر ابھی نیا نیا گزرا تھا۔ راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اور اپنے ہتھیار بھی اس پر لٹکاتے تھے۔

ابو واقدؓ فرماتے ہیں کہ چلتے چلتے ہم ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے آپؐ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! جیسے ان مشرکین کے لئے ذات انواط ہے، ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے۔ رسول ﷺ نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا اور فرمایا: بخدا تم بالکل وہی بات کہہ رہے ہو جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ ہمارے لئے

کوئی ایسا معبود بنادیں جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں تو موسیٰؑ نے فرمایا:تم بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔ پھر فرمایا:تم بھی اگلی امتوں کے طریق کار پر چلوگے۔

لات ومناۃ کے پجاری ان کی عزت وتوقیر کرتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان کے پاس آ کر جانوروں کو ذبح کرنا باعث برکت ہے۔ انکے پاس آ کر دعائیں مانگتے اوران سے امداد چاہتے تھے۔ اپنی حوائج کی تکمیل کیلئے ان پر اعتماداور بھروسہ کرتے تھے۔ ان سے برکت اور سفارش کی امید رکھتے تھے۔ کیا صالحین کی قبروں پر جا کر تبرک حاصل کرنا جس طرح کہ لات ومنات کے پجاری کرتے تھے۔ درختوں اور پتھروں سے برکت حاصل کرنا جیسے عزیٰ اور مناۃ کے پرستاروں کا شیوہ تھا، یکساں نوعیت کا شرک نہیں؟ جو شخص اس دور میں صلحاء کی قبروں سے اسی طرح کی توقعات رکھتا ہے یا کسی درخت اور پتھر کی توقیر کرتا ہے۔ ان سے مدد کا طالب ہوتا ہے وہ بھی گویا مشرکین عرب کا سا فعل کرتا ہے۔ چنانچہ شجر وحجر یا کسی قبر سے تبرک حاصل کرنے کی نسبت سے دل کو انکی طرف جھکانا شرک فی العبادات کے زمرے میں آجاتا ہے۔ جس سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔

4- قبر پرستی:

جب اسلام میں بدعات کا رواج ہوا تو مسلمانوں نے یہود ونصاریٰ کی نقل میں قبروں کو پختہ کیا۔ ان پر عمارات بنائیں اوران کی پرستش شروع کردی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی سے منع کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لعن اللہ الیھود و النصاری اتخذوا قبور أنبیآئھم و صالحیھم مساجد** (بخاری ومسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے جنھوں نے اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سجدہ گاہ بنایا۔

نبی اکرمؐ کی ازواج مطہراتؓ میں سے بعض (ام سلمہؓ وام حبیبہؓ) نے آپؐ سے حبشہ میں ایک گرجے کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا۔ اور کہا اس میں تصویریں بھی تھیں تو آپؐ نے فرمایا: یہ ایسے لوگ ہیں جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تھا تو اس کی قبر پر سجدہ گاہ بنا لیتے پھر اس میں تصویریں بناتے۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں سب سے بدتر مخلوق ہیں۔ (بخاری ص ۱۷۹)

جندب بن عبداللہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا:

ألا فلا تتخذوا القبور مساجد، فإني أنهاكم عن ذلك (مسلم: ۲۰۱)

ترجمہ: خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

ان تمام احادیث سے واضح ہوا کہ انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ نہیں بنانا چاہئے اور نہ ان پر کسی قسم کی عمارت قائم کرنی چاہئے۔ جابرؓ فرماتے ہیں:

نهى رسول الله أن يجصص القبر وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه (مسلم ۳۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، قبر پر بیٹھنے اور قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا۔

اتنی واضح احادیث کے باوجود مسلمانوں میں قبروں پر عمارتیں بنانے کا سلسلہ جاری ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ فرماتے ہیں: ہم ناپسند کرتے ہیں کہ قبر پکی بنائی جائے یا اس کو لیپ کیا جائے یا اس کے پاس مسجد بنائی جائے یا کوئی نشانی رکھی جائے یا اس پر کتبہ لگایا جائے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: حضورؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اللّٰھم لا تجعل قبری و ثنا یعبد، اشتد غضب اللّٰہ علی قوم اتخذوا قبور أنبیا ئھم مساجد.

ترجمہ: اے اللہ! میری قبر کو وثن نہ بنانا جسے لوگ پوجنا شروع کر دیں۔ ان اقوام پر اللہ کا غضب اور قہر نازل ہوا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا تھا۔ (موطا)

ایک حدیث میں امت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

لا تتخذوا قبری و ثناًیُعْبَرُ (مسند احمد ص ٢٤٦)

ترجمہ: تم میری قبر کو وثن نہ بناؤ کہ اس کی عبادت شروع ہو جائے۔

وثن کیا ہے؟

بت دو طرح کے ہوتے ہیں کسی کے نام کی تصویر یا مورتی بنا کر اسے پوجا جائے۔ عربی میں اسے صنم کہتے ہیں۔ اور اگر کسی جگہ، درخت، پتھر، لکڑی یا کاغذ کو کسی کے نام کا مقرر کر کے پوجا جائے اسے وثن کہتے ہیں۔

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں: وثن صنم ہے اور ہر اس تصویر کو کہتے ہیں جو سونے، چاندی یا کسی بھی چیز سے ہو اور جس کی بھی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے وہ وثن ہے خواہ وہ صنم ہو یا نہ ہو اور جس قبر کی پوجا کی جائے وہ بھی اسی میں شامل ہوگی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زیر نظر دعائیہ جملہ میں لوگوں کو روکا گیا ہے کہ وہ آپ کی قبر پر حاضری دے کر طرح طرح کی بدعات اور شرکیہ اعمال میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ جو شخص ایسی جگہ پر جاتا ہے جہاں جانے کا شارع نے حکم نہیں دیا۔ وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کا طالب

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہو یا نماز پڑھے یا دعا کرے یا قرآن کریم کی تلاوت کرے یا کسی قسم کا ذکر الٰہی کرے یا کوئی اور عمل صالح کرے تو شریعت مطہرہ اسے باطل اور معصیت قرار دیتی ہے۔ البتہ اگر اتفاقیہ وہاں سے گزر ہو تو اپنے لئے اور ان کے لئے خیر و عافیت کی دعا کرے۔ ان کی سلامتی کی دعا کرے جیسا کہ سنت کا طریقہ ہے۔ تاہم اس نیت سے جانا کہ دیگر جگہوں کی نسبت وہاں دعا زیادہ قبول ہوگی، ممنوع ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ مزید فرماتے ہیں:

مزاروں کو آباد کرنے والے غیر اللہ سے ڈرتے ہیں۔ غیر اللہ سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں اور غیر اللہ سے ہی دعائیں مانگتے ہیں۔ حالانکہ اللہ پاک نے مزاروں کو اپنا گھر نہیں کہا۔ جبکہ مسجدوں کو اپنا گھر کہا ہے۔ پس مزارات مشرکین کے گھر ہیں۔ اسی لئے تو قرآن پاک میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں جس میں مزاروں کی تعریف کی گئی ہو۔ اور نہ حدیث پاک میں ان کی تعریف کا کوئی تذکرہ پایا جاتا ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے: ہم سے پہلے لوگ قبروں پر مسجدیں بناتے تھے میں تم کو پورے زور کے ساتھ اس سے روکتا ہوں۔ (قبروں پر مسجدیں اور اسلام از علامہ ناصرالدین البانی، ترجمہ ۳۰۔۲۹)

نبی اکرمؐ کی قبر مبارک:

نبی اکرمؐ کی قبر مبارک کا مسجد نبوی میں ہونا اس بات پر قطعاً دلیل نہیں کہ ہم قبروں پر مسجدیں بنانا شروع کر دیں یا ہم مسجدوں کے اندر قبریں بنانے لگیں کیونکہ نہ آپؐ نے خود اس چیز کا حکم دیا تھا اور نہ آپؐ کے صحابہ نے آپؐ کی قبر مسجد میں بنائی تھی

بلکہ اس خوف کے تحت کہ آئندہ آنے والی نسلیں آپ کی قبر کو مقبرہ نہ بنالیں انہوں نے آپ ؐ کو عام قبرستان میں دفنانے سے گریز کیا تھا۔

جعفرؓ کے آزاد کردہ غلام عمر سے روایت ہے کہ جب صحابہ کرام آپ ؐ کی تدفین کے متعلق بات کرنے کے لیے جمع ہوئے تو ایک صحابی نے کہا:

''نبی ؐ کو ان کی نماز پڑھنے کی جگہ دفن کیا جائے۔'' اس پر ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ؐ کی ذات کی پرستش سے بچائے۔''

کچھ اور نے کہا کہ آپ ؐ کی قبر مبارک جنت البقیع میں دوسرے مہاجرین کے ساتھ ہونی چاہیے۔

ابوبکرؓ نے فرمایا:

یہ بات بالکل بھی موزوں نہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کچھ لوگ نبی ؐ کو وہ مقام دینا شروع کردیں جو صرف اللہ کا ہے اگر ہم نے آپ ؐ کو باہر (عام قبرستان) میں دفن کیا تو ہم اللہ کے حق کو پامال کریں گے۔ اگر چہ ہم آپ کی قبر کو پوری طرح نگرانی کریں، جب انہوں نے ابوبکرؓ کی رائے پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

''میں نے اللہ کے رسول ؐ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی جان نہیں لی مگر یہ کہ وہ وہیں دفنائے گئے جہاں ان کی وفات ہوئی۔

ان کی اس رائے کو سب نے پسند کیا پھر انہوں نے عائشہؓ کے حجرے میں آپ ؐ کے بستر کی جگہ پر قبر کھودی۔ علیؓ، عباسؓ اور فضل بن عباس اور آپ ؐ کے خاندان نے آپ ؐ کے جسد مبارک کو تدفین کیلئے تیار کیا۔ (تحریر الساجد از علامہ البانی صفحہ 4-13)

عائشہؓ کا حجرہ مبارک مسجد نبوی سے ایک دیوار کے ذریعے علیحدہ تھا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

واحد راستہ ایک دروازہ تھا جو آپ ؐ مسجد میں جانے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ روضہ مبارک کو مسجد نبوی سے مکمل الگ کرنے کیلئے اس دروازے کو مستقل طور پر بند کردیا گیا۔ لہٰذا اب روضہ مبارک کی زیارت کے لیے صرف مسجد نبوی کا بیرونی راستہ استعمال ہوسکتا تھا۔

عمرؓ اور عثمانؓ کے دور خلافت میں مسجد کی توسیع کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ عائشہؓ یا کسی بھی دوسری ازدواج مطہرات کے حجروں کو بیچ میں شامل نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح کرنے سے آپ ؐ کا روضہ خود بخود مسجد کے درمیان آجاتا۔

مدینہ میں تمام صحابہ کرام کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک وہ پہلا خلیفہ تھا جس نے مشرق جانب سے مسجد نبوی ؐ کی توسیع کی۔ جس سے عائشہؓ کا حجرہ مبارک مسجد میں شامل ہوگیا جبکہ دوسری ازدواج مطہرات کے حجرے گرادیئے گئے یہ توسیع خلیفہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز نے کروائی۔

عائشہؓ کے حجرے کے مسجد میں میں شامل کئے جانے کے بعد اس کے گرد ایک اونچی چار دیواری اس طرح اٹھائی گئی کہ حجرہ مسجد نبوی کے اندر سے نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بعد حجرے کے جنوبی کناروں پر دو مزید دیواریں کھڑی کی گئیں جن کا باہم ملاپ ایک Tringle کی صورت میں ہوتا تھا۔ اس تعبیر کے ذریعے اس چیز کا مکمل سد باب کردیا گیا کہ کسی کا منہ Directly روضہ مبارک کی طرف ہو۔ (بحوالہ تیسیر العزیز الحمید صفحہ 324)

کافی سالوں بعد روضہ مبارک کے اوپر مسجد نبوی کی چھت پر ایک سبز گنبد کا

اضافہ کیا گیا۔

(بحوالہ Chapters from the History of Madina by Ali Hafiz صفحہ 9-78)

اس کے بعد روضے کی دیواروں کو سبز کپڑے سے ڈھک دیا گیا اور اس کے اردگرد ایک Brass cage بنایا گیا۔ جو دیواروں اور کھڑکیوں پر مشتمل تھا۔

ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود ابھی بھی کچھ چیزیں اصلاح طلب ہیں۔ روضہ مبارک کو مسجد سے مکمل طور پر علیحدہ کرنے کے لیے مزید دیواریں کھڑی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ نہ تو Directly اسکی طرف منہ کرکے نماز پڑھ سکیں اور نہ مسجد کہ اندر سے روضے کی زیارت کر سکیں۔ (بحوالہ شرح مبادیء التوحید The Fundametals of Towheed) از ابوامینہ بلال فلپس صفحہ 199-201)

زیارت قبور:

اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو زیارت قبور کی اجازت دی مگر کیا یہ اجازت عام ہے؟ اس ضمن میں علماء کے دو گروہ ہیں:

ایک گروہ صرف مسلمان مردوں کے لئے زیارت کے جواز کا قائل ہے۔

دوسرا گروہ مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں کے جواز کا قائل ہے۔

جہاں تک پہلے گروہ کا تعلق ہے وہ اس حدیث سے استدلال لیتے ہیں۔

سیدنا ابن عباسؓ کی روایت ہے:

لعن رسول اللہ زوارات القبور (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

دوسرے گروہ کا استدلال مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

رسول ﷺ نے فرمایا:

إنی نهیتكم عن زیارة القبور. فزوروها. فإنهاتذكركم الآخرة، ولتزدكم زیارتها خیرا فمن أر ادأن یزور فلیزر . ولا تقولوا هجرا

(مسلم، ابو دائود، سنن نسائی)

ترجمہ: بے شک میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، پس زیارت کرو اب ان کی، بے شک وہ تمہیں آخرت یاددلاتی ہیں اوران کی زیارت تم میں زیادہ خیر پیدا کرے گی۔تو جوکوئی زیارت کاارادہ کرے پس چاہئے کہ زیارت کرے۔اورتم باطل بات نہ کہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنی نهیتكم عن زیارة القبور. فزوروها. فإن فیها عبرة.

ترجمہ: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا مگراب ان کی زیارت کرو کیونکہ ان میں عبرت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كنت نهیتكم عن زیارة القبور ألا فزوروها فإنها ترق القلب وتدمع العین وتذكر الآخرة ولا تقولو هجرا.

ترجمہ: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا خبردار!ان کی زیارت کرو! بے شک وہ دل کونرم کرتی ہیں اورآنکھوں کو بہاتی ہیں اورآخرت یاددلاتی ہیں اور باطل بات مت کہو۔

علامہ ناصرالدین البانیؒ لکھتے ہیں:

1- فزوروها پس زیارت کروان کی، یہ حکم عام ہےاس میں عورتیں بھی شامل ہیں کیونکہ اس سے پہلے جب نبی اکرمؐ قبروں کی زیارت کی ممانعت کی تھی تو وہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

حکم مردوعورت سب کیلئے تھا کہ کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور ۔اس حکم میں جنس کا کوئی تعین نہیں ہے اسی طرح ''فزوروھا''، میں بھی جنس کا تعین نہیں کیا گیا۔

2-دوسری بات یہ کہ قبروں کی زیارت کی اجازت دی گئی اس کی وجہ آخرت کی یاددہانی ہے اورآخرت مردوعورت دونوں کے لئے یادرکھنے کی چیز ہے۔

3- نبی اکرمؐ نے عورتوں کو قبروں کی زیارت کی اجازت دی اس کی تائید عائشہؓ کی مندرجہ ذیل دواحادیث سے ہوتی ہے۔

عن عبداللّٰہ بن أبی ملیکۃ . أن عائشۃ أقبلت ذات یوم من المقابر، فقلت لھا: یا أم المؤمنین من أین أقبلت؟ قالت: من قبر عبدالرحمن بن أبی بکر، فقلت لھا: ألیس کان رسول اللّٰہ نھی عن زیارۃ القبور؟قالت: نعم . ثم أمر بزیارتھا وفی روایۃ عنھا ان رسول اللّٰہ رخص فی زیارۃ القبور.

ترجمہ: عبداللہ بن ابی ملیکۃ روایت کرتے ہیں: میں نے ایک دن عائشہ ؓ کو قبرستان سے آتے دیکھا۔ میں نے کہا: اے ام المؤمنین! آپ کہاں سے آئیں؟ فرمایا: عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے۔میں نے کہا: کیارسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع نہ کیا تھا؟انہوں نے فرمایا:ہاں!پھران کی زیارت کاحکم دیا۔

اورایک روایت کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت میں رخصت دی۔(حاکم،بیہقی،ابن ماجہ)امام ذھبی کہتے ہیں:یہ حدیث صحیح ہے۔امام البوصیری لکھتے ہیں۔اس کی سند صحیح اورراوی ثقہ ہیں۔

محمد بن قیس سے روایت ہے فرماتے ہیں: ام المومنین عائشہؓ نے کہا کیا میں تمہیں

اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں آپؓ نے فرمایا: ایک رات نبیؐ یہاں تھے آپؐ نے کروٹ لی اور اپنی چادر لی اور جوتی نکال کر اپنے پاؤں کے آگے رکھی اور چادر کا کنارہ اپنے بچھونے پر بچھایا۔ لیٹے رہے اور تھوڑی دیر اس خیال سے ٹھہرے رہے کہ گمان کر لیا کہ میں سوگئی۔ پھر آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتی پہنی اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے نکلے اور پھر آہستہ سے بند کر دیا۔ اور میں نے بھی چادر لی اور سر پر وڑھی اور گھونگھٹ مارا، تہبند پہنا اور آپؐ کے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ بقیع پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے۔ پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے تین بار۔ پھر لوٹے اور میں بھی لوٹی۔ اور جلدی چلے اور میں بھی جلدی چلی۔ اور دوڑے اور میں بھی دوڑی۔ اور گھر آ گئے اور میں بھی گھر آ گئی۔ مگر آپؐ سے آگے آئی اور گھر میں آتے ہی لیٹ رہی۔ جب آپ گھر آئے تو فرمایا: اے عائشہؓ: کیا بات ہے تمہارا سانس پھول رہا ہے اور پیٹ پھولا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم بتا دو۔ نہیں تو وہ باریک بین خبر دار مجھ کو خبر دے دے گا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ اصل بات ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا جو کالا کالا میرے آگے نظر آتا تھا وہ تم تھیں۔ میں نے کہا جی ہاں! تو آپؐ نے میرے سینے پر گھونسہ مارا (یہ محبت سے تھا)۔ فرمایا: کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسولؐ تمہارا حق دبا لے گا۔ میں نے عرض کی: جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں اللہ تو اس کو خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیلؑ آئے۔ جب تم نے محسوس کیا انہوں نے مجھے پکارا اور تم سے چھپایا۔ میں نے بھی چاہا تم سے چھپاؤں۔ وہ تمہارے پاس نہیں آنا چاہتے تھے اس لئے کہ تم نے اپنا کپڑا اتار دیا تھا۔ میں سمجھا کہ تم سوگئی۔ میں نے نامناسب سمجھا کہ تمہیں جگاؤں۔ مجھے یہ بھی خوف تھا کہ تم گھبراؤ گی کہ کہاں چلے گئے۔ پھر جبرائیلؑ نے کہا اللہ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بقیع تشریف لے چلیئے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کی: میں کیا کہوں اے اللہ کے رسولؐ؟ تو آپؐ نے فرمایا کہو:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

السلام على أهل الديار من المؤمنين والمسلمين و يرحم الله المتقدمين منا والمتأخرين وإنا إن شاء الله بكم لا حقون.

(صحیح مسلم ص ۴۰۱-۴۰۰ جلد ۲)

ترجمہ: سلام ہے ایمان والے گھر والوں پر اور مسلمانوں پر، اللہ رحمت کرے ہم سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے جانے والوں پر، اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جناب رسالتمابؐ نے عائشہؓ کو قبرستان میں جا کر اہل قبور کیلئے دعا کرنے سے منع نہ کیا بلکہ آپؐ کو خود دعا سکھائی۔ ایک اور حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ (صحیح بخاری ص ۴۷۷ جلد ۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرمؐ نے اس عورت کو صبر کی تلقین کی مگر یہ نہ کہا کہ تم کیوں قبرستان آئی ہو یا آنے سے منع نہ کیا۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی قبرستان کی زیارت کی اجازت ہے۔ جہاں تک ممانعت والی حدیث ہے ایک تو وہ حکم پہلا تھا اور دوسرے اس میں لفظ ''زوارات'' آیا ہے جو کثرت سے زیارت کرنے والیوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ لعنت بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں پر ہے جو خاوند کے کاموں کا خیال نہ رکھیں اور رات دن قبروں میں ہی گھومتی پھریں۔ نہ یہ کہ مطلق زیارت عورتوں کو منع ہے کیونکہ موت کی یاد میں مرد اور عورت دونوں محتاج ہیں۔ (تیسر الباری: علامہ وحید الزمان ص ۴۷۷ جلد ۱) زیارت قبور کا حکم عام ہے ہاں

ممانعت جس بات کی ہے وہ ھجر کی یعنی جاہلیت کا وہ کلام جس میں شور وغوغا، بین اور جاہلیت کی پکار ہو۔

ذکر

ذکر صرف اللہ کی یاد کا نام ہے۔ یہی عبادت ہے اور باعث ثواب بھی۔ کسی اور کی یاد عبادت یا باعث ثواب سمجھ کے کرنا ذکر نہیں ہے۔ بندۂ مومن ہر حال میں اللہ کو یاد رکھتا ہے اور کبھی بھی اس سے غافل نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ہے:

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبھم. (آل عمران: ۱۹۱)

ترجمہ: (عقلمند مومن) وہ ہیں جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے رہتے ہیں۔

یعنی ہر عمل اور معاملہ کرتے وقت وہ اللہ کے احکام کو یاد کرتے ہیں۔ یہی ذکر الٰہی ہے جس میں اللہ کو یاد کرنا اور اس کے احکام کو یاد کرنا ہوتا ہے۔ ذکر الٰہی کے لئے ایک بڑی اہم شرط یہ ہے **و اذکروہ کما ھدکم** اس کو ایسا یاد کرو جیسے کہ اس نے راہنمائی کی ہے۔

یعنی اسلام کی تعلیمات کی رو سے جو ذکر جائز ہے وہ کیا جائے۔ کوئی ذکر اپنی طرف سے نہ بنالیا جائے۔

یاد رکھیئے! رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں۔ جس قدر خوبصورت اور مناسب ذکر آپؐ نے کیا شاید کسی نے نہ کیا ہو۔ اگر آپؐ کے طریقے، انداز اور خوبصورتی کے مقابلے میں کسی خاص فرد یا جماعت کے ذکر کے انداز، طریقے اور خوبصورتی کو زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے تو یہ خدانخواستہ رسول

اللہ ﷺ کی بے ادبی اور توہین ہے۔

کس معیار سے اذکار کو پرکھا جائے؟ اگر اذکار حدود سے نکلے ہوئے ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟ سنن دارمی میں ایک حدیث ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کے ایک ساتھی نے مسجد میں لوگوں کو ایک حلقے میں بیٹھے کھجور کی گٹھلیوں پر ذکر کرتے ہوئے دیکھا مگر انہیں کچھ کہہ نہ سکے۔ اپنے بزرگ ساتھی عبداللہؓ کے گھر آئے۔ اور انہیں یہ ماجرا سنایا۔ سنتے ہی عبداللہؓ نے انہیں فرمایا: کہ تم اگر انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے تو دین سیکھنے یا جاننے کا کیا فائدہ؟ اسی وقت سیدھے مسجد تشریف لائے اور ان لوگوں کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ آپؓ کو بتایا گیا تھا۔ آپؓ ان کے قریب آئے فرمانے لگے:

لوگو! ابھی تو اللہ کے رسول ﷺ کی قبر کی مٹی بھی خشک نہیں ہوئی اور ادھر تم نے اس قسم کے کام ایجاد کر لئے۔ ذکر تو اللہ کے رسول ﷺ نے بھی کیا۔ ہمیں بھی انہوں نے سکھایا۔ مگر یہ کام تم نے کہاں سے اخذ کر لیا؟ اٹھو! چھوڑو اس کام کو اور چلے جاؤ۔

چنانچہ وہی ذکر اور اس کا طریقہ پسندیدہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو۔ باقی ذکر کی وہ متعدد اقسام' انداز' طریقے' جو عوام میں پھیلا دیئے گئے ہیں ان کی تحقیق بہت ضروری ہے۔ مراقبے' بدھوں کی در آمدہ Reiki' دھمال' خاص وقت میں خاص گنتی کے ساتھ مخصوص ذکر، مراقبہ حالوں میں یا کمروں میں اندھیرا کر کے لفظ ''اللہ'' کا بلند آواز سے اجتماعی ذکر مفروضہ درود وسلام اور خوابوں پر مبنی ذکر وغیرہ ان سب میں اکثر شرکیہ و بدعیہ الفاظ ہوتے ہیں چنانچہ ان سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیئے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

وسیلہ

لفظی اعتبار سے وسیلہ اسم ہے اور اس کا فعل وسل، یسل وغیرہ ہے۔ اصطلاحاً اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کے لئے کسی جائز اور مشروع ذریعہ کا اختیار کرنا ہے۔ نیز لفظ وسیلہ بادشاہ کے نزدیکی مرتبے اور قدر و منزلت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اسی لئے جنت کے درجات میں سے ایک درجہ کو وسیلہ کہا گیا۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ثم سلوا اللّٰہ لی الوسیلة فإنها منزلة فی الجنة لاتنبغی إلا لعبد من عباد الله، وأرجو أن أکون أنا هو، فمن سأل لی الوسیلة حلت له شفاعتی (مسلم)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو، یہ جنت کا ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک کو عطا کیا جائے گا، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ ہوں گا پس جس نے میرے لئے وسیلہ (جنت کا درجہ) مانگا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

تو گویا وسیلہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے اختیار کیا جاتا ہے، تاکہ کوئی حاجت پوری ہو یا کوئی مصیبت یا بلا دفع کی جاسکے۔ شرعی وسیلہ تین امور پر مبنی ہوتا ہے۔

متوسل الیه: وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

الواسل: وہ بندہ مومن جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہے یا کسی مصیبت کو دور کرنے کیلئے وسیلہ اختیار کرنے والا ہے۔

المتوسل به: وہ عمل صالح جسے اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول یا کسی حاجت کی تکمیل

کیلئے اختیار کیا جائے۔

وسیلے کے نفع بخش ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل تین شرائط پائی جائیں۔

1- وسیلہ اختیار کرنے والا شخص نیک اور مؤمن ہو، مشرک نہ ہو۔

2- وہ عمل جسے وسیلہ کے طور پر اختیار کیا جائے شرعی ہو یعنی قرآن وسنت سے ثابت ہو۔

3- وہ عمل جسے وسیلہ کے طور پر اختیار کیا جائے اسے بالکل شرعی انداز میں انجام دیا جائے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کی جائے، بلکہ جیسا اور جتنا قرآن وسنت سے ثابت ہے اسی طرح ادا کیا جائے۔

ایک غیر مؤمن کا عمل قربت الٰہی کیلئے وسیلہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ایک مؤمن کا غیر شرعی فعل بھی وسیلہ نہیں ہے۔ وسیلے میں اگر وہ تمام شرائط موجود ہوں جو کہ قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ تو ایسے وسیلے کا اختیار کرنا مستحب ومندوب ہے۔

قرآن میں لفظ وسیلہ دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین آمنوا اتقو اللّٰہ، وابتغوا الیہ الوسیلۃ، وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون○ (المائدہ: ۳۵)

ترجمہ: اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، اس کی راہ میں جہاد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاسکو۔

اس آیت میں ابن عباسؓ نے وسیلہ سے مراد مومن کا نیک عمل لیا ہے۔

دوسرے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 57 میں ہے۔

اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رَحْمَتَهُ، ويخافون عذابه .

ترجمہ: جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے۔ وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

یہ آیت وسیلہ کے غلط تصور کی اصلاح کرتی ہے کہ نیک ہستیاں تو خود وسیلہ کی تلاش میں ہیں کُجا یہ کہ انہیں وسیلہ بنالیا جائے۔

وسیلہ کی دو اقسام ہیں (1) مشروع وسائل (2) غیر مشروع وسائل

مشروع وسائل

وسیلہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی قربت و رضا مندی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اس لئے اپنی حاجات کی تکمیل کے لئے یا دنیا و آخرت میں دفع مصائب کیلئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو مشروع وسائل کا مکمل علم ہو تا کہ غیر شرعی وسائل کے استعمال سے وہ اجتناب کر سکے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جن وسائل کو مسلمان اختیار کرتے ہیں ان میں اکثریت شرک پر مبنی ہوتے ہیں۔ مشروع وسائل صرف وہی ہیں جن کی شرعی حیثیت قرآن وسنت کی روشنی میں مسلم ہے۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1- ایمان

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اور پھر اس ایمان کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا، ایک بہترین وسیلہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

...ربنا إننا آمنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ○ (آلعمران:١٦)

ترجمہ: اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لے آئے ہیں۔ لہٰذا تو ہمیں معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

ربنا إننا سمعنا منادياً ينا دی للإ يمان أن آمنوا بربكم فآمنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وكفرعنا سيئاتنا وتوفنا مع الأبرار. (آلعمران: ۱۹۳)

ترجمہ: اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کے لئے آواز دے رہا تھا کہ تم اپنے رب پر ایمان لے آؤ لہٰذا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اے ہمارے رب! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری غلطیوں کو مٹا دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت فرما۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی دعا میں ایمان کو وسیلہ بناتے ہوئے یوں کہا:

اللّٰھم إنی أسالک بأنی أشهد أنک أنت الله لا إله إلا الله الأحد الصمد، الذی لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفواً أحد.

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے بے نیاز ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہم سر ہے۔

رسول اکرم ﷺ اس دعا کو سن رہے تھے چنانچہ آپ ؐ نے فرمایا: خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے ذریعے دعا کی ہے، جس کے ذریعے دعا کرنے والے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ جب اسے کسی حاجت کی تکمیل کے لئے یا دفع بلا یا قرب الٰہی کے لئے دعا مانگنی ہو تو وہ ایمان کو وسیلہ بناتے ہوئے اللہ رب العزت سے یہ سب کچھ طلب کرے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

2- نماز

نماز ،فرض ہو یا نفل، افضل ترین اعمال میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین فعل ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے جب افضل ترین عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

الصلاۃ علی وقتھا ترجمہ: نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔

چنانچہ ہر مومن مرد وعورت جو قربت الٰہی کا خواہش مند ہو، اسے چاہیئے کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرے اور پابندی سے ادا کرے۔ کیونکہ نماز، کفر اور ایمان میں حد فاصل بھی ہے اور ایمان کی علامت بھی۔ چنانچہ جسے کوئی حاجت ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ دو رکعت نفل کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ ضرور قبول ہو گی جیسا کہ حدیث میں ایک اندھے شخص کا واقعہ ہے کہ اس نے دو رکعت نوافل ادا کئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اس کی بینائی لوٹ آئی (ترمذی، احمد، ابن ماجہ)

3- روزہ

روزہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔نسائی میں روایت ہے کہ ابوامامہؓ نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا کہ

یا رسول اللّٰہ ﷺ! دلنی علی عمل أدخل به الجنة.

ترجمہ: اے رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔

آپؐ نے فرمایا:

علیک بالصوم فإنه لا مثل له. روزہ رکھو، اس جیسا کوئی اور عمل نہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نیز فرمایا:

مـامـن عبـد يـصـوم يـومـا فـی سبيل الله تعالىٰ إلا باعد الله بذلک اليوم وجهه عن النار سبعين خريفا (بخاری و مسلم)

ترجمہ: کوئی شخص جو اللہ کے لئے ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر سال کی مسافت تک دور لے جاتا ہے۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار جب تک افطار نہ کر لے۔ انصاف کرنے والا بادشاہ اور مظلوم

4- صدقہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دینا بھی افضل اور مشروع وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔ اس کی گواہی احادیث خود دیتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

اتقوا النار ولو بشق تمرة.

ترجمہ: آگ سے بچو خواہ ایک کھجور کی گٹھلی ہی ہو۔ (متفق علیہ)

اسی طرح ایک اور روایت میں فرمایا:

صدقة السر تطفئی غضب الرب.

ترجمہ: رازداری میں دیا گیا صدقہ اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے۔ (بیہقی، صحیح)

5- حج بیت اللہ

حج بیت اللہ بھی مشروع وسائل میں سے ہے۔ حج کی پسندیدگی کے لئے یہ حدیث ہی کافی ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا اور اس دوران کوئی بیہودہ بات یا گناہ نہ کیا وہ حج کر کے اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) ہوئے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

لوٹے گا جس طرح اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔(بخاری)

6- عمرہ

اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت طواف، صفا و مروۃ کے درمیان سعی یا وہاں کی باجماعت نمازیں، اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اور دعا کی قبولیت کا وسیلہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''پے درپے حج اور عمرہ کرو بے شک یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے''(ابن ماجہ)

7- جہاد فی سبیل اللہ

جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل ہے۔ صحیحین میں روایت ہے کہ جنت میں سو درجے ایسے ہیں جو صرف او صرف مجاہدین کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان۔

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے: ایک مجاہد کا فی سبیل اللہ صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(دارمی، احمد، حاکم) نیز فرمایا: فی سبیل اللہ غازی۔ بیت اللہ کی طرف جانے والا حاجی اور عمرہ کرنے والا۔ اگر یہ لوگ دعا کریں تو قبول ہوتی ہے اگر مغفرت طلب کریں تو بخشش ہوتی ہے۔(نسائی) آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ایسی آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اس پر آگ حرام کر دی جاتی ہے اور ایسی آنکھ جو فی سبیل اللہ بیدار رہے اس پر بھی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

8- تلاوت قرآن کریم

قرآن شریف کی تلاوت کا بڑا اجر ہے۔ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔اسی طرح وہ مجالس جہاں قرآن شریف کی تلاوت ہو،ان پر سکون نازل ہوتا ہے۔ان مجالس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رب کی رحمت نازل ہوتی ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر کم من تعلم القرآن وعلمه. (بخاری)

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

اسی طرح آپ ؐ کا یہ ارشاد:

الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة (مسلم)

ترجمہ: قرآن مجید کا ماہر نیک' معزز افراد کے ساتھ ہوگا۔

قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تم آج اس کی اسی طرح تلاوت کرتے جاؤ جیسا کہ دنیا میں کرتے تھے اور تمہارا مرتبہ وہاں ہوگا جہاں اس کی تلاوت ختم ہوگی۔(بحوالہ ترمذی)

9- ذکر وتسبیح

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اور تسبیح وتہلیل اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال میں سے ہے۔جیسا کہ صحیحین نے حدیث قدسی بیان کی ہے:

أنا عند ظن عبدى بى، وأنا معه إذا ذكر نى، فإن ذكر نى فى نفسه ذكرته فى نفسي، وإن ذكر نى فى ملأ ذكرته فى ملأ خير منهم.

ترجمہ: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

10- رسول اکرم ﷺ پر درود

رسول اللہؐ پر درود بھیجنا بھی مشروع وسائل میں ایک ہے بشرطیکہ یہ منسون ہو۔ صحیح بخاری میں رسول اکرمؐ سے روایت ہے:

من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرة.

ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

11- استغفار

اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا محبوب ترین فعل ہے کہ ان کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں فرمائی ہے۔

وبالأسحار هم يستغفرون O (الذاريات:۱۸)

ترجمہ: اور رات کی آخری گھڑیوں میں وہ استغفار کرتے ہیں۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کا ارشاد ہے:

من قال: أستغفر الله الذى لا إله إلا هو الحى القيوم و أتوب إليه . غفرله وإن كان قد فر من الزحف.

ترجمہ: جس نے کہا میں مغفرت طلب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ حی وقیوم ہے اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں، اسے بخش دیا جائے گا۔ خواہ وہ میدان جنگ چھوڑ کر ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔

سنن ابوداؤدؒ میں روایت ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

من لزم الا ستغفار جعل اللّٰه له من كل هم فرجا، و من كل ضيق مخرجا، ويرزقه من حيث لا يحتسب.

ترجمہ: جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل کو آسان کرے گا اور ہر تنگی کا راستہ نکالے گا اور اس کو اس طرح رزق عطا فرمائے گا جو اس کے کبھی گمان میں بھی نہ ہوگا۔

آپ کا یہ مسنون استغفار بھی ہے۔

رب اغفروتب علی انک انت الغفور الرحیم

12- دعاء

بے شک دعاء تمام وسائل میں سے پسندیدہ ترین وسیلہ ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ پرودگار عالم نے خود ارشاد فرمایا:

أدعونی أستجب لكم.

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

وإذا سالك عبادی عنی فإنی قریب أجیب دعوة الداع إذا دعان...(سورۃالبقرہ:١٨٦)

ترجمہ: اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (کہ میں کہاں ہوں؟) تو میں قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔

اسی طرح آپ ؐ کا ارشاد ہے۔

الدعاء هو العبادة.

ترجمہ: دعا ہی عبادت ہے۔

دعا کی قبولیت، اور اس کا موجب ثواب ہونا بہت سی احادیث سے ثابت

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہے۔مثلاً آپؐ نے فرمایا: روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان جو کوئی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ دعا میں کوئی بری چیز نہ مانگی گئی ہو یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو۔اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: کوئی بھی مسلم اللہ تعالیٰ سے کچھ طلب کرتا ہے تو ضرور پاتا ہے یا پھر اسے اس کی آخرت کے لئے جمع کرلیا جاتا ہے۔

13- آپس میں ایک دوسرے کے لئے دعائیں

ایک مسلم بھائی کا دوسرے کے لئے دعا کرنا بھی مشروع وسائل میں ایک وسیلہ ہے۔اس سے درجات بلند ہوتے ہیں اور حاجتیں پوری ہوتیں ہیں۔رسول اکرمؐ کے پاس بہت سے افراد آتے، آپؐ ان کے حق میں دعا فرماتے جس سے ان کی حاجتیں پوری ہوجاتیں۔عمرؓ جب عمرے کیلئے نکلے تو آپؐ نے انہیں فرمایا:

لا تنسانا یا أخی من دعائک.

ترجمہ: اے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

ایک اور جگہ یہ الفاظ ہیں:

أشرکنا یا أخی فی دعائک.

ترجمہ: اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کرنا۔

رسول ﷺ کی وفات کے بعد جب شدید قحط پڑا تو خلیفہ وقت اور لوگوں نے عباسؓ سے دعا کی درخواست کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔چنانچہ تمام مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے دعا کرسکتے ہیں بلکہ یہ مستحب ہے۔حدیث میں ہے:

من دعا لأخیه بظهر الغیب قال الموکل به: آمین، ولک عقبه (مسلم)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: جس نے اپنے بھائی کی غیر حاضری میں اس کے لئے دعا کی تو اس پر مامور فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔

14- اسمائے حسنیٰ

اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ دعا مانگنا بھی ایک بہترین وسیلہ ہے۔ کوئی مسلمان جو ان ناموں سے دعا مانگے گا نامراد نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ دعا مانگنے کا طریقہ یہ بھی ہے۔ **یا ذالجلال و الإکرام** ۔ یعنی اس نام کو وسیلہ بنا کر دعا کی جاسکتی ہے۔ حدیث میں ہے: آپ ؐ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا" **یا ذالجلال و الإکرام**" تو فرمایا مانگو تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی۔ (ترمذی) ایک اور حدیث میں یوں ہے:

اللّٰھم إنی أسالک بأن لک الحمد، لا إله إلا أنت، یا حنان یا منان. بدیع السموت والأرض، یا ذالجلال والإکرام.

ترجمہ: اے اللہ! بے شک تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تیرے ہی لئے حمد ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو، اے حنان! اور اے منان! اور اے آسمانوں اور زمینوں کے نئے پیدا کرنے والے، اے جلال اور عزت والے۔

نبی اکرمؐ ایک دفعہ ابن عباسؓ کے پاس سے گزرے وہ نماز پڑھ رہے اور یہی دعا کہہ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے۔ جو دعا یہ نام لے کر مانگی جائے ضرور پوری ہوتی ہے۔

اسی طرح **یارب، یارب** کے نام کو وسیلہ بنا کر دعا بھی کی جاسکتی ہے۔ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو دعا یارب، یارب کہہ کر مانگی جائے ضرور پوری ہوتی ہے

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کیونکہ جب بندہ اس طرح اپنے رب کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔ **لبیک یا عبدی سل تعط** ۔ ہاں میرے بندے میں حاضر مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

اسی طرح آیۂ کریمہ **لا اله إلا أنت سبحنک إنی کنت من الظلمين** ۔ کو بھی وسیلہ بنا کر اپنی مشکل اور پریشانی کو رب ذوالجلال کے حضور پیش کیا جا سکتا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

دعوة ذی النون إذ دعاه وهو فی بطن الحوت، لا إله إلا أنت سبحنک إنی کنت من الظلمين فانه لم يدع بها رجل مسلم فی شئی قط الا استجاب الله تعالیٰ.

ترجمہ: ذوالنونؑ (یونس علیہ السلام) کی دعا کے الفاظ جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی یہ ہیں۔ **لا اله إلا أنت سبحنک إنی کنت من الظلمين**. کسی بھی مسلمان نے جب بھی اس نام کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اللہ نے فوراً اسے قبول فرمایا ہے۔

15- نیکی کرنا

کوئی بھی کام جو مؤمن صدق نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے وہ نیکی شمار ہوتی ہے۔ راستہ سے اذیت والی چیز ہٹانا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا ادب کرنا، اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی مصیبت میں مدد کرنا، ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، جانوروں کو ایذا نہ دینا، غرضیکہ ایک مومن کا ہر کام اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کیلئے ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں غار والے تین افراد کا واقعہ مشعل راہ ہے جن میں سے دو نے نیک کام کئے اور ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگی جب کہ ایک نے اللہ تعالیٰ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کے حیا سے اور خوف سے ایک غلط کام کا ارادہ اور نیت کرنے کے بعد اسے ترک کر دیا۔اس کے وسیلے سے دعا مانگی جس سے غار کا منہ کھل گیا اور وہ باہر نکل آئے۔

16- محرمات کا ترک کرنا

وہ امور جن سے شریعت اسلامیہ نے روکا ہے۔محرمات کہلاتے ہیں، ان کا ترک کرنا بھی وسیلہ ہے۔ غار والے واقعہ میں ایک شخص نے ایک غلط کام کے ارادے اور نیت کے باوجود اپنے نفس کو روک لیا تھا اور پھر اس کے ذریعے دعا مانگی جو قبول ہوئی۔

یہ ہیں وہ شرعی وسائل جن کا اختیار کرنا شارع نے پسندیدہ سمجھا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دوسرے وسائل جو ہمارے زمانے میں رائج پا چکے ہیں ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ان شرعی وسائل کو اختیار کرنے کی حکمت غالبًا یہ ہے کہ انسان اپنے اندر کے انسان کو حقیقی معنوں میں تبدیل کرے۔اور عملی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو کچھ کر کے دکھائے۔ نہ کہ ان ذرائع کو اختیار کرے جن میں انسان کا ذاتی عمل دخل نہ ہو بلکہ دوسروں پر انحصار ہو۔ایسے وسائل اور ذرائع دراصل دین سے فرار کی مختلف راہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔آمین

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پانچواں باب

بدعت

لغوی تعریف:

یہ "بدع" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا ایسے طریقے پر ایجاد کرنا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

بديع السماوات والارض (البقره : ۱۱۷)

ترجمہ: نئے سرے سے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو۔

قل ما كنت بدعا من الرسل. (الأحقاف : ۹)

ترجمہ: کہہ دیجئے میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔

اور مثل ہے: اِبْتَدَع فُلانٍ بِدَعَة ۔یعنی اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جسے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا ہے۔

ابتداع وایجاد کی دو قسمیں ہیں:

1- عادات میں ابتداع وایجاد جیسے نئی نئی ایجادات ۔اور یہ جائز ہے، اس لئے کہ عادات میں اصل اباحت ہے۔یعنی ہر چیز جائز ہے الا یہ کہ نص اسے ناجائز کہے۔

2- دین میں نئی چیز ایجاد کرنا یہ حرام ہے اس لئے کہ دین میں اصل توقیف ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کسی نے ہمارے دین میں کسی ایسی نئی چیز کی ایجاد کی جو دین

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔'' (بخاری و مسلم)

بدعت کی قسمیں:

دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ایسی بدعت جن کا تعلق قول واعتقاد سے ہے جیسے جہمیہ' معتزلہ' رافضہ' اور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال واعتقادات۔

دوسری قسم : عبادتوں میں بدعت' جیسے اللہ کی پرستش غیر مشروع عبادت سے کرنا اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

1- پہلی قسم : نفس عبادت ہی بدعت ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔ مثلاً غیر مشروع نماز' غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں جیسے عید میلاد وغیرہ۔

2- دوسری قسم : جو مشروع عبادت میں زیادتی کی شکل میں ہو جیسے کوئی ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت زیادہ کر دے۔

3- تیسری قسم : جو عبادت کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو یعنی اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے' جیسے مشروع اذکار ودعائیں اجتماعی آواز اور خوش الحانی سے ادا کرنا۔ اور جیسے اپنے آپ پر عبادت میں اتنی سختی برتنا کہ وہ سنت رسول اللہ ﷺ سے تجاوز کر جائے۔

4- چوتھی قسم : جو مشروع عبادت کسی ایسے وقت کی تخصیص کی شکل میں ہو جسے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

شریعت نے خاص نہ کیا ہو جیسے پندرھویں شعبان کی شب و روز نماز و روزے کے ساتھ خاص کرنا، کیونکہ نماز و روزے اصلاً مشروع ہیں لیکن کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

دینی نقطۂ نظر سے بدعت کا حکم:

دین میں ہر بدعت حرام اور باعث ضلالت و گمراہی ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''دین کے اندر تمام نئی پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے بھی:

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد.

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات و اعتقادات میں بدعتیں حرام ہیں لیکن یہ حرمت بدعت کی نوعیت کی اعتبار سے مختلف ہے۔

☆ بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں، جیسے صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کے لئے قبروں کا طواف کرنا اور ان پر ذبیحے اور نذر و نیاز پیش کرنا، ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد رسی کرنا، یا جیسے غالی قسم کے جہمیوں و معتزلیوں کے اقوال۔

☆ اور بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور دعائیں مانگنا۔

☆ بعض بدعتیں فسق اعتقادی ہیں جیسے خوارج، قدریہ اور مرجیہ کے اقوال

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اورشرعی دلیلوں کے مخالف ان کے اعتقادات۔

☆ بعض بدعتیں معصیت ونافرمانی کی ہیں جیسے شادی وبیاہ سے کنارہ کشی اوردھوپ میں کھڑے ہوکرروزہ رکھنے کی بدعت۔(الاعتصام للشاطبی۲/۳۷)

غلط فہمی کی اصلاح:

جس نے بدعت کی تقسیم اچھی اور بری بدعت سے کی ہے وہ غلطی وخطاپر ہے اوررسول اللہ ﷺ کی حدیث ''فان کل بدعة ضلالة'' کے برخلاف ہے۔

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب (جامع العلوم والحکم) میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''فان کل بدعة ضلالة'' کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مذکورہ فرمان ان جامع کلمات میں سے ہے جن سے کوئی چیز خارج نہیں ہے' وہ اصول دین میں ایک عظیم اصل ہےاوررسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد'' کی مشابہ ہے' لہٰذا جس نے بھی کوئی نئ چیز ایجاد کی اور دین کی طرف اس کی نسبت کی اور دین میں اس کی کوئی اصل مرجع نہیں ہےتو وہ گمراہی ہےاور دین اس سے بری والگ ہےخواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یاظاہری وباطنی اعمال واقوال ہوں۔(جامع العلوم والحکم' ص۲۲۳)

اور بدعت حسنہ کہنے والوں کے پاس کوئی حجت ودلیل نہیں ہےسوائے عمر رضی اللہ عنہ کےتراویح کے بارے میں اس قول کے کہ ''نعمت البدعة هذة'' کیاہی اچھی یہ بدعت ہے۔

ان لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ بہت ساری چیزیں ایسی رونپذیرہوئیں جن پر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سلف نے کوئی نکیر نہیں کی ہے جیسے کتابی شکل میں قرآن کریم کا جمع کرنا اور حدیث کی کتابت وتدوین۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں ایسی ہیں جن کی شریعت میں اصل ہے، یہ نئی نہیں ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان "نعمت البدعۃ ھذہ" تو اس سے مراد لغوی بدعت ہے نہ کہ شرعی بدعت، پس شریعت میں جس کی اصل موجود ہے جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے تو جب اسے بدعت کہا جاتا ہے تو وہ لغوی بدعت مراد ہوتی ہے نہ کہ شرعی۔

اس لئے کہ شرعی طور پر بدعت وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جس کی جانب رجوع کیا جا سکے اور قرآن کریم ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کی اصل شریعت میں موجود ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ قرآن کریم لکھنے کا حکم فرماتے تھے لیکن متفرق طور پر لکھا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مصحف میں حفاظت کی غرض سے اکٹھا کیا۔

اور تراویح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو چند راتیں پڑھائیں اخیر میں فرض ہونے کے خوف سے جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم برابر اللہ کے رسول کی زندگی میں اور وفات کے بعد الگ الگ گروپ میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک امام کے پیچھے لوگوں کو جمع کر دیا جیسے نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے اور یہ دین کے اندر کوئی بدعت نہیں ہے۔

اور کتابت حدیث کی بھی شریعت میں اصل ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی

تھی اور عمومی طور پر آپ کے زمانے میں اس کے لکھنے کی ممانعت تھی اس ڈر سے کہ کہیں قرآن کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔ لیکن جب آپ کی وفات ہوگئی تو یہ خطرہ ٹل گیا کیونکہ قرآن کریم مکمل ہوگیا اور آپ کی وفات سے پہلے ہی محفوظ کر لیا گیا۔ بعد میں مسلمانوں نے سنت کو ضیاع سے بچانے کی غرض سے اس کی تدوین شروع کی۔

بدعتوں کے ظہور کے اسباب:

کتاب وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے ہی میں بدعت و گمراہی میں پڑنے سے نجات ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وان هـذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله (سورہ انعام ۱۵۳)

ترجمہ: اور یہی میرا راستہ سیدھا ہے اسی کی پیروی کرو اور دیگر راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں اس کے راستے سے جدا کر دیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں واضح کر دیا ہے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں و بائیں چند لکیریں کھینچی اور فرمایا یہ بہت سارے راستے ہیں اور ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان ہے جو اپنی جانب بلا رہا ہے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی:

پس جو بھی کتاب وسنت سے روگردانی کرے گا تو اسے گمراہ کن راستے اور نئی نئی بدعتیں اپنی جانب کھینچ لیں گی۔ بدعتوں کے ظہور کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پہلا سبب: دینی احکام سے لاعلمی و جہالت:

جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور لوگ آثار رسالت سے دور ہوتے گئے، علم کم ہوتا رہا اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ اس کی خبر نبی ﷺ نے اپنی اس حدیث میں دی ہے:

'تم میں سے زندہ رہنے والا شخص بہت سارے اختلافات دیکھے گا' (ابوداؤ، ترمذی)

اور اپنے اس فرمان میں بھی:

''کہ اللہ تعالیٰ علم بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علماء کو ختم کر کے علم ختم کرے گا یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو رؤساء بنا لیں گے اور یہ لوگ مسئلہ پوچھے جانے پر بغیر علم کے فتویٰ دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ)

تو علم اور علماء ہی بدعت کا جواب دے سکتے ہیں، اور جب علم و علماء ہی کا فقدان ہو جائے تو بدعت کے پھلنے پھولنے اور بدعتیوں کے سرگرم ہونے کے مواقع میسر ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: خواہشات کی پیروی

جو کتاب وسنت سے اعراض کرے گا وہ اپنے خواہشات کی پیروی کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فان لم يستجيبوا لک فاعلم انما يتبعون اهواء هم ومن اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله. (سورة القصص ـ ٥٠)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: اگر یہ تیری بات نہ مانیں تو تو یقین کرلے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔

اور فرمایا: **أفرءيت من اتخذ الهه هواه وأضله اللّٰه على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد اللّٰه.**

(سورة الجاثية ٢٣)

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے' اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔

چنانچہ یہ بدعتیں اتباع خواہشات کی پیداوار ہیں۔

تیسرا سبب: مخصوص لوگوں کی رائے کیلئے تعصب برتنا

کسی کی رائے کی طرف داری کرنا یہ انسان اور دلیل کی پیروی و معرفت حق کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل اللّٰه قالوا بل نتبع ما الفينا عليه آباء نا .

(سوره البقره ١٧٠)

ترجمہ: اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

اور آج کل یہی حالت متعصبین کی ہے جب انہیں کتاب وسنت کی پیروی اور ان دونوں کی مخالف چیزوں کو چھوڑنے کو کہا جاتا ہے تو یہ اپنے مذاہب' مشائخ اور آباء واجداد کو دلیل بناتے اور بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چھٹا باب

ایمان بالکتب

وہ کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے رسولوں پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل فرمائیں انہیں کتب سماویہ کہتے ہیں۔ یہ سب اللہ کا کلام لوگوں کے نام تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی مخلوق کے لئے محبت کی علامت تھی۔

کتب سماوی پر ایمان کی حقیقت

ان کتب پر ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام خاص کو وحی کے ذریعے جن جن انبیاء کرام پر اتارا ہے میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور غیر متزلزل ایمان رکھتا ہوں۔ قرآن مجید کا مطالبہ ہے کہ ان کتب پر ایمان لانا ہر مومن پر شرعی اعتبار سے واجب ہے اور جو نہیں مانتا وہ از روئے قرآن اہل ایمان کی صف سے خارج ہے۔

یہ بھی اس ایمان کا حصہ ہے کہ ان کتب نے ایک دوسرے کے بعض احکام و مسائل کی تنسیخ کی ہے اور احکام تبدیل بھی کئے ہیں۔ توراۃ کے بعض احکام انجیل نے منسوخ کئے۔ اسی طرح قرآن مجید کے نزول سے توراۃ و انجیل کے بہت سے احکام منسوخ ہو گئے مگر عقیدہ کسی بھی کتاب نے منسوخ یا تبدیل نہیں کیا۔ نیز یہ بھی ایمان کا جزو ہے کہ اہل کتاب نے ان کتب سماویہ میں خود ہی تحریف کر ڈالی تھی۔ قرآن مجید نے اس تحریف و تبدیلی کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا ہے۔

© AL HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کتب ساوی کی تفصیل:

قرآن مجید جن کتب کے نام اور صحائف کا ذکر کرتا ہے ان کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔

صحف ابراہیم: یہ غالباً پہلی کتب ہیں جو چند صفحات میں ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیں۔ ان صحف میں ظاہر ہے ہدایت و راہنمائی کی اور عقائد کی باتیں ہوں گی۔ یہ صحیفے مفقود ہیں۔ قرآن مجید نے ان صحیفوں میں موجود بعض دینی حقائق کے کچھ اشارے دیئے ہیں۔ مثلاً سورۃ الأعلی کی مندرجہ ذیل آیات **قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَّ ابْقَىٰ** کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ○ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَىٰ○ (۱۸-۱۹)

ترجمہ: بے شک یہ پہلے صحیفوں میں بھی تھیں۔ ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں۔

توراۃ: یہ مقدس کتاب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہ عبرانی لفظ ہے جس کا مطلب ہے 'تعلیم یا شریعت' توراۃ ان الواح پر مشتمل تھی جو موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بعد از مناجات عطا کی گئی تھیں۔ اس میں شرعی احکام تھے جو بنی اسرائیل کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے تھے۔ کچھ احکام کے نمونے قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ مثلاً

وكتبنا عليهم فيها أن النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسِّن بالسِّنِ والجروح قصاص فمن تصدَّق به

فهو کفارۃ لّٰہ...(لمائدۃ ٤٥)

ترجمہ: اور ہم نے (یہودیوں) کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اسکو معاف کردے تو وہ اس کیلئے کفارہ ہے۔

زبور: سریانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "مکتوب"، یعنی لکھی ہوئی چیز۔ یہ پاک کلام داؤد علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اس میں مناجات تھیں اور کچھ احکامات تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ أَنَّ الأَرضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰالِحُوْن. (لانبیاء ١٠٥)

ترجمہ: اور بے شک زبور میں ہم نے ذکر کے بعد یہ لکھا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

انجیل: یہ یونانی لفظ ہے جس کا معنی ہے خوشخبری۔ یہ وہ کلام پاک ہے جو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ پر اتارا تھا جس میں ہدایت تھی نور تھا تورات کی تصدیق تھی اور خدا ترس لوگوں کیلئے نصیحت کی باتیں تھیں۔ شرعی احکام کے علاوہ اس میں آپؐ کی رسالت اور آپؐ کی اور صحابہ کرامؓ کی صفات محمودہ کا ذکر بھی تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط ...(الفتح ---٢٩)

ترجمہ: اور ان کی مثال انجیل میں ایک کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مضبوط کیا اور وہ موٹی ہوگئی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوئی کسانوں کو خوش کرتی ہے تا کہ کفار ان کی وجہ سے غضبناک ہوں۔

القرآن: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ ایک ایسی میزان ہے جس کے ذریعے سے آسمانی کتابوں کے تحریف شدہ اور صحیح حصوں کا علم ہوتا ہے۔ قرآن مجید پر ایمان لانا اور اسے اللہ کا کلام جاننا 'ایمانیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰٓاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رُسُوْلِهٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْٓ أنزَلَ مِنْ قَبْلَ... (النسآ: ١٣٦)

ترجمہ: اے اہل ایمان! اللہ پر اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی گئی۔ ایمان لے آؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وأنزلنا إلیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمناً علیه. (المائدة: ٤٨)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا ہے جو اپنے سے قبل کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان پر نگران ہے۔

قرآن کا معنی: لفظ قرآن، قرأ سے ماخوذ، مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کا مطلب ہے بہت زیادہ بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔ یہ ایسا کلام ہے جسے اللہ نے اپنے الفاظ اور معنی دونوں کے ساتھ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام محمد رسول ﷺ پر بتدریج اتارا ہے۔ یہ کلام معجزہ ہے۔ آپ کی وفات کے وقت یہ مکمل تھا اور مسلمانوں کے پاس

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

محفوظ تھا۔اس میں کسی چیز کی کمی یا زیادتی نہیں کی گئی۔اس اعتبار سے قرآن مجید کو ماننا حقیقی ایمان ہے۔

قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ہی اس کو'' کلام اللہ'' ماننے سے مشرکین مکہ نے انکار کر دیا۔ان کا خیال تھا کہ اس کو محمد رسول اللہؐ نے خود گھڑ لیا ہے یا کچھ دوسرے لوگ موجود ہیں جو آپؐ کو سکھاتے ہیں۔ان کی ان باتوں کا جواب قرآن مجید نے وضاحت سے دیا اور انہیں چیلنج بھی کیا کہ اگر اسے محمد رسول اللہؐ نے خود بنایا ہے تو تم بھی اس کی ایک آیت جیسی آیت بنالاؤ مگر وہ افصح العرب ہونے کے باوجود اس سے عاجز تھے اور یہی ثبوت تھا قرآن کے'' کلام اللہ'' ہونے کا۔

خصائص قرآن مجید: قرآن مجید اپنے ادبی اسلوب کے لحاظ سے بھی حسن و جمال کا شاندار مرقع ہے۔یہ مقدس کتاب قانون سازی کے میدان میں بھی معراج کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔اللہ سے متعلق اور امور غیبیہ کے سلسلے میں ایسی باتیں بیان کرتی ہے جن کو انسان نہ جانتا ہو اور نہ ہی اپنی عقل کے ذریعے دریافت کر سکتا ہو۔ انسانی شخصیت پر تحقیق کرنے والا ایک سائنسدان قرآن مجید کی آیت:

بَلٰی قَادِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ○ (القیامه:٤)

ترجمہ: ہم تو ان کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں۔

سن کر مسلمان ہو گیا۔ کیونکہ اب یہ انکشاف ہو چکا ہے کہ انگلیوں کی پوروں پر موجود مخصوص نشانات (Finger Prints) اللہ کا ایسا معجزہ ہیں کہ روئے زمین پر کوئی دو شخص ایسے نہ ملیں گے جن کے نشانات ایک جیسے ہوں۔

1500 سال قبل اس کی خبر کس نے دی؟ اللہ کے رسولؐ تو کسی مدرسے، کالج

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

یا کسی یونیورسٹی سے سند یافتہ نہیں تھے اور نہ مکہ کا ماحول کسی بھی اعتبار سے علمی تھا۔ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا ذاتی۔ قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اس کتاب ہدایت کے لئے کلام اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ... (الفتح:۱۵)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے:

''پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے معجزات دیئے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور مجھ کو جو معجزہ عطا ہوا ہے، وہ قرآن ہے۔'' (بخاری، باب الاعتصام)

تاریخ میں چند مثالیں ملتی ہیں جبکہ اس چیلنج کو قبول کر کے جواب دینے کی کوشش کی گئی:

☆ سب سے پہلا واقعہ لبید بن ربیعہ کا ہے جو عربوں میں اپنے قوت کلام اور تیزی طبع کیلئے مشہور تھا۔ اس نے جواب میں ایک نظم لکھی جو کعبہ کے پھاٹک پر آویزاں کی گئی۔ اور یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو صرف کسی اعلیٰ ترین شخص ہی کو ملتا تھا، اس واقعہ کے بعد جلد ہی کسی مسلمان نے قرآن کی ایک سورہ لکھ کر اس کے قریب آویزاں کر دی۔ لبید (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) جب اگلے روز کعبہ کے دروازہ پر آئے اور سورہ کو پڑھا تو ابتدائی فقروں کے بعد ہی وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے اور اعلان کیا کہ بلاشبہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے، اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔۔۔ حتیٰ کہ عرب کا یہ مشہور شاعر قرآن کے ادب سے اسقدر متاثر ہوا کہ اس کی شاعری چھوٹ گئی۔ بعد میں ایک مرتبہ عمرؓ نے ان سے اشعار کی فرمائش کی تو انہوں

نے جواب دیا:

"جب خدا نے مجھے بقرہ اور آل عمران جیسا کلام دیا ہے تو اب شعر کہنا میرے لئے زیبا نہیں۔" (استیعاب ابن عبدالبر، ترجمہ لبید)

☆ واقعہ یہ ہے کہ منکرین مذہب کی ایک جماعت نے یہ دیکھ کر کہ قرآن لوگوں کو بڑی شدت سے متاثر کر رہا ہے، یہ طے کیا کہ اس کے جواب میں ایک کتاب تیار کی جائے، انہوں نے اس مقصد کیلئے ابن المقفع (م ۷۲۷ء) سے رجوع کیا جو اس زمانے کا ایک زبردست عالم، بے مثال ادیب اور غیر معمولی ذہین آدمی تھا، ابن مقفع کو اپنے اوپر اتنا اعتماد تھا کہ وہ راضی ہو گیا، اس نے کہا کہ میں ایک سال میں یہ کام کر دوں گا، البتہ اس نے یہ شرط لگائی کہ اس پوری مدت میں اس کی تمام ضروریات کا مکمل انتظام ہونا چاہیئے تاکہ وہ کامل یکسوئی کے ساتھ اپنے ذہن کو اپنے کلام میں مرکوز رکھے۔

نصف مدت گزر گئی تو اس کے ساتھیوں نے یہ جاننا چاہا کہ اب تک کیا کام ہوا ہے۔۔۔ وہ جب اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کو اس حال میں پایا کہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ قلم اس کے ہاتھ میں ہے، گہرے مطالعہ میں مستغرق ہے، اس مشہور ایرانی ادیب کے سامنے ایک سادہ کاغذ پڑا ہوا ہے، اس کی نشست کے پاس لکھ لکھ کر پھاڑے ہوئے کاغذات کا ایک انبار ہے اور اسی طرح سارے کمرہ میں کاغذات کا ڈھیر لگا ہوا ہے، اس انتہائی قابل اور فصیح اللسان شخص نے اپنی بہترین قوت صرف کر کے قرآن کا جواب لکھنے کی کوشش کی، مگر وہ بری طرح ناکام رہا، اس نے پریشانی کے عالم میں اعتراف کیا کہ صرف ایک فقرہ لکھنے کی جدوجہد میں اس کو چھ مہینے گزر گئے مگر وہ لکھ نہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سکاؒ چنانچہ ناامید اور شرمندہ ہو کر وہ اس خدمت سے دست بردار ہو گیا۔(مذہب اور جوہر چیلنج از مولانا وحید الدین خان)

فتنہ خلق قرآن

قرآن مجید کو کلام اللہ نہ ماننے کا ایک طریقہ قرآن کو دوسری مخلوقات کی طرح مخلوق ماننا ہے۔

پس منظر: عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں عقل پسندوں کی طرف سے ایک بہت بڑا فتنہ اس سوال کی شکل میں کھڑا ہوا کہ اللہ کا کلام مخلوق ہے یا نہیں۔ یہ عقل پسند معتزلہ کہلاتے تھے اور جن کے عقائد میں یہ بات شامل تھی کہ اللہ کا کلام مخلوق ہے۔ جس طرح دوسری مخلوقات کو دوام نہیں اسی طرح اللہ کے کلام کو بھی دوام حاصل نہیں ہے۔انہوں نے قرآن مجید کی آیت کے حصہ

اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ... (الرعد:١٦)

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔

سے استدلال لیتے ہوئے یہ نظریہ بزور طاقت منوانا چاہا کہ قرآن مجید بھی مخلوق کے زمرے میں آتا ہے۔ بظاہر یہ بات دل کو لگتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ عقیدہ عقائد اسلامی کے سراسر خلاف ہے۔ دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے اس لئے کہ ہر مخلوق ختم ہونے والی شے ہے اگر قرآن کو مخلوق جانا جائے تو اس کا مطلب ہے دیگر مخلوقات کی طرح یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر جس کا کلام ہے وہ بھی مخلوق ٹھہرا اس طرح وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ جبکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ اس کی تعلیمات قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں۔

مزید یہ کہ قرآن مجید اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ہیں یعنی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ نیز اللہ کی ذات ہمیشہ سے تھی اسی طرح اس کی صفات بھی ہمیشہ سے تھیں۔ قرآن مجید بھی ہمیشہ سے لوح محفوظ میں موجود تھا اگر چہ وہ انسانوں کو 1500 سال قبل عطا کیا گیا۔ **اللّٰہ خالق کل شیٔ** سے دلیل لینا اس لئے بھی درست نہیں کہ یہاں کل کا لفظ ہر تخلیق کردہ چیز کے لئے ہے نہ کہ ہر غیر مخلوق کے لئے بھی۔ جبکہ کل کے مفہوم میں عموم کا مفہوم شامل نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں سلیمانؑ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أوتينا من كل شئی "ہم ہر چیز دیئے گئے ہیں"۔

ظاہر ہے کہ دنیا کی ہر چیز ان کو نہیں ملی تھی۔ لہٰذا یہاں کل کا لفظ ''بہت سی'' کے معنوں میں آئے گا۔

چنانچہ ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جس کے حروف اور الفاظ دونوں غیر مخلوق ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اور سب سے افضل، آخری، مکمل، محفوظ، سابق کتابوں کا بیان اور ان کی تصدیق کرنے والی، لوگوں کی فیصل، دلوں کے لئے باعث شفا، ہر معاملہ کے لئے عقدہ کشا اور اہل ایمان کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ یہی تمام ائمہ محدثین کا موقف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ قرآن اللہ کے علم میں سے ہے۔ نیز اس میں اللہ کے نام ہیں جب آدمی اللہ کے علم کو مخلوق کہتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ ایسا کہنے والے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو

پہلے علم نہیں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے علم کو پیدا کیا اور جانا۔ (کتاب السنہ ص۱۰۲،ج۱)

امام مالکؒ فرماتے ہیں: جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے اس کو کوڑے لگائے جائیں اور قید میں ڈال دیا جائے۔ (کتاب السنہ:۱۰۷)

توہین قرآن:

قرآن کریم اللہ کا کلام اور اس کی صفت ہے اس لئے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

القرآن أحب إلى الله من فى السموت والأرض ومن فيهن (دارمی: ۲،۲،۳۱۷)

ترجمہ: قرآن اللہ کے ہاں آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ہر مودب چاہتا ہے کہ اس کا پورا پورا ادب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا ادب قرآن ہے۔ (دارمی ص۳۱۱،۳۲)

چنانچہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ قرآن کا ادب کرے اور اس کا ادب یہ ہے کہ ان تقاضوں کو پورا کرے جس سے ادب کی تکمیل اور تعمیل ہوتی ہے۔ اسی ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن کو اس طرح پڑھو جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ اسی طرح جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور غور سے سنو۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

لا تسافروا بالقرآن فإني لا آمن أن ينا له العدو (مسلم ص۱۳۱،ج۲)

ترجمہ: تم دشمن کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر نہ کرو میں اس سے بے خوف نہیں ہوں کہ دشمن اس کو پائے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نهی رسول الله ﷺ أن یسافر بالقرآن إلی أرض العدو. (بخاری: ص ۴۲۰ ج)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے منع فرمایا: کہ دشمن کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر کیا جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری طور پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ قرآن دشمن کے ہاتھ نہ لگے کیونکہ وہ اس کی توہین کرتے ہیں۔اسی طرح قرآن کریم کا مذاق اڑانا بھی اس کی توہین میں آتا ہے اور یہ نہایت گھناؤنا جرم ہے۔

سورۃ الجاثیہ میں فرمایا:

وإذا علم من آیتنا شیئا اتخذها هزوا أولئک لهم عذاب مهین ○ (الجاثیه :۹)

ترجمہ: اور جب ہماری آیات میں سے کچھ کا انہیں علم ہوتا ہے تو یہ ان کو مذاق بناتے ہیں ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

اس مذاق سے منع فرمایا:

... ولا تتخذوا آیات الله هزوا... (البقرة: ۲۳۱)

ترجمہ: اور اللہ کی آیات کو باعث تضحیک نہ بناؤ۔چنانچہ دوسری جگہ اس مذاق اڑانے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔

قل أبالله و آیاته و رسوله کنتم تستهزء ون ○ لا تعتذروا قد کفرتم بعد إیمانکم ... (التوبته:۶۶،۶۵)

ترجمہ: ان سے کہو کیا اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو؟ تم کوئی عذر مت کرو۔تم ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہو چکے ہو۔

قرآن مجید میں مذکور عقائد اور احکامات میں سے کسی بات کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا بھی قرآن مجید کی توہین ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ساتواں باب

ایمان بالملائکہ

تعریف:

ملائکہ کا واحد ملک ہے۔ لفظ ملک، ألــوك سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے پیغام پہنچانا۔ فرشتوں پر ایمان لانا ایمان کے ارکان میں سے ہے جیسا کہ فرمایا:

آمن الرسول بما أُنزل إليه من رَبِّهِ و المؤمنون ط كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله... (البقره ۲۸۵)

فرشتوں پر ایمان اسلامی عقیدہ کا ایک جزو ہے۔ ہمارا پختہ یقین و ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم مخلوق اپنا وجود رکھتی ہے۔ یہ وہ نورانی مخلوق ہے جو اللہ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتی اور اللہ کی طرف سے دی گئی ذمہ داریوں کو پوری تندہی کے ساتھ سرانجام دے رہی ہے۔ نہ یہ اکتاتی ہے اور نہ تھکتی ہے۔ ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خود لکھنے والے ہیں ان کا حساب کتاب نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ خود حساب کتاب لے رہے ہیں۔ ان کے اعمال تولے بھی نہیں جائیں گے اس لئے کہ ان کے گناہ بھی نہیں۔

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ قرآن نے ایسے فاسد عقائد کی سختی سے تردید کی۔ اسلام کے مطابق فرشتوں کے وجود پر ایمان تو لازمی ہے مگر اس طرح کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور توحید پر کوئی اثر نہ پڑے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مادہ تخلیق:

1۔ فرشتے باری تعالیٰ کی طاقتور، معصوم اور غیبی مخلوق ہیں جنہیں انسان عام حالات میں نہیں دیکھ سکتے۔ ان کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بدن لطیف نور کا بنایا اور ان کو اپنی قدرت اور ارادے سے کائنات کے انتظام و انصرام کے لئے مقرر فرمایا۔ ان کے مادہ تخلیق کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: فرشتے نور سے، جنات آگ کے شعلے سے اور آدمؑ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیئے گئے ہیں۔ (صحیح مسلم)

یہ اللہ کی مقرب مخلوق ہیں۔ نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی نسل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بغیر کسی تناسل کے پیدا کیا ہے۔ یہ آسمان وزمین کے درمیان بغیر کسی رکاوٹ، تصادم اور کشش کے اترتے چڑھتے رہتے ہیں۔

2۔ ملائکہ کی تخلیق انسان سے پہلے ہوئی۔ انہی کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کی اطلاع دی تھی۔

وَاِذْ قال ربک للملاٰئِکۃ اِنیّ جَاعِلٌ فی الارض خلیفۃ (البقرہ۔ ۳۰)

3۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ساخت اور فطرت میں ایسی لطافت پیدا کی ہے کہ یہ انسانی صورت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ مثلاً مریمؑ کے قصہ میں بیان کیا گیا ہے:

فأرسلنآ إلیھا روحنا فتمثل لھا بشرًا سویا○ (مریم: ۱۷)

ترجمہ: ہم نے اس کی طرف اپنی روح (فرشتے) کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔

اسی طرح ابراہیمؑ کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل وصورت میں آئے تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مشہو حدیث جبرائیل کے مطابق جبرائیلؑ انسانی شکل میں آپؐ کے پاس آئے۔(ابو مسلم)

اسی طرح آپؐ کے پاس بھی جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبیؓ (صحابی رسولؐ) کی شکل میں اکثر وحی لے کر آتے۔

یہ انسانی شکل وصورت میں ہوتے ہوئے بھی انسانی خواص اور ضروریات سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ابراہیمؑ نے انسان سمجھ کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا تو انہوں نے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا:

فلمار آ أيديهم لا تصل إليه نكرهم و أو جس منهم خيفة (هود۔ ۷۰)

ترجمہ: تو جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھتے تو وہ ان سے مشتبہ ہو گیا اور دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگا۔

4۔ فرشتوں کی قیام گاہ آسمان ہے اور اللہ کے حکم سے زمین پر اترتے ہیں:

وما نتنزَّلُ إلّا بأَمرِ رَبّک (مريم: ٦٤)

ترجمہ: اور ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔

5۔ فرشتوں کی جبلی صفات میں سے ہے کہ ان کے پر ہیں۔ پروں کی تعداد میں وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الحمد للّٰه فاطر السَّمٰوٰتِ والأ رض جاعل الملآئكة رسلا أولى أجنِحَةٍ مُثنٰى وَثَلٰث و رُبٰع يزِيُدَ فِى الُخَلُقِ مايشاء. (فاطر : ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے فرشتوں کو پیغام رساں بناتا ہے جو دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے ہیں اور تخلیق میں جو چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

إن رسول الله ﷺ رأى جبريل له ست مائة جناح. (بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جبرائیلؑ کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

6۔ فرشتوں کی تعداد کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

أطت السمآء و حق لها أن تئط، مافيها موضع أربع أصابع إلا و عليه ملك ساجد. (ترمذی ص ۵۷)

ترجمہ: آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے کیونکہ وہاں تو چار انگلی کی جگہ نہیں مگر فرشتہ وہاں سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔

بیت المعمور کے متعلق ارشا فرمایا: وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک دفعہ نماز پڑھ لیتا ہے پھر اس کی دوبارہ وہاں باری نہیں آتی۔ (بخاری)

فرشتوں کے کام اور ان کی اقسام:

کائنات میں فرشتے مختلف ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔ کچھ فرشتے پہاڑوں پر مقرر ہیں۔ کچھ بارش پر، کچھ رحم مادر پر اور کچھ انسان پر مقرر ہیں، کچھ موت کے فرشتے ہیں اور کچھ قبر میں سوال کرنے پر، کچھ سیاروں کو حرکت دینے والے اور سورج و چاند پر بھی مقرر ہیں۔ کچھ دوزخ کی آگ پر اور اس کے مزید بھڑکانے پر، اسی طرح کچھ فرشتے جنت پر ہیں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں ان فرشتوں کے کام مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ جبرائیل علیہ السلام

آپؑ کو روح القدس اور روح الأمین بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ان کی قوت اور امانت کی تعریف فرمائی ہے:

إنــه لقـول رسـول كريم O ذی قوّ ة عنـد ذی العـرش مكين O مطاع ثم أمين O (التکویر: ۲۱۔۱۹)

ترجمہ: بیشک یہ قرآن ایک باعزت فرشتے کا (لایا ہوا) کلام ہے۔ قوت والا ہے اور عرش والے کے پاس بڑے مرتبہ والا ہے۔ وہاں وہ سردار اور امانت دار ہے۔

ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نبی اور رسول تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ یہ بندوں اور اللہ کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وإنـه لتـنـزيل رب العالمين O نـزل به الروح الأمين O على قلبك لتكون من المنذرين O بلسان عربی مبين O (الشعراء ۱۹۵۔۱۹۲)

ترجمہ: اور بے شک یہ قرآن پروردگار عالم کا نازل کیا ہوا ہے اس کو تمہارے دل پر روح الامین نے صاف عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

واقعہ معراج کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس عظیم ترین سفر میں جو مکہ مکرمہ کی مسجد حرام سے شروع ہوا اور جس کی آخری منزل ملأ اعلیٰ میں سدرۃ المنتھیٰ تھی۔ اس سفر کے بڑے حصے میں نبی اکرم ؐ کی رفاقت کا شرف جبرائیلؑ کو حاصل ہوا۔ آپؐ نے جبرائیل علیہ السلام کو دو بار ان کی اصل شکل میں دیکھا ہے۔ ایک دفعہ بعثت کے ابتدائی دور میں اور دوسری مرتبہ معراج کی رات سدرۃ المنتھیٰ کے پاس دیکھا۔

2۔ میکائیل علیہ السلام

میکائیل علیہ السلام کے ذمہ بارش اور روزی پہنچانے کا کام ہے۔ ان کا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند مقام و مرتبہ ہے۔ ان کے ساتھ بہت سے مددگار فرشتے بھی ہیں جو بارشوں اور ہواؤں کو حکم الٰہی سے مختلف سمتوں اور مقامات پر لے جاتے ہیں۔

3۔ اسرافیل علیہ السلام

اسرافیل علیہ السلام کی ذمہ داری صور پھونکنا ہے۔ اللہ کے حکم سے یہ تین بار صور پھونکیں گے۔ آپؐ اسی فرشتے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں جبکہ سینگ والے نے اپنا صور منہ میں رکھا ہوا اپنی پیشانی کو جھکایا ہوا ہے اور منتظر ہے کہ کب حکم ملتا ہے کہ صور پھونک دوں۔ صحابہؓ نے عرض کی رسول کریمؐ ہمیں کیا کہنا چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا: یوں کہو:

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل، علی اللّٰہ توکلنا. (جامع ترمذی)

یہی تینوں فرشتے ہیں جنہیں آپؐ نے اپنی تہجد کی نماز کی دعا میں یاد فرمایا ہے، آپؐ فرماتے ہیں۔

اللھم رب جبریل، ومیکائیل، و إسرافیل، فاطر السمٰوٰت والأرض، عالم الغیب والشھادۃ، أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون. اھدنی لما اختلف فیہ من الحق بإذنک، إنک تھدی من تشاء إلی صراط مستقیم'' (مسلم)

اے اللہ جو جبرائیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے رب میں جو............

4۔ عزرائیل علیہ السلام

موت یعنی روح قبض کرنے کا کام ان کے سپرد ہے۔ قرآن مجید میں ان

کا نام ملک الموت بیان ہوا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل یتوفٍکُمُ ملک الموت الذی وُکّلَ بِکُمْ ... (السجدۃ : ۱۱)

ترجمہ: ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا۔

5۔ فرشتہ موت کے معاون فرشتے

یہ دو قسم کے ہیں (1) رحمت کے فرشتے (2) عذاب کے فرشتے

یہ دونوں فرشتے، فرشتہ اجل کے خصوصی معاونین ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حتی إذا جآء أحدکم الموت توفته رسلنا وهم لا یفرطون (انعام: ۶۱)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب تم سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

قرآن مجید میں موت کے ان فرشتوں کو النازعات اور الناشطات کہا گیا ہے۔**النازعات** سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روحوں کو انتہائی سختی، شدت اور عذاب دے کے کھینچتے ہیں جبکہ **الناشطات** سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو اہل ایمان، متقی لوگوں کی ارواح کو انتہائی نرمی اور محبت سے کھینچتے ہیں۔

6۔ روح لے کر چڑھنے والے فرشتے

رسول اکرمؐ نے فرمایا: مومن کی روح جب نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ آسمان والے کہتے ہیں کیسی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تجھ پر اور اس بدن پر رحمت نازل کرے جس کو تو آباد رکھتی تھی۔ اس کے بعد پروردگار کے سامنے اس کو لے جایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اس کو اخیر وقت تک کے واسطے ''سدرۃ المنتہیٰ'' میں لے جاؤ۔ اور کافر کی روح جس وقت

نکلتی ہے۔ آسمان کی طرف جاتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کیسی خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ اخیر وقت تک کے واسطے اس کو سجین میں لے جاؤ۔ (مسلم ۱۲۶۱۸)

7۔ منکر نکیر

وہ فرشتے جو مرنے کے بعد آدمی سے تین سوالات کرتے ہیں منکر نکیر ہیں۔ منکر نکیر کا مطلب ہے کہ انہوں نے انکار کر دیا ہے کہ وہ ہنسیں، مسکرائیں یا ترس کھائیں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: جب مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اوپر سے مٹی ڈال کر لوگ گھروں کو لوٹ جاتے ہیں تو مردے کے پاس دو سیاہ فام نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ سوال کریں گے۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا قبلہ کونسا ہے؟ ترے بھائی کون ہیں۔ تیرا امام کون ہے؟ تیرا دستور کیا ہے؟ تیرے اعمال کیا ہیں؟ وغیرہ جس مومن متقی کو اللہ نے توفیق بخشی اور اسے قول ثابت پر قائم رکھا۔ وہ ان سے پوچھ لے گا۔ کس نے تمہیں مجھ پر یہ اختیار دیا ہے؟ کس نے تم دونوں کو میرے پاس بھیجا ہے؟ یہ سوال اللہ کے پسندیدہ علماء ہی کر سکیں گے؟ چنانچہ ایک فرشتہ دوسرے سے کہے گا یہ سچ کہتا ہے ہماری سختی سے بچ گیا ہے تو مومن انہیں جواب میں کہے گا میرا رب اللہ واحد ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسلام میرا دین ہے۔ محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔ کعبۃ اللہ میرا قبلہ ہے۔ تمام مومن میرے بھائی ہیں۔ قرآن میرا قائد و امام ہے۔ سنت رسول دستور ہے۔ میں نے کتاب اللہ پڑھی، میں

اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی منکر نکیر یہ سن کر کہتے ہیں تم نے سچ کہا۔صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ وہ اس سے سوال کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ مومن جواب دے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اسکے رسولؐ ہیں۔ وہ دونوں کہیں گے ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر ہر طرف سے ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور قیامت تک کے لئے اس کی قبر کو راحتوں اور روشنی سے بھر دیا جاتا ہے۔تب مردہ کہے گا مجھے میرے گھر والوں کے پاس جانے دو تاکہ میں ان کو اپنی سرگزشت سناؤں۔ وہ دونوں کہیں گے جس طرح ایک دلہن سوتی ہے جسے اس کا خاوند ہی جگا سکتا ہے۔اسی طرح تم قیامت تک آرام کرو۔اور اگر مرنے والا منافق ہوتا ہے تو وہ ہر سوال پر شور مچاتا ہے اور کہتا ہے: لوگ جو کچھ کہتے تھے میں وہی کرتا تھا۔ ہائے مجھے نہیں معلوم۔فرشتے کہیں گے ہمیں علم تھا کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہا جائے گا مل جا۔ زمین باہم مل جائے گی۔ پھر اس کے سبب اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں پیوست ہو جائیں گی اور تا قیامت اسے یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد)

8۔ حاملین عرش

یہ تعداد میں چار ہیں۔قیامت کے دن ان میں مزید چار کا اضافہ ہو جائے گا اور ان کی تعداد آٹھ ہو جائے گی۔قرآن مجید میں ہے:

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویؤمنون به ویستغفرون للذین ءآمنوا. (المومن:۷)

ترجمہ: جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ سب اپنے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پرودگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے لئے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔

اسی طرح

ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمانیة O (الحاقه: ١٧)

ترجمہ: اور تمہارے رب کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

9۔ رضوان جنت

یہ جنت کے دربان ہیں علاوہ ازیں جنت میں موجود حور وغلمان اور جنتیوں کی نگرانی بھی ان کے ذمہ ہے۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والملئكة يدخلون عليهم من كل باب O سلم عليكم بما صبرتم، فنعم عقبى الدار. (رعد: ٢٤-٢٣)

ترجمہ: اور رحمت کے فرشتے ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور (کہیں گے) تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا تو کیا ہی اچھا آخرت کا گھر ہے۔

10۔ فرشتہ دوزخ

دوزخ کے انتظام کے لئے جو فرشتے مقرر ہیں ان پر ۱۹ داروغہ یا سردار ہیں۔ اللہ کی طرف سے یہ دوزخیوں کو عذاب دینے پر مامور ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

سأصليه سقر O وما أدرك ما سقر O لاتبقى ولا تذر O لواحة للبشر O عليها تسعة عشر O وما جعلنا أصحب النار إلا ملئكة ص وما جعلنا عدتهم إلا فتنة للذين كفروا ... (مدثر: ٣١-٢٦)

ترجمہ: میں عنقریب اسے دوزخ میں داخل کروں گا اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے، وہ آگ ہے جو نہ باقی رکھے گی، نہ چھوڑے گی اور بدن کو جھلسا کر سیاہ کردے گی، اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں اور ہم نے دوزخ کے نگہبان فرشتے ہی بنائے ہیں اور ان کی گنتی کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کی ہے۔

جہنم کے 19 داروغوں کے سب سے بڑے سردار کا نام ''مالک'' ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ونادوا یامالک لیقض علینا ربک...(زخرف: ۷۷)

ترجمہ: اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا پروردگار ہم کو موت دے کر ہمارا کام تمام کردے۔

11۔کراماً کاتبین

ان فرشتوں کا کام یہ ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے یہ اس کو لکھتے ہیں۔ دائیں کاندھے پر نیکی اور بائیں کاندھے پر بدی کا اندراج کرنے والے فرشتے مقرر ہیں اور ہر آدمی کے اعمال کی مسلسل نگرانی کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

وإن علیکم لحفظین○ کراما کاتبین○ (انفطار: ۱۱۔۱۰)

ترجمہ: اور بیشک تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیں جو باعزت ہیں اور تمہارے اعمال لکھنے والے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: نماز کے اندر بندہ چونکہ اللہ سے مناجات کرتا ہے اس لئے سامنے کی طرف یا دائیں طرف نہ تھوکے۔ بلکہ بائیں طرف قدموں کے نیچے تھوکے۔اس لئے کہ دائیں طرف نیکی کا فرشتہ نیکیاں درج کرتا ہے۔

12۔ پہریدار فرشتے

یہ وہ فرشتے ہیں جو دن رات انسانوں اور ان کے اعمال کی حفاظت ونگرانی کر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رہے ہیں اور ان کو بہت سی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من أمر الله ---(رعد: ۱۱)

ترجمہ: اس کے آگے اور اس کے پیچھے (اللہ کے فرشتے ہیں) جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اللہ نے ہر انسان کے ساتھ کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب اللہ کا فیصلہ آجاتا ہے تو حفاظت سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔(ابن کثیر)

مجاہد کہتے ہیں۔ خدا کے یہ فرشتے سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، شریر انسانوں اور کیڑے مکوڑوں سے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (ابن کثیر)

یہ فرشتے، انسان کے ایک ایک لفظ اور عمل کی بھی نگرانی کر رہے ہیں۔

مايلفظ من قول إلالديه رقيب عتيد O (ق ۱۸)

انسان کوئی لفظ نہیں بولتا مگر وہاں ہمارا ایک حاضر محافظ موجود ہوتا ہے۔

13۔ فرشتہ تقدیر

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر جس فرشتہ کو مقرر کر رکھا ہے وہ عرض کرتا ہے۔ پروردگار نطفہ (بناؤں) پروردگار بستہ خون (بناؤں) پروردگار لوتھڑا (بناؤں)۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ اس کی بناوٹ مکمل کرنی چاہتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے پروردگار یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ یہ نیک بخت ہے یا بد بخت، رزق کیا ہے؟ عمر کیا ہے؟ اس طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ کے اندر لکھ دی جاتی ہیں۔ (اللولووالمرجان۱۶۹۳)

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

14۔ پہاڑوں کے نگران

ان فرشتوں کے ذمہ پہاڑوں کی نگرانی ہے۔ رسول کریمؐ کا ارشاد ہے:
پہاڑوں کے فرشتے نے حاضر ہوکر سلام عرض کیا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ اگر ارشاد ہو تو پہاڑوں کی چوٹیوں کو ملا کر ان گستاخوں کو چکنا چور کر دیں۔ (اللولو والمرجان ۲۲۸۱۲۲۷۱۲)

15۔ گشت کرنے والے فرشتے

بعض فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں اہل ذکر کی مجلس کو گھیر لیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کے گوشے میں درود و سلام بھیجتا ہے اس کا ہدیہ عالم برزخ میں جا کر دربار رسالتؐ میں پہنچاتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا:

خداوند عالم کے کچھ فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ (ابن حبان، نسائی)

16۔ دعا کرنے والے فرشتے

کچھ فرشتوں کا کام یہ ہے کہ وہ مومنین کے لئے ان کی غیر موجودگی میں دعا کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی دعا اپنے بھائی کے لئے اس کے پس پشت قبول ہوتی ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہے تو وہ مقرر فرشتہ جو اس کے سر کے پاس کھڑا ہوتا ہے۔ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اتنا ہی ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فرشتوں کی صفات:

قرآن مجید وسنت نبویہؐ سے فرشتوں کے بہت سے خواص اور صفات کا علم ہوتا ہے۔

1۔ حیاء:

شرم وحیاء اس مخلوق کا امتیاز ہے۔اس کا اظہار فرشتے اسی طرح کرتے ہیں جس طرح اللہ نے انہیں اظہار کی توفیق بخشی ہے۔رسول اکرمؐ نے عثمانؓ کی حیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میں ایسے شخص سے کیوں نہ شرم کروں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔(مسلم)

2۔ احساس اذیت:

جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔آپؐ نے فرمایا: کوئی شخص پیاز،لہسن اور گندنا کھا کر ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی اذیت ہوتی ہے۔(مسلم)

نیز فرمایا: جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو،فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔(اللؤ لو ۳۹/۳)

فرشتوں کا ان گھروں میں نہ جانا ان مکروہ چیزوں سے انہیں کراہت اور اذیت پہنچانے کی دلیل ہے۔

3۔ اللہ کی بندگی:

اللہ کی بندگی فرشتوں کا مشغلہ ہے اور اس کی حمد وثناء ان کا وظیفہ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

یسبحون اللیل والنهار لا یفترون (الانبیاء: ۲۰)

ترجمہ: وہ رات دن اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور کمی نہیں کرتے۔

سورۃ النحل آیت ۴۹ میں فرمایا:

''اور آسمانوں اور زمین میں جتنے جاندار ہیں سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا تکبر نہیں کرتے۔''

سورۃ الانبیا آیت ۲۸ میں فرمایا:

...وھم من خشیته مشفقون O

ترجمہ: اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

4۔نافرمانی سے اجتناب:

فرشتے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ لمحہ بھر کے لئے اپنے کاموں سے غافل نہیں ہوتے۔

لایعصون اللّٰہ مآ أمر هم و یفعلون مایؤ مرون O ۔ (تحریم: ٦)

ترجمہ: اللہ نے ان کو جو حکم دیا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

5۔ اللہ کے خاص بندوں سے محبت:

فرشتے محبت بھی کرتے ہیں اور اس کا اظہار بھی محمد ﷺ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرائیلؑ کو حکم ہوتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیلؑ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اہل آسمان کو پکار کر کہتے ہیں: باری تعالیٰ فلاں بندے کو محبوب رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے بھی اس سے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین پر بھی اس کو قبول عام حاصل ہو جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب التوحید)

6۔دعا اور بددعا کرنا:

فرشتے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کیلئے دعا کرتے ہیں ان کی ایک دعا یہ ہے:

...ربنا وسعت کل شئی رحمة و علما، فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم. O (المومن:۷)

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو رحمت اور علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے ان کو بخش دے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

اور جن پر خدا کی لعنت ہوتی ہے فرشتے بھی ان کے لئے لعنت کرتے ہیں:

إن الذین کفروا وما توا وھم کفار أولئک علیھم لعنة اللّٰہ والملئکة والناس أجمعین ۔ (بقرة: ۱۶۱)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے اور وہ کفر کی حالت میں ہی مر گئے یہی وہ ہیں جن پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

ایمان بالملائکہ کا ثمرہ

1۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا شعور بڑھتا ہے اور اللہ کی رحمت کا احساس ہوتا ہے کہ اس نے مومنوں کے لئے دعا اور استغفار کرنے اور مومنوں کو ممکنہ حد تک گناہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے فرشتوں کو معمور کر رکھا ہے۔

2۔ انہی کی موجودگی کی وجہ سے انسان کو یہ بات یاد رہتی ہے کہ میرا قول و فعل لکھا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جا رہا ہے۔

3۔ فرشتے جہاد میں جرأت اور شجاعت کا باعث بنتے ہیں کیونکہ مسلمان کو میدان جہاد میں ہر وقت یہ تصور رہتا ہے کہ اللہ کے حکم سے فرشتے مجاہدین کی مدد کر رہے ہیں۔

4۔ مومن ان کی وجہ سے جنت میں لے جانے والے کام کرتا ہے تاکہ وہ ان لوگوں میں شامل ہو جن کو فرشتے سلام کریں گے اور جہنم میں لے جانے والے افعال سے بچتا ہے تاکہ ان لوگوں میں شامل نہ ہو جن کو فرشتے ڈانٹیں گے۔

5۔ مومن ان کی اطاعت شعاری کو دیکھ کر خود بھی اطاعت شعار اور گناہوں سے بچنے والا بنتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

آٹھواں باب

ایمان بالرسل

معنی ومفہوم:

عقیدہ توحید کے بعد ایمان کا دوسرا بنیادی رکن عقیدہ رسالت ہے یعنی تمام انبیاء کی نبوت کا اقرار اور محمدؐ کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ورسول تسلیم کرنا نبی کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مستند، معصوم اور محفوظ پیغامبر اور نمائندے کی ہونی چاہیے انبیاء کی یہی حیثیت ان کو خالق ومخلوق کے درمیان مستند واسطہ بناتی ہے تمام انبیاء ورسول اللہ کے بندے اور انسان تھے۔ قرآن وحدیث نے واضح طور پر یہود ونصاریٰ کے عزیر اور عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دینے کی نفی کی۔

عَن عبادة ابن اطصامت قال قال رسول اللهؐ من قال اشهد ان الا اله الا الله وحده لا شريک له وان محمد عبده ورسوله ان عيسى عبدالله وابن امه وكلمة القاها الى مريم وروح منه وان الجنة حق وان النار حق ادخله الله من اى ابواب الجنة الثمانية شاء. (مسلم کتاب الایمان)

ترجمہ: عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''جس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کی باندی کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریمؑ کی طرف القاء کیا نیز اس امر کی گواہی دی کہ جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت

کے آٹھوں دروازوں میں سے جس میں سے چاہے گا جنت میں داخل کرے گا۔

نبوت و رسالت سے سرفراز ہونا ایک بہت بڑا شرف ہے۔انبیاء کا چناؤ خالص اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے وہ جسے چاہتا ہے یہ منصب عطا فرماتا ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ (الانعام:124)

اللہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کسے عطا کرتا ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ انسان تک اپنا کلام پہنچانے کے لئے وہ انسانوں کے اندر ہی سے ان کا انتخاب کرتا ہے۔کسی غیر مخلوق کو اس نے کبھی بھی رسول بنا کر انسانوں کی طرف نہیں بھیجا۔

رسول اور نبی میں فرق:

رسول بمعنی مرسل ہے یعنی بھیجا ہوا۔لفظ نبی فعیل کے وزن پر ہے جس کا مطلب ہے خبر دینے والا۔رسول اور نبی میں فرق یہ ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔یعنی رسول صاحب شریعت ہوتا ہے اور نبی اپنے سے پہلے رسول کی شریعت کا متبع ہوتا ہے۔

رسول کی ذمہ داریاں:

رسول اکرم ﷺ سمیت تمام رسولوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں قرآن مجید ہمیں آگاہ کرتا ہے۔

1۔تبلیغ دین 2۔کتب وصحائف کے الفاظ ومعانی کی عملی اور قولی اعتبار سے وضاحت 3۔لوگوں کی دینی تربیت 4۔شاھد امت کہ اللہ کا پیغام ان تک پہنچ گیا یا نہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

معجزات:

معجزات سے مراد وہ خلاف عادات امور ہیں جو اللہ تعالیٰ انبیاء کی صداقت کے لئے ان کے ہاتھوں ظاہر کرتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کے معجزات برحق تھے۔ ان معجزات کو صحیح اور درست تسلیم کرنے کے لئے عقل کی نہیں بلکہ نقل (کتاب وسنت کے دلائل) کی ضرورت ہے۔ معجزات کا واقع ہونا اس لئے حیران کن نہیں ہونا چاہئے کہ تمام کائنات کا انتظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کو اختیار حاصل ہے کہ اشیاء کی شکلوں اور واقعات کی عادی رفتار میں جزئی طور پر یا کلی طور پر جیسی چاہے تبدیلی کردے۔ مثال کے طور پر:

اگر عقیدہ یہ ہو کہ اژدھے جس طرح پیدا ہوا کرتے ہیں اسی طرح پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے سوا کسی دوسرے ڈھنگ پر کوئی اژدھا پیدا کرنا اللہ کی قدرت سے باہر ہے تو یقیناً ایسے شخص کے بیان کو جھٹلایا جائے گا جو کہے کہ ایک لاٹھی اژدھے میں تبدیل ہوئی اور پھر اژدھے سے لاٹھی بن گئی۔ اس کے برعکس اگر یہ عقیدہ ہو کہ بے جان مادے میں اللہ کے حکم سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور اللہ جس مادے کو جیسی چاہے زندگی عطا کر سکتا ہے تو اس کے حکم سے لاٹھی کا اژدھا بننا اتنا ہی غیر عجیب واقعہ ہے جتنا اسی اللہ کے حکم سے انڈے کے اندر بھرے ہوئے چند بے جان مادوں سے اژدھا بن جانا غیر عجیب ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک واقعہ ہمیشہ پیش آتا ہے اور دوسرا صرف چند مرتبہ۔

ان معجزات سے یہ سبق ملتا ہے کہ جس ''عادت جاریہ'' کو لوگ قانون

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فطرت سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس قانون کے خلاف دنیا میں کچھ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ درحقیقت اس کا پابند نہیں ہے وہ جب اور جہاں چاہے اس عادت کو بدل کر جو غیر معمولی کام بھی کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ کسی کو دوسو برس سلا کر اسے اس طرح اٹھا بٹھائے جیسے وہ چند گھنٹے سویا ہے۔

معجزات صحیح دلائل ہیں۔ ان کے بارے میں یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ یہ لوگوں کو راہ حق کی طرف لانے کے لئے دلیل فراہم کرتے ہیں نہ کہ سحر یا جادو ہیں جیسا کہ فرعون نے موسیٰؑ کا معجزہ دیکھ کر جادو قرار دیا اور اسی طرح جناب رسالتمابؐ کو بھی ساحر یا جادوگر قرار دیا گیا۔

جناب رسالتمابؐ کو دیگر انبیاء کی نسبت مختلف معجزہ دیا گیا۔ آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے:

وقالو لو لا يأتينا بآية من ربه ... (طه:۱۳۳)

ترجمہ: (مشرکین) کہتے ہیں کیوں نہیں وہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی لاتا؟

جواب میں فرمایا:

أولم يكفهم أنآ أنزلنا عليك الكتب يتلى عليهم ... (العنکبوت:۵۱)

ترجمہ: کیا انہیں (معجزے کے لئے) یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپؐ پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

معجزات کے حوالے سے یہ بات قابل غور ہے کہ کسی نبی کے اپنے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ معجزہ دکھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''(اے نبیؐ) ان لوگوں کی بے رخی تم سے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

برداشت نہیں ہوتی تو تم میں کچھ زور ہے تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈو یا آسمان میں سیڑھی لگاؤ اوران کے پاس کوئی نشانی لانے کی کوشش کرو۔'' (الانعام:۳۵)

معجزہ کا ظہور پذیر ہونا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جیسا کہ عیسیٰؑ کو جب بنی اسرائیل کے پاس معجزات دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا:

.....أنی أخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فأنفخ فیه فیکون طیرا باذن الله... (آل عمران:٤٩)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند کچھ بناؤں گا پھر اس میں پھونکوں گا تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جائے گا۔

معجزہ، کرامت اور استدراج:۔

قرآن میں ''محالات فی العادۃ''(ایسی چیز جس کا عادتاً وقوع محال ہو) کے وقوع پذیر ہونے کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

پہلی قسم: وہ واقعات جو کسی نبی کے ہاتھوں اس کی قوم کے چیلنج کا جواب بنے، جو نبی کی رسالت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے بطور سند وقوع میں آئے ان کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

مثلاً ابراہیمؑ کا آگ میں ڈالا جانا اور اللہ تعالیٰ کا آگ کی فطرت کو بدل کر ٹھنڈا اور باعث سلامتی بنانا۔ یا موسیٰؑ کے عصا کا سانپ بن جانا یا پتھر پر عصا مارنے سے پتھر میں سے پانی کے چشمے جاری ہو جانا۔اسی طرح عیسیٰؑ کا اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا۔

دوسری قسم: وہ غیر معمولی واقعات جو اللہ کے کسی نیک ولی کے ہاتھوں

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ظہور پذیر ہوئے۔

مثلاً واقعہ سلیمانؑ میں اس شخص کا ذکر جس کے پاس ''کتاب کا علم'' تھا اور جس نے ملکہ سبا کا تخت پلک جھپکنے سے بھی پہلے ملک یمن سے فلسطین پہنچا دیا تھا۔ ایسے واقعات کو کرامت کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم: ان واقعات کی ہے جو کسی کافر کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوں۔ جیسے سامری نے زیورات پگھلا کر ان سے بنی اسرائیل کے لئے ایک ایسا بچھڑا بنا دیا تھا جو بیل کی آواز نکالتا تھا۔ ایسے واقعات استدراج کہلاتے ہیں۔

ان تینوں اقسام پر اس لحاظ سے تو ایمان لانا ضروری ہے کہ ایسے واقعات وقوع پذیر ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآن نے ان کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے ان تفصیلات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جو ان واقعات کے سلسلے میں پیش آتی ہیں۔

اس کے علاوہ وہ کرامتیں جنہیں اولیاء اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف خبر کی حیثیت رکھتی ہیں، جو سچی بھی ہو سکتی ہیں اور جھوٹی بھی۔ چنانچہ اگر کوئی واقعہ کسی مومن اور متقی ولی کی طرف سے ظہور پذیر ہوا اور اس میں خلاف شریعت بات نہ ہو تو اس کا اگر یقین کر لیا جائے تو کوئی گناہ لازم نہیں آتا اور اس کی صحت مشکوک ہو جس کی وجہ سے یقین نہ کیا جائے تب بھی گناہ نہ ہوگا۔ باقی رہ گیا ایسا مظاہرہ جس کے کرامت ہونے کا صرف فرضی دعویٰ کیا جائے اور اس میں خلاف شرع بات ہو یا کسی غیر مومن یا فاسق و فاجر کی طرف سے دکھایا گیا ہو اسے کرامت نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے شعبدہ بازی یا کچھ اور نام دیا جا سکتا ہے۔

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اولوالعزم پیغمبر:

اولواالعزم سے مراد وہ رسول ہیں جو دعوت دین میں حد درجہ کوشش کرنے والے اور اپنے آپ کو تھکا دینے والے اور اس راہ میں آنے والی اذیت کو بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ برداشت کرنے والے تھے۔ گو تمام انبیاء کرام میں یہ خصوصیات تھیں مگر جن میں یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں وہ پانچ انبیاء ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ۔

رسولوں کی صفات: قرآن مجید کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل صفات پتہ چلتی ہیں۔

1 ۔وہ صادق ہوتا ہے یہ ایک اہم وصف ہے جو نبی میں بدرجہ اتم ہوتا ہے۔

2۔وہ مبلغ ہوتا ہے ہر حال میں جہاں کہیں بھی موجود ہے دعوت دین کو وہ کھلم کھلا مگر موقع کی مناسبت سے دیتا ہے۔

3۔وہ امین ہوتا ہے۔وہ اللہ کے پیغام پہنچانے میں اور لوگوں کو راہ راست دکھانے میں کبھی بھی خیانت نہیں کرتا۔

4۔وہ بہت ذہین اور انتہائی سمجھدار ہوتا ہے۔جھگڑنے والے کو ایسے معقول دلائل دیتا ہے جو ضمیر اور دل و دماغ کو اپیل کرنے والے ہوتے ہیں۔

5۔خَلقی اور خُلقی اعتبار سے وہ ان تمام عیوب سے پاک ہوتا ہے جو لوگوں کو اس سے متنفر کر دیں۔

6۔وہ معصوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان انبیاء کرام کو گناہوں اور سفلی خواہشات سے محفوظ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رکھتا ہے۔ وہ خلاف مروت کاموں، عزت ووقار کے منافی اعمال اور انسانی قدر ومنزلت کو برباد کرنے والی حرکتوں سے بچے رہتے ہیں۔ انبیاء کے معصوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پاکباز اور مقدس اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے اور کرتے ان کا ہر کام اللہ کے حکم اور وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ خصوصاً حضرت محمد ﷺ کے متعلق تو قرآن وضاحت سے کہتا ہے:

ومابنطق عن الهوى O ان هوالا وحی یوحی O (النجم:٤'٣)

ترجمہ: اور وہ نبیؐ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے۔ مگر وہی جو کچھ انہیں وحی کیا گیا۔

اسلام واحد دین ہے جو انبیاء کی عصمت کا داعی ہے اور انہیں بہتر اور عمدہ القاب سے نوازتا ہے۔ مثلاً

محسنین ،صالحین ،فضلناه على العالمين ، صديقاً نبيا لسان صدق عليا، عندربه مرضيا. وغيره

ختم نبوت:

عقیدہ رسالت کا اہم پہلو ختم نبوت ہے یعنی یہ ایمان رکھنا کہ نبی اکرمؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا رہتی دنیا تک آپ کی نبوت ہی بندوں اور رب تعالیٰ کے درمیان پیغام رسانی کا واحد مستند واسطہ ہے آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور کزاب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

النبيين (الاحزاب,40)

ترجمہ:تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمدؐ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔

بخاری کی روایت ہے

عن جابر بن عبدالله قال قال النبی مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنی دارا فاکملها واحسنها الا موضع لبنة فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون ویقولون لو لا موضع اللبنة وفی روایة عن ابی هریرة زیاده.... فانا اللبنة وانا خاتم النبیین ... (البخاری کتاب واحادیث الانبیاء)

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے مکان بنا کر اس کو مکمل اور مزین کر دیا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی اب جو لوگ اس گھر میں جاتے متعجب ہوتے کہ اگر اس اینٹ کی جگہ نامکمل نہ ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ابوھریرہؓ کی روایت میں آخر میں یہ اضافہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ آپ کی بعثت سے قبل تقریباً ایک ہزار سال سے لے کر تقریباً پونے چھ سو سال تک جن مذہبی رہنماؤں نے کسی آسمانی ھدایت کا دعویٰ کیا ان کے دعوی کو قبول عام حاصل ہوا اور آج بھی ان کے پیروکار دنیا میں نظر آتے ہیں مثلاً مہاتما بدھ، مہاویرا جین، زرادشت کنفیوش مگر آپؐ کے بعد جس نے بھی نبوت اور آسمانی ھدایت کا دعویٰ کیا وہ تاریخ میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم نہ کرنے کی بنا پر احمدی/ قادیانی غیر مسلم قرار دیئے گئے اور بظاہر تمام اسلامی اعمال کے کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کی صف شامل نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی خاص حیثیتیں:

1۔رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر پکارنے کی ممانعت:

نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ مسلمانوں کو منع کر دیا کہ وہ اللہ کے رسولؐ کا نام لے کرانہیں پکاریں۔

لاتجعلوا دعآء الرسول بينكم كدعآء بعضكم بعضا... (النور:٦٣)

ترجمہ: (اے مسلمانو) رسولؐ کو اس طرح مت پکارو یا خطاب کرو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو۔

خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپؐ کو کہیں نام لے کر نہیں پکارتے بلکہ **يا أيها الرسول** ، **يا أيها المدثر** وغیرہ کہا گیا۔جبکہ دیگر انبیاء کو **يا أدم**، **يا نوح**، **يا إبراهيم** ، **يا موسى** وغیرہ پکارا گیا۔

2۔ حضورؐ کے لئے پانچ تحفے:

1۔ وہبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اے محمدؐ! جو کچھ میں نے تمہیں عطا کیا ہے تم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیا ہم نے تمہیں **الكوثر** عطا کیا

2۔ ہم نے تمہارے نام کو اپنے اسم کے ساتھ لکھنے اور بولنے کی اجازت دی جیسے اذان اور اقامت میں اور کلمہ شہادت میں۔

3۔ ہم نے تمام روئے زمین کو تمہارے اور تمہاری امت کے لئے سجدہ گاہ بنایا۔

4۔ ہم نے آپؐ کی ماضی و مستقبل کی کوتاہی معاف کر دی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

5۔ ہم نے شفاعت کا حق آپؐ کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔

3۔رسولؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مرد وعورت کو حکم دیا کہ جب بھی آپؐ کا نام لیا جائے یا سنا جائے تو آپؐ پر درود وسلام بھیجو۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إن اللـه و ملـئكتـه يـصلون على النبى يآيهاالذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماO (الاحزاب:٥٦)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتے ہیں۔اے مومنو!تم بھی درود وسلام ان پر بھیجا کرو۔

رسول اللہﷺ کا ارشاد ہے: جو مجھ پر ایک بار درود وسلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار برکات وسلام بھیجتا ہے۔(مسلم،ابوداؤد،ترمذی)

4- رسولؐ کی اطاعت ومحبت:

آپؐ پر ایمان لانے کے بعد سب سے اہم مطالبہ آپؐ کی اطاعت ومحبت ہے۔جس کا مطلب ہے کہ بندگی اور معاملات میں آپؐ کی محبت کو ترجیح دیتے ہوئے آپؐ ہی کی اطاعت کی جائے۔اور اس سلسلے میں تمام فقہی، قانونی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور دینی امور میں آپؐ سے براہ راست راہنمائی لی جائے۔اور آپؐ کی محبت کو اطاعت کے سلسلے میں دوسروں پر قربان نہ کیا جائے۔

قرآن مجید میں تقریباً چالیس مقامات پر اطاعت واتباع رسولؐ کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆**من يطع الرسول فقد أطاع الله.** (النساء:٨٠)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

☆وماأرسلنا من رسول إلا ليطاع بإذن اللّٰه. (النساء:٦٤)

☆أطيعوا اللّٰه و الرسولهٔ ولا تولوا... (الانفال : ٢٠)

☆قل إن كنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی يُحِبُكُمُ اللّٰه... (آل عمران: ٣١)

اللہ کے ساتھ بندے کی محبت کو اتباع رسولؐ کے ماتحت کر دیا ہے اور رسولؐ کی اتباع کو محبت الٰہی کا سبب بنادیا ہے۔

5۔رسول اکرمؐ کو ناراض کرنے کی ممانعت:

مسلمانوں کو رسول اکرمؐ کو ناراض کرنے سے منع کیا گیا۔

...وما كان لكم أن تؤذوا رسول اللّٰه... (الاحزاب:٥٣)

ترجمہ: اے مسلمانو! تمہیں کوئی حق نہیں کہ رسولؐ کو اذیت دو۔

بغیر اجازت ان کے گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا:

يأيهالذين آمنوا لاتدخلوا بيوت النبی إلا أن يؤذن لكم إلی طعام...

(الاحزاب :٥٣)

ترجمہ: اے مومنو! رسول اللہؐ کے گھر میں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں کھانے کے لئے داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے آوازیں بلند کرنے سے بھی منع فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا ايها الذين آمنوا لا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النبی وَلَا تجهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ أعْمَالُكُمْ وَ انتم لَاتَشْعُرُوْنَ.

(االحجرات:٢)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی ؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ کھل کے بات کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

رسول اکرمؐ کی یہ خاص حیثیتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ آپؐ کا احترام کیا جائے، آپؐ سے محبت کی جائے، آپؐ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے آپؐ نے منع کیا ان کو نہ کیا جائے۔

7۔ توہین رسالتؐ۔عقیدہ رسالت کے منافی عمل:

محمد ﷺ اللہ کی طرف سے ہدایت کا پیغام لے کر آئے۔ آپؐ بے مثل انسان تھے۔ آپؐ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔ جس کو پڑھ کر ہر شخص اپنے لئے ہدایت کی راہ حاصل کرسکتا ہے۔ مگر باجود اسکے, آپؐ کی اور آپؐ کی رسالت کی توہین کرنے والے پیدا ہوتے رہے ہیں۔

نبی اکرمؐ کی توہین کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ایک مسلمان کا عقیدہ ہے شاتم رسول ؐ کی کوئی معافی نہیں۔

وہ اقوام جن کے مذاہب میں بہت سی تبدیلیاں آ چکی ہیں وہ بھی اپنے مذہب کی توہین کرنے والوں کیلئے سخت سزا کا اعلان کرتی ہیں۔ ''یہودی اور عیسائی قوانین کی رو سے ''جرم بے حرمتی'' قابل معافی نہیں اور اس کی سزا موت ہے۔ عیسائی کلیسا اور یہودی مذہب کے خلاف کوئی بھی عمل مستوجب سزائے موت جرم سمجھا جاتا ہے۔ (ارتداد اور توہین رسالت، اسلامی شریعت کی رو سے (اردو ترجمہ)

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ڈاکٹر محمد اسرار مدنی ص ۱۹) اور وہ جو خدا کے نام کی بے حرمتی کرتا ہے اسے یقیناً موت دے دینی چاہئے اور پورے مجمع پر لازم ہے کہ وہ اس کو سنگسار کرے۔(۱۶:۲۴)

توہین رسالت اور بے حرمتی کے معنی

رسول اللہ ﷺ کو تحریر میں یا زبان سے گالی دینا یا ان کی بے عزتی کرنا، ان کے یا ان کے اہل بیت کے بارے میں تحقیری یا ذلت آمیز کلمات کہنا رسولؐ کے وقار و عزت پر بدزبانی کر کے حملہ کرنا، ان کے اہل بیتؓ اصحابؓ اور مسلمانوں کے لئے عداوت یا نفرت کا اظہار کرنا، رسولؐ اور ان کے اہلؓ بیت پر الزام یا تہمت لگانا اور ان کے بارے میں بری خبریں اڑانا، رسول اللہ ﷺ کو رسوا کرنا، رسول اللہ ﷺ کے دائرہ اختیار یا فیصلہ کو کسی طور نہ ماننا، سنت نبویہؐ سے انکار کرنا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی شان میں گستاخی کرنا، حقوق اللہ اور حقوق رسولؐ سے انکار کرنا یا اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت کرنا۔ مندرجہ بالا میں کسی ایک کا بھی مرتکب ہونا شریعت اسلامی میں ''توہین رسالتؐ اور بے حرمتی'' کے زمرے میں آتا ہے۔

توہین رسالت کے مرتکب کی سزا

قرآن کریم ان لوگوں کے خلاف جو رسولؐ کو رنجیدہ کرتے یا ان کے لائے ہوئے اللہ کے پیغام حق کا مذاق اڑاتے ہیں ایک معیاری فیصلہ کرتا ہے۔

سورۃ الانفال میں فرمایا:

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ○ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ... (الانفال ۱۳:۱۲)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: پس ماروان کی گردنوں پراوران کے ہر جوڑ پر۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اوراس کے رسولؐ کی مخالفت کی۔

مخالفت سے مراد، اللہ کے دین کی مخالفت کرنا، اسے ترک کرنا، رسولؐ کو ایذا و الم پہنچانا، ان کی نبوت کا انکار کرنا، ان کی شریعت کے خلاف مخالفانہ کارروائیاں کرنا شامل ہیں۔

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے:

اِنّـِي لَمْ أبعَثُ لأ عَذب بِعَذَ ابِ اللّٰه إنما بعثت بِضَرُبِ الرُقَاب ای الأَعْناَق وَ شَدَّ الْوَثَاق.

ترجمہ: میں اللہ کے عذاب کے ساتھ لوگوں کو عذاب دینے کیلئے رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا لیکن میں بے حرمتی کرنے والوں، باغیوں اور کافروں کی گردنیں قلم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

سورۃ الاحزاب میں فرمان خداوندی ہے:

اِنَّ الَّـذِيـْنَ يُـؤْذُوْن الـلّـه وَ رَسُولَه‘ لعنهُمُ اللّٰه فِى الدُنيَا وَالآخرة وَأعدَّ لَهُمْ عَذَاباً مَهِيُنا...(٥٧)

ترجمہ: تحقیق وہ لوگ جو اللہ اوراس کے رسولؐ کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت ہے اوران کے لئے رسواکن عذاب تیار کیا گیا ہے۔

سورۃ التوبہ میں فرمایا:

وَمـنهـم الـذين يوذون النبى ويقولون هو اذن قل اذن خير لكم يومن بـالـلـه ويـومـن الِـلْمُومنين ورحمة للذين امنو امنكم وَالذِين يُؤذُوْنَ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

رُسَولَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذابٌ اَلِیم۝ (۶۱)

ترجمہ: جولوگ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ان آیات میں لفظ ''ایذا'' کا مطلب ہے تنگ کرنا، چوٹ یا زخم لگانا، گالی دینا، بے عزتی کرنا، دست درازی کرنا یا تہمت تراشی کرنا، نازیبا فعل یا رویے سے بدسلوکی کرنا یا کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا۔ (ارتداد اور توہین رسالت ص: ۸۲۔ڈاکٹر محمد اسرار مدنی)

نبی اکرمؐ کو سب سے زیادہ اذیتیں آپ کے حقیقی چچا اور پڑوسی ابولھب اور اس کی بیوی ام جمیل نے دیں ان کے متعلق نام لے کر اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں

تبت یدا ابی لھب وتب ۝ما اغنی عنه ماله وما کسب ۝ سَیَصْلیٰ نارا ذات لھب۝وامراته حمالة الحطب۝ (تبت۶۔۱)

رسولؐ نہ صرف اس قسم کی سزا کی تصدیق کرتے تھے بلکہ بعض صورتوں میں انہوں نے خود ایسے افراد کی گردن مارنے کا حکم دیا۔کعب بن اشرف کے متعلق حضورؐ نے فرمایا:

مَنْ لِلْکَعْب بِنْ اَشْرِفْ فَاِنَّہ' قَدْ آذی اللّٰہ وَرَسُوْلَہ

ترجمہ: کعب بن اشرف کو ختم کرنے کا ذمہ کون لے گا کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا پہنچائی ہے۔

جب رسول ﷺ نے عقبہ بن معیط کے قتل کا حکم دیا تو فرمایا:

بِکُفْرِکَ وَاِفْتِرَائِکَ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہ.

ترجمہ: کفر اور اللہ کے رسولؐ کے خلاف افترا پردازی کی وجہ سے میں تجھ کو قتل کئے جانے کا حکم کرتا ہوں۔

قرآن کریم نے توہین رسالتؐ کے مجرموں اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے مسلسل برسرِ جنگ رہنے والوں کے لئے چار قسم کی سزائیں مقرر کی ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤ الّذِیْنَ یحارِبُون اللّٰہ وَرَسولہ وَ یَسْعوْن فِی الأرْض فَسَاداً أن یُقْتلوا أوْ یُصَلَّبُوا أوْ تُقَطَّع أیَدیھُم وأرجلھم من خلاف اَوْینفوا مِنَ الأرض... (المائدۃ:۳۳)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا ان کو جلاوطن کر دیا جائے۔

سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا:

ألَمْ یَعلَموآ انہ من یحادد اللّٰہ و رسولہ فإنَّ لہ نار جَھَنَّم خالداً فِیْھا ذَلِکَ الْخزِی الْعَظِیم○ (التوبۃ:٦٣)

ترجمہ: کیا نہیں وہ جانتے کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے تو بے شک ان کے لئے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی رسوائی ہے۔

ان آیات کے نزول کے وقت حالات ایسے تھے کہ صحابہ رسولؐ نے یا تو اپنے چند عزیزوں کو قتل کر دیا تھا یا قتل کرنے کی قسم اٹھا رکھی تھی۔ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی تھی۔ یا کھلی دشمنی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ابو عبیدہؓ نے اپنے باپ الجراح

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کومعرکہ بدر میں قتل کیا کیونکہ وہ رسول ؐ کو گالیاں دیتا تھا۔مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کوقتل کر دیا تھا یہ رسولؐ پرتہمت تراشی کرتا تھا۔

نبی اکرمؐ کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اہل بیت کا احترام بھی لازم ہے۔ ارشادباری تعالیٰ ہے:

النبی أَولیٰ بِالْمؤمِنِیْن مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أُزْوَاجُهَ أَمَّهٰتُهُمْ...(الاحزاب:6)

ترجمہ: نبیؐ مومنین کیلئے انکی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اوران کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت پر الزام دھرتا تھا غلط باتیں ان سے منسوب کرتا، اوران کے جذبات کو مجروح کرتا تھا رسولؐ نے مسلمانوں کو بلا کر دریافت کیا۔تم میں سے کون ہے جو اس کافر کو سے جو میرے اہل بیت پر الزام لگا کر مجھے اذیت دیتا ہے، مجھے نجات دلائے۔سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے رسولؐ میں یہ کام کروں گا، چنانچہ انہوں نے اس آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (احکام الردہ والمرتدین۔ڈاکٹر جبر محمود الفضیلت ص ۱۷۸)

ابن عباسؓ نے کہا: اہل بیت رسول اللہ ؐ کو گالی بکنے والے کو موت کی سزا دینی چاہئے اور گردن مار دینی چاہئے۔ ایسے شخص کی معافی قبول کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(السیف الصارم ص ۱۷۵)

شاتم رسولؐ اور نبی اکرمؐ کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے اس کی تائید متعدد احادیث سے بھی ہوتی ہے۔علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

مَنْ سَبَّنِی فَاقْتُلوہ. (احکام الردہ والمرتدین ص ۲۱۷)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: جس کسی نے مجھ کو گالی دی اس کو قتل کر دو۔

عروہ بن محمد نے بلقینیؒ سے روایت کیا ہے: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے لئے بدزبانی کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا: تم میں سے کون مجھے میرے اس دشمن سے خلاصی دلائے گا۔ خالد بن ولیدؓ نے کھڑے ہو کر کہا ''یا رسول اللہؐ! میں اس کا کام تمام کروں گا۔ آپؐ خوش ہوئے اور انہیں حکم کی بجا آوری کے لئے بھیجا اور وہ یہ حکم بجا لائے۔ مختلف موقعوں پر توہین رسالت کے مرتکب مجرموں کو نبی اکرمؐ نے موت کی سزا دی اور صحابہ کرامؓ نے ان کو قتل کیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سلام بن ابوالحقیق، عبداللہ بن عقیق، عبداللہ بن انس، ابوعفک، سالم بن عمیر اور معاویہ بن مغیرہ۔ توہین رسالت کے جرم میں ملوث عورتوں کو بھی قتل کیا گیا۔

ابن عباسؓ کی روایت ہے: ایک نابینا مرد نے ایک کنیز سے شادی کی۔ مگر وہ رسولؐ کو گالیاں دیتی تھی اس شخص کے منع کرنے کے باوجود باز نہ آئی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اگلی صبح آپؐ نے اسے بلایا تو نابینا شخص نے کہا ''اس کے بطن سے میرے موتیوں جیسے دو بیٹے ہیں۔ وہ میری محبوبہ ساتھی تھی لیکن گئی رات حسب معمول اس نے آپؐ کو گالیاں بکنی شروع کر دیں اس باعث میں نے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہؐ نے سن کر کہا ''اے لوگو! گواہ رہو کہ اس کا خون بہانا لازم تھا اور اس کے لئے کوئی بدلہ یا انتقام اب نہیں۔''

اسی طرح ایک عورت کی گالیاں سن کر حضورؐ نے فرمایا: **من یکفینی عدولی.**

(الشفاء، جلد دوم)

ترجمہ: مجھے میرے دشمن سے کون نجات دلائے گا۔ خالد بن ولیدؓ نے ذمہ داری

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

قبول کی اور اسے قتل کر دیا۔

فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے سب لوگوں کو معاف کر دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو آپؐ کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔ ان کے قتل کا حکم دیا یہ سترہ افراد تھے۔ ان میں سے 11 نے معافی کی درخواست کی تو معاف کر دیا گیا اور باقی 5 جنھوں نے نہ توبہ کی اور نہ باز آئے انہیں قتل کیا گیا۔ البتہ ایک نے راہ فرار اختیار کیا اور کفر کی حالت میں مرا۔

اصحابؓ رسول کے فیصلے:

ابوبکر صدیقؓ کا فیصلہ: آپؓ کے دور خلافت میں مہاجر بن ابی امیہ جو یمامہ کا والی تھا اس کے پاس دو گانے والی لڑکیوں کا معاملہ پیش ہوا جن میں سے ایک نے اپنے کچھ گانوں میں رسول اللہ ﷺ کو گالیاں بکی تھیں۔ بات سن کر والی یمامہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے اور پھر دانت اکھاڑنے کا حکم دیا۔ جب ابوبکرؓ کو پتہ چلا تو آپؐ نے والی یمامہ کو لکھا: اگر انکی رائے لی جاتی تو وہ مجرمہ کو سزائے موت دیتے۔

عمرؓ کا فیصلہ: مجاہدؒ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہؐ کا ایک شاتم عمر بنؓ الخطاب کے پاس حاضر کیا گیا۔ اس بے حرمتی کرنے والے شخص کو انہوں نے فوراً گردن مارنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انہوں نے حکم نامہ جاری کیا کہ جو کوئی بھی رسول اللہؐ یا کسی اور نبی اللہ کو گالی دے اس کی گردن فی الفور اڑا دی جائے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کا فیصلہ: خالدؒ نے روایت کی ہے: جب ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو گالی دی اور ان سے بدکلامی کی تو انہوں نے فوری طور پر ایک حکم نامہ

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جاری کیا جس میں اعلان تھا کہ صرف اسی شخص کا قتل جائز ہوگا جس نے رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کی اور جس نے خلیفہ کو گالی دی یا اس کی توہین کی اس کو موت کی سزا نہیں دی جائے گی ایسے مجرم کا فیصلہ اسلامی عدالت کرے گی۔

فقہاء وعلماء کے فتاویٰ:

امام مالکؒ کا فیصلہ: ابو معصب اور ابن ابی اویس نے بیان کیا ہے "ہم نے امام مالکؒ کو کہتے سنا کوئی بھی شخص چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے برا بھلا کہے الزام دے یا بے عزت کرے۔ اس کو سزائے موت دی جانی چاہیئے۔ اور مار دینا چاہیئے۔ ایسے شخص کی عفو طلبی یا توبہ قابل قبول نہیں۔" (السیف الصارم ص ۳۰۷۔ الشفاء جلد ۲ ص ۱۷۰)

امام ابوحنیفہؒ کا فیصلہ: ہر شخص جو اللہ کے رسول ﷺ کو گالی دے یا بیہودہ گوئی کرے یا ان کی طرف جھوٹ منسوب کرے۔ مرتد قرار دیا جائے گا جس کا خون بہا دینا چاہیئے۔

امام شافعیؒ کا فیصلہ: کوئی شخص جو رسول اللہ ﷺ کو کسی طور پر بھی گالی دیتا ہے جس سے ان کی توہین ظاہر ہو، کافر تصور ہوگا۔ اور مسلمانوں کو اس کا خون بہانے کی اجازت ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کا فیصلہ: اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اور پھر توبہ کرے تو اس کی توبہ کسی کام کی نہیں اس کو موت کی سزا دینی چاہیئے اور اس کی معافی طلبی کی طرف کوئی توجہ نہیں دینی چاہیئے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسولؐ نے خود شاتمان رسول ؐ کو موت کی سزا سنائی۔ اس کے بعد آپ ؐ کے صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاؒ اور مجتھدینؒ سب نے آپ ؐ کی اس سنت پر عمل کیا۔ انہوں نے کبھی کسی شاتم کی معافی یا توبہ قبول نہیں کی۔ کیونکہ معافی قبول کرنے کا حق صرف خاتم النبیین محمدﷺ کو ہے جن کے وقار اور ناموس کو مجروح کیا گیا اور چونکہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں کہ معافی دیں، اس لئے مسلمانوں کے پاس اس کو معاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اس کے کہ اسلامی شریعت کے فتویٰ کا نفاذ کریں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نواں باب

ایمان بالقدر والقضاء

معنی ومفہوم:

ایمان کا ایک رکن یہ بھی ہے کہ اچھی اور بری تقدیر کو مانا جائے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ تقدیر سے مراد وہ ضوابط وقواعد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کائنات کے لئے مقرر فرمائے یہ ایک نظم ونسق ہے جس کے مطابق یہاں کا سارا نظام چل رہا ہے۔ تقدیر قوانین طبیعیہ ہیں جو یہاں جاری وساری ہیں۔ (تعریف عام بدین الاسلام از شیخ علی طنطاوی ص ۲۲۷)

ان ضوابط وقواعد کے لئے عموماً دو لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

<u>قدر:</u> یہ وہ علم ازلی ہے جو اللہ اپنے بندوں یا مخلوقات کے بارے میں رکھتا ہے۔ اس کی جمع اقدار آتی ہے۔

<u>قضاء:</u> اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے علم اور اندازے سے اشیاء کو بنانا اور پیدا کرنا ہے۔

<u>قضا اور قدر کا فرق:</u> عمارت کا نقشہ اور اسکیم انجینئر تیار کرتا ہے، تعمیر کی بلندی متعین کرتا ہے، دیواروں کا حجم مقرر کرتا ہے اور اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ کتنا لوہا اور سیمنٹ استعمال ہوگا۔ کتنی کھڑکیاں اور دروازے، روشن دان ہونے چاہئے، یہ گویا تقدیر ہے اور ٹھیکیدار انجینئر کی مقرر کردہ مقداروں اور اس کے معین کردہ اعداد وشمار کو عملی شکل دیتا ہے یہ قضا کی مثال ہے۔

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ام الکتاب لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔ کوئی ایسا امر نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش سے پہلے لکھ نہ دیا ہو۔

إنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ (القمر: ٤٩)

ترجمہ: ہم نے ہر چیز کو ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کیا۔

. وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَه تَقْدِيراً... (الفرقان:٢)

ترجمہ: اور ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر یعنی ان کی حالت، مقدار، کیفیت، صفت، زمانہ، جگہ اسباب اور ذرائع و نتائج وغیرہ کی حدود متعین کر دی ہیں اور ان کے ظہور کا وقت بھی متعین کر دیا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ... (الاعراف ٣٤)

ترجمہ: ہر امت کے لئے وقت مقرر ہے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

وَإِنْ مِنَ شَیْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ(الحجر: ٢١)

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں ایک مقرر مقدار میں نازل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جہاں خالق و مدبر ہے وہاں علیم و قدیر بھی ہے۔ اسے ہر چیز کے متعلق، اس کے اول سے آخر تک، زندگی سے موت تک اور موت سے عالم برزخ تک، حشر اور اس کے بعد تک کے حالات سے واقفیت ہے۔ جس میں خطا اور نسیان

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کا ذرہ برابر امکان نہیں ہے یہی اللہ تعالیٰ کا علم اور اندازہ ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے۔ اور اس پر یقین ہی ایمان بالقدر ہے اور یہ کہ جو کچھ خیر اور شر (میں آتا) ہے سب اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر ہے۔

تقدیر۔۔۔اللہ کا راز

تقدیر بلاشبہ اللہ کا راز ہے جسے اس نے مخلوق میں سے کسی ایک پر بھی منکشف نہیں کیا۔ جو اس نے لکھا ہے اسے وہی جانتا ہے کوئی نبی یا ولی اس سے واقف نہیں۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں: قدر کی حقیقت جس کے بارے میں مخلوق حیرانی میں مبتلا ہے وہ تو اللہ کی قدرت ہے۔ (القصیدۃ النونیہ)

علامہ طحاوی فرماتے ہیں: قدر اللہ تعالیٰ کا مخلوق کے بارے میں ایسا بھید ہے جس پر کسی مقرب فرشتہ کو اطلاع ہے اور نہ کسی نبی مرسل ہی کو اس میں تعمق اور گہرائی حاصل ہے۔ یہ تو رسوائی و محرومی کا ذریعہ ہے اور سرکشی کا درجہ ہے اس لئے اس پر غور و فکر اور وسوسہ سے ہر ممکن بچو۔ اللہ نے یہ علم اپنی مخلوق سے پردہ میں رکھا ہے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ)

اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل آیت کرتی ہے۔

وِلِلّٰہِ غَیبُ السّمٰوٰتِ وَالْأرض وإلَیہِ یُرْجَعُ الأمْرُ کُلُّہٗ... (ھود: ۱۲۳)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے آسمان اور زمین کا غیب ہے اور تمام امر اسی کی طرف لوٹتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

تقدیر کی حجت

عام طور پر اپنے گناہ کے لئے تقدیر کو حجت بنالیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ سب کچھ تقدیر کے مطابق ہے اس میں ہمارا اختیار نہیں ہے۔ مثلاً کسی غلط کام کرنے والے سے پوچھا جائے۔ اس نے ایسا کیوں کیا؟ تو جواب دیتا ہے میرے مقدر میں ہی ایسا لکھا تھا۔ یہ بالکل فضول جواب ہے کیا وہ شخص جو تقدیر کو بہانہ بنا رہا ہے اس نے برائی کے ارتکاب سے پہلے لوح محفوظ کی تحریر پڑھ لی تھی کہ برائی اس کا مقدر ہے۔ نہیں، بلکہ اس نے یہ غلط کام اپنی خواہش نفس کی پیروی، فوری لذت کے حصول اور شیطان کی دعوت قبول کرنے کے لئے کیا۔ نزول قرآن کے دور میں مشرک اسی طرح کی حجت بازی کرتے، اور کہتے تھے۔

... لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ أَشْرَكْنَا ... (الانعام: ١٤٨)

ترجمہ: اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا:

... قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا .. (الانعام: ١٤٨)

ترجمہ: ان سے کہو کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے ہمارے سامنے پیش کرسکو۔

یعنی شرک کا ارتکاب کرنے سے پہلے کہاں سے معلوم ہو گیا کہ شرک کرنا تمہاری تقدیر میں لکھا ہے یا کیا تم نے ایمان کا تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا کہ وہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے۔

اس کی وضاحت ایک متفق علیہ حدیث میں یوں آتی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے جب تقدیر کا مسئلہ بیان کیا تو بعض نے پوچھا کہ کیا ہم اپنی کتاب (تقدیر) پر ہی اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں تو رسول اللہؐ نے فرمایا:

"تم عمل کرو ہر ایک کو وہی توفیق دی جاتی ہے جس کے لئے پیدا ہوا ہے۔ جو اہل سعادت میں ہے اسے سعادت اور اچھے عمل کی توفیق حاصل ہوگی اور جو بد بخت ہے اسے بد بختوں کی توفیق حاصل ہوگی۔" (بخاری ص ۹۷۷ جلد ۲، مسلم ص ۳۳۳ جلد ۷)

چنانچہ ظاہری اسباب کو تقدیر کے تابع سمجھ کر ترک کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے دم کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا خیال ہے جو ہم دم کرتے ہیں اور دوا کے بارے میں، کیا رائے ہے جو ہم علاج کرتے ہیں یا بچاؤ کے بارے میں جس سے ہم بچاؤ کرنا چاہتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو رد کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:

ھی من قدر اللّٰہ

ترجمہ: یہ بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔

پھر فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچتی ہے تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔ پھر ایک قابل غور بات یہ ہے کہ تقدیر کو اپنے قصوروں اور گناہوں کو حجت بنانے والے لوگ اگر اپنی بات میں سچے ہیں تو انہیں دوسری تمام چیزوں مثلاً فقر، بیماری، بھوک، مال و دولت کا ضائع ہونا وغیرہ کو تقدیر کا لکھا سمجھ کر راضی ہو جانا چاہئے لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ان باتوں کو لوگ تقدیر کا فیصلہ سمجھ کر راضی نہیں ہوتے اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

ثواب اور عذاب:

عام طور پر یہ سوال ہوتا ہے کہ جب ہر پیش آنے والا واقعہ پہلے لکھا جا چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے موجود ہے، اور اللہ کی سنت بدل نہیں سکتی تو پھر عذاب وثواب کے کیا معنی ہیں؟ درحقیقت انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

انسان آزاد وخود مختار ہے یا وہ مجبور ہے پہلی بات کہ انسان آزاد وخود مختار ہے اسے یوں سمجھئے کہ انسان کے پاس عقل ہے جس کی وجہ سے وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے پاس قوت آمادہ ہے تاکہ خیر اور شر میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ ہر صاحب عقل انسان یہ جانتا ہے کہ نماز نیک کام ہے اور زنا برا کام، اور اس کے پاس اختیار ہے کہ چاہے تو گھر سے نکل کر دائیں جانب مسجد میں چلا جائے یا چاہے بائیں جانب بدکاری کے اڈہ کی طرف چلا جائے۔

اسی طرح انسان اپنے صحت مند ہاتھوں سے کسی فقیر کو خیرات بھی دے سکتا ہے اور انہی سے کسی بے گناہ کو مار بھی سکتا ہے۔ فقیر کو خیرات دینا نیکی ہے جس کے نتیجہ کے طور پر ثواب ملے گا اور کسی بے گناہ کو مارنا ایک جرم ہے جو باعث عذاب ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان آزادی وخود مختاری کے باوجود مجبور ہے۔ مثلاً انسان اپنے ہاتھوں کو حرکت میں لاکر اچھا یا برا عمل کر سکتا ہے مگر انسان اپنے دل، دماغ یا معدے کے عضلات پر حکم نہیں چلا سکتا۔

ایک ذہین طالب علم سبق کو ایک دفعہ پڑھ کر یاد کر لیتا ہے جبکہ غبی طالبعلم دن رات پڑھ کر یاد نہیں کر سکتا یا ایک طالب علم کا گھر تو شکستہ ہے لیکن اس کا عالم باپ اسے پڑھنے میں مدد دیتا ہے اور دوسرا عالی شان محل میں رہتا ہے لیکن اس کا باپ جاہل اور تندمزاج ہے جو اسے پڑھنے میں مدد نہیں دے سکتا ہے۔ ان صورتوں میں نہ تو غبی طالب علم اپنے آپ کو ذہین بنا سکتا ہے اور نہ دوسرا طالب علم اپنے باپ کو بدل سکتا ہے یہ ایسے امور ہیں جو انسان کے اختیار سے باہر ہیں بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں کہ اپنی ناک خوبصورت بنا لے یا اپنا قد لمبا کر

دے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان مجبور محض ہے۔ بلکہ وہ ان تمام معاملات میں جو انسانی طاقت کی حدود میں ہیں آزاد اور خود مختار ہے۔

اگر انسان بعض حالات میں مجبور ہے تو اس سے اس کے اختیار کی صفت کی نفی نہیں ہوتی۔

چنانچہ ثواب اور عذاب انسان کے اختیار کے ساتھ وابستہ ہیں اگر انسان سے اختیار چھین لیا جائے تو وہ مستحق سزا نہیں ہوگا۔ جہاں اختیار نہیں وہاں حساب بھی نہیں، شکل وصورت یا مال کم یا زیادہ ہونے کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ جو شخص کسی جرم پر مجبور کیا جائے اسے سزا نہیں دی جائے گی اور صرف ان باتوں پر مواخذہ ہوگا جن کے کرنے یا نہ کرنے کا ہمیں اختیار حاصل ہے۔

انسان نیکی کرتا ہے تو ثواب پاتا ہے اور بدی کا ارتکاب کرتا ہے تو سزا ملتی ہے۔اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت اور برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اور نہ کسی کی ذرہ برابر نیکی ضائع کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ عادل ہے اور اس کی عدالت میں عدل ہی حاصل ہوگا۔

تقدیر کے بارے میں شرعی نقطہ نظر:

شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ تقدیر کے معاملہ میں منقول دلائل سے آگے نہ بڑھا جائے اور بلاوجہ بحثوں میں نہ الجھا جائے۔اس لئے کہ انسان آزاد و خود مختار ہونے کے ساتھ ساتھ مجبور بھی ہے۔اللہ کے علم تک انسان کی محدود عقل کی رسائی نہیں ہے۔رسول اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا: ایک دن ایسا ہوا کہ صحابہؓ قدر کے

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف فرما ہوئے جب آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ایسی بحث میں مشغول پایا تو آپؐ کا چہرہ انور غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ فرمایا: " تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اللہ کی کتاب کے بعض حصوں کو بعض سے ٹکراتے ہو؟ اسی وجہ سے تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے"۔ (مسند احمد)

علیؓ سے ایک آدمی نے تقدیر کے بارے میں سوال پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

طریق مظلم فلا تسلکه، وبحر عميق فلا تلجه، سر الله فلا تكلفه.

(تيسير العزيز الحميد ص ۲۳۰)

ترجمہ: تاریک راستہ ہے اس پر نہ چل، گہرا سمندر ہے اس میں نہ داخل ہو۔ اللہ کا راز ہے اسے تکلیف کے ساتھ معلوم کرنے کی کوشش نہ کر۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: قدر اللہ تعالیٰ کا بھید ہے جو بحث وجدل اور غورو نظر سے نہیں پایا جا سکتا۔ مومن کے لئے اس مسئلہ میں اتنا کافی ہے کہ اسے معلوم ہو کہ کوئی چیز بھی اللہ کے ارادہ کے بغیر قائم نہیں ہے اور نہ کوئی چیز اس کی مشیت کے بغیر ہو سکتی ہے۔ اسی کے لئے خلق اور امر ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ تقدیر کو تسلیم کیا جائے۔ اس کے خیر اور شر کا اقرار کیا جائے اور تقدیر کے عدل اور اللہ کی حکمت ہونے کا اور انسان کے ارادوں کے نقص (نافذ نہ) ہونے کا یقین کیا جائے۔ (التمھید ص ۱۴۰ جلد ۳)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دسواں باب

ایمان بالآ خرۃ

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (البقرہ :4)

عقیدہ آخرت پر ایمان اسلامی عقائد کا اہم جزو ہے۔قرآن وحدیث میں اکثر اسے عقیدہ توحید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔یہ عقیدہ آخرت ایک جامع اصطلاح ہے اوراس میں اخروی زندگی اوراس کے متعلق کئی امور شامل ہیں۔سب سے پہلے تو یہ کہ انسان مرجاتا ہے اوراس کی برزخی زندگی شروع ہوجاتی ہے۔

عالمِ برزخ یا قبر کی زندگی:

دنیا، برزخ اور آخرت یہ تین مختلف عالم ہیں برزخ انسانی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جو دنیا وآخرت کے درمیان ہے۔

عالم برزخ، دراصل قبر ہی کی زندگی ہے۔

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر کوئی اس منزل کے امتحان میں کامیاب ہو گیا تو بقیہ منزلیں بھی کامیابی سے طے کرلے گا اوراگر کوئی یہاں ناکام رہا تو آگے بھی مسلسل ناکامیاں ہیں۔اس لئے بدکار، فاسق وفاجر جب مجرم اور ملزم قرار دیا جاتا ہے تو اسے قبر میں ہی صبح وشام عذاب سے گزرنا پڑتا ہے۔اور یہ عذاب اتنا ہی کافی ہے کہ اسے بار بار نارِ جہنم دکھائی جائے۔اسی کو قرآن مجید اوراحادیث نے عذاب قبر سے تعبیر کیا ہے۔آل فرعون کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

النار یعرضون علیھا غدوًّا وَّعَشِیًّا... (المومن : ٤٦)

ترجمہ: دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں۔

جبکہ روز قیامت انہی کے لئے یہ حکم بھی ہوگا:

ویوم تقوم الساعة، أدخلوا آل فرعون أشدالعذاب ○ (المومن:٤٦)

ترجمہ اور جس دن قیامت قائم ہوگی فرمان ہوگا کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔

عذاب قبر کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا؟ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں! عذاب قبر حق ہے (بخاری)

رسول اکرم ﷺ نہ صرف خود قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: جب تم میں کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی قبر میں صبح شام اس پر اس کی جگہ پیش کی جاتی ہے۔ یعنی اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور اگر جہنمی ہے تو جہنم اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے یہ تیری اصل جگہ ہے جہاں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تجھے بھیجے گا۔ (بخاری)

انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا "اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ کہیں تم (عذاب قبر کے خوف سے) دفن کرنا ہی نہ چھوڑ دو تو میں ضرور دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سنا دے۔ ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مرنے والا اپنے اپنے اعمال کے مطابق نعمت یا عذاب سے گزرے گا۔ خواہ وہ مر کر قبر میں جائے یا کسی جانور درندے کی خوراک بن جائے یا جل کر خاک ہو جائے یا پانی میں ڈوب کے غرق ہو جائے۔ اللہ ہر طرح کا عذاب دینے پر قادر ہے خواب میں اگر کوئی المناک

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

منظر دیکھ لےتو کیا وہ سخت اذیت محسوس نہیں کرتا۔ مگر دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ یہ تو سویا ہوا ہے اسے کیا علم کہ یہ خوابیدہ شخص کتنی تکلیف سے دوچار ہے۔

اسی طرح قبر میں مردے کو بٹھانا، منکر نکیر کا اس سے سوال کرنا، پسلیوں کا آپس میں مل جانا وغیرہ سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

براء بن عاذبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا یہ آیت **یثبت اللہ الذین آمنوا** عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ میت سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے اور محمدؐ میرے نبی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''اللہ تعالیٰ قول ثابت کے ذریعے افضل ایمان کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت رکھتا ہے سے'' سے یہی مراد ہے۔ **(مسلم کتاب الجنة)**

آخرت سے مراد: قیامت کے قائم ہونے اور پھر ہر ایک کے اعمال کا حساب اور ان کے مطابق جزاء اور سزا کے حق ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آخرت کے دن سے دو امور مراد ہیں:

1۔ تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور اس دنیا کی زندگی کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔

2۔ ایک اور زندگی کا آغاز ہوگا۔

یہ دراصل اس زندگی کا آخری اور آنے والی زندگی کا پہلا دن ہوگا۔ اس دن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کے ختم ہونے کی جو خبریں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں، اس کی جو علامتیں اور نشانیاں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں اور جن حالات اور خطرات سے آگاہ کیا ہے ان کی دل سے تصدیق کی جائے۔ انہیں برحق اور درست تسلیم کیا جائے۔ اسی طرح عالم آخرت کی ان خبروں کو بھی درست تسلیم کیا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جائے۔جن میں اللہ تعالیٰ نے دوسری دنیا کی ابدی زندگی، وہاں کی راحت ونعمت، سزااورعذاب اوراس کی اہم سے اہم جزئیات کاتفصیل سے ذکرفرمایا ہے۔مثلاً مر کراٹھایاجانا،سزاوجزاکاملناوغیرہ۔

آخرت کے دلائل: انسان کیسے زندہ ہوں گے؟اس کے بہت سے دلائل قرآن وسنت سے ملتے ہیں۔

ایجاد سے استدلال: عام مشاہدے کی بات ہے کسی کام کودوبارہ کرنا پہلی بار سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ایک چیز جو پہلے سے نہیں تھی بعد میں بنائی گئی۔پھرتوڑ دی گئی اس کا پھر سے بنانا کوئی مشکل کام نہیں۔موجد نے جس چیز کی ایجاد کی۔اسے توڑ کر دوبارہ بنانااس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

هو الذی یبدأ الخلق ثم یعیده وهو أهون علیه... (الروم: ٢٤)

ترجمہ: اوراللہ وہ ذات ہے جوتخلیق کی ابتداءکرتا ہے پھردوبارہ اسے پیدا کرے گااور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

سورۂ یٰس میں اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

من یحیی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی أنشأها أول مرة

(یس: ٧٩۔٧٨)

ترجمہ: جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی توان کوکون زندہ کرے گا کہہ دوکہ ان کووہ زندہ کرے گاجس نے ان کوپہلی بار پیدا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دریافت کیا کہ **أفعیینا بالخلق الأول...**(ق: ١٥)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: کیا بھلا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں (کہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے)

نینداور بیداری سے استدلال

سوکر اٹھنا ایک طرح سے موت کے بعد زندہ ہونے کے مترادف ہے۔ لہٰذا جس طرح سوکر اٹھتے ہیں اسی طرح مر کر دوبارہ اٹھنے کا عمل بھی لامحالہ ہو کر رہے گا۔

وهو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار ثم یبعثکم فیه لیقضی أجل مسمی ثم إلیه مرجعکم ... (الانعام: ٦٠)

ترجمہ: اور وہی تو ہے جو رات میں تم پر موت طاری کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔ پھر دن کے وقت تمہیں اٹھا کھڑا کرتا ہے تا کہ مقررہ مدت پوری کر دی جائے۔ پھر تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

خشک اور بنجر زمین سے استدلال

ومن آیاته أنک تری الأرض خاشعة فإذا أنزلنا علیها المآء اهتزت وربت إنّ الذی أحیاها لمحی الموتی... (حم السجدہ: ٣٩)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ بے شک تو زمین کو دبی ہوئی یعنی خشک دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو تروتازہ ہو جاتی ہے اور ابھرتی ہے بے شک وہ ذات جس نے زمین کو زندہ کیا ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا۔

زمین و آسمان کی تخلیق سے استدلال

لخلق السموت والأرض أکبر من خلق الناس ولکن أکثر الناس لا یعلمون (المومن ٥٧)

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا بہ نسبت آدمیوں کے پیدا کرنے کے بڑا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جاتے۔

دوسری جگہ عقلی کمی کی طرف اشارہ فرمایا:

أنتم أشد خلقاً أم السمآء بنها ○ (النازعات ۲۷)

ترجمہ: کیا تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان (اس کو بنانا) ؟

جزا وسزا کے تصور سے استدلال

دنیا میں لوگوں کے اعمال جدا جدا ہیں۔کوئی اچھا اور کوئی برا، ظالم اپنے ظلم کی سزا پائے بغیر اور مظلوم ظالم سے اپنا حق وصول کئے بغیر گزر جاتا ہے، اسی طرح احسان کرنے والا نیک انسان اپنے احسان اور نیکی کا بدلہ پانے سے پہلے اور برائی کرنے والا بدکردار اپنی برائی اور بدکرداری کی سزا پانے سے پہلے مر جاتا ہے۔اب اگر موت کے بعد کوئی ایسا دن نہ ہو جس میں لوگوں کو زندہ کرکے ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے اور نیک آدمی کو انعام اور فاجر و بدکردار کو سزا دی جائے تو پھر دونوں طرح کے لوگ برابر ٹھہرے دونوں میں کوئی فرق نہ ہوا، حالانکہ اس بات کا عدل وانصاف سے کوئی واسطہ نہیں۔لہٰذا اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کا تصور ضروری ہے۔جہاں اعمال کی سزا یا جزا دی جائے۔یہ دنیا دارالعمل ہے دارالجزا نہیں ہے۔

...أنه يبدأ الخق ثم يعيده ليجزى الذين آمنوا وعملوا الصلحت بالقسط والذين كفروا لهم شراب من حميم وعذاب أليم بما كانوا يكفرون ○ (یونس ٤:)

ترجمہ: وہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ اٹھائے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے انہیں انصاف کے ساتھ بدلہ

دے اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا کیونکہ وہ کفر کرتے تھے۔

شرعی پابندیوں سے استدلال:

شریعت نے انسانوں کو کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کا مکلّف بنایا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان کو اس دنیا میں کسی مقصد کے لئے بھیجا گیا۔

أفحسبتم أنما خلقنكم عبثاً وأنكم إلينا لا ترجعونO (مومنون:۱۱۵)

ترجمہ: کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یونہی بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آ ؤ گے۔

نیز فرمایا:

أيحسب الإنسان أن يترک سدیO (قیامہ: ۳۶)

ترجمہ: کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔

قیامت کے وقت کا تعین:

قرآن مجید میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ قیامت کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کا علم مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا گیا اور اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا۔

ويسئلونک عن الساعة أيان مرسها ط قل إنما علمها عند ربی لايجليها لوقتهآ إلا هو .(الاعراف: ۱۸۷)

ترجمہ: یہ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں قیات کب آئے گی کہہ دیجیے اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا

دوسرے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قیامت اچانک آئے گی اور جو کچھ ہوگا آناً فاناً ہوگا۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

كلمح البصر أو هو أقرب... (النحل: ٧٧)

ترجمہ: پلک جھپکنے کی مانند یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

ابتدائی علامات قیامت

قرآن مجید نے قیامت کے واقع ہونے کو دلائل سے بیان کیا ہے۔اس کے علاوہ جناب رسالتماب ﷺ نے قیامت کے قائم ہونے سے پہلے کی بہت سی علامتیں اور نشانیاں بیان کی ہیں۔قیامت کی بڑی علامتوں سے پہلے چھوٹی علامتیں ظاہر ہوں گی۔

چھوٹی علامتیں: ان علامتوں میں سے بعض ظہور میں آ چکی ہیں اور بعض آئندہ آئیں گی

1۔صحیحین میں ہے: جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دو بڑے گروہوں کے درمیان زبردست لڑائی نہ ہوگی۔ان دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔(مسلم ۷۰۱۸، بخاری ۲۴۳۱۴)

اور اس علامت کا ظہور ہو چکا ہے۔اس لئے کہ دو بڑے گروہ سے مراد سیدنا علیؓ اور آپؓ کے مددگار تھے اور دوسری طرف سیدنا معاویہؓ اور ان کے معاونین ہیں اور زبردست جنگ سے مراد معرکہ صفین ہے۔

2۔آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک حرج کی کثرت نہ ہوگی قیامت برپا نہ ہوگی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حرج سے کیا مراد ہے، فرمایا: قتل قتل۔(مسلم، بخاری) یہ علامت عملاً ظاہر ہو چکی ہے کہ ہر طرف قتل وغارت کا بازار گرم ہے۔

3۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب دریائے

© AL HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

فرات سونے کے خزانے سے پھٹ جائے گا جو شخص وہاں حاضر ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس خزانہ سے کچھ نہ لے۔ یہ علامت ظاہر نہیں ہوئی۔

4۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عراق اپنے درہم روک لے گا۔ شام اپنے مدی اور دینار کو روک لے گا۔ اور مصر اپنے اروب اور دینار کو روک لے گا اور تم جہاں سے شروع سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے۔ (مسلم)

اس علامت کا ظہور ہو چکا ہے چنانچہ ایک زمانہ ہوا خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہوا اور عراقی، شامی اور مصری خود مختار ہو کر اپنے اپنے ملکوں کے حکمران ہوئے اور اہل حجاز ان علامتوں کی فتوحات سے پہلے جہاں تھے وہیں رہ گئے۔

5۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ سرزمین حجاز سے ایک ایسی آگ نہ نکلے گی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں چمک جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

یہ علامت ظاہر ہو چکی ہے چنانچہ مدینہ منورہ کی مشرقی سمت میں پتھریلی زمین پر نہایت تیز آگ نمودار ہوئی اور ایک عرصہ تک اس کا الاؤ بھڑکتا رہا۔ یہ آگ بصرہ، شام سے نظر آتی تھی اور تب سے اس سرزمین کے پتھر جل کر آج تک کوئلے کی طرح سیاہ ہیں یہ آگ 3 جمادی الاخر 656ھ شنبہ کی رات میں ظاہر ہوئی۔

6۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ نہ ہوگی۔ مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپ جائیں گے مگر وہ درخت یا پتھر کہے گا۔ اے مسلمان! اے خدا کے بندے! میرے پیچھے یہ یہودی ہے۔ آ کر اس کو قتل

© AL HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کر۔ ہاں درخت غرقد نہیں کہے گا۔ یہ درخت یہود ہے۔ (متفق علیہ)

اس علامت کے آثار دنیا کے افق پر پوری طرح نمودار ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ سرزمین فلسطین پر مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ خون ریز جنگیں لڑی ہیں۔ اور یہ جنگیں اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک مسلمانوں کو کھوئی ہوئی عظمت نصیب نہ ہوگی۔

7۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ان فتنوں سے پہلے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو۔ جو تاریک رات کی طرح چھا جائیں گے۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر ہو جائے گا۔ شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر ہو جائے گا۔ دنیاوی سامان کے عوض اپنے دین کو فروخت کر ڈالے گا۔ (مسلم) یہ حالات بھی پیدا ہو چکے ہیں۔

8۔ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ سے سنا: بے شک قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی زنا کثرت سے ہوگا، شراب کثرت سے پی جائے گی، مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ذمہ دار ایک شخص ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

9۔ سیدنا جابر بن سمرۃؓ بیان کرتے ہیں رسولؐ نے فرمایا: بلاشبہ قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ کثرت سے ہوں گے تم ان سے بچتے رہنا۔ (مسلم)

10۔ سیدنا ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک بدوی آیا اس نے دریافت کیا قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا جب امانت کا خیال نہ رکھا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے دریافت کیا امانت کے خیال نہ رکھنے سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے جواب دیا جب خلافت ایسے لوگوں کے

سپرد کردی جائے گی جو اس کے اہل نہیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔(بخاری)

11۔سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک وقت قریب نہ ہو جائے گا (یعنی دن رات چھوٹے ہو جائیں گے) سال ماہ کے برابر، ماہ ہفتہ کے برابر اور ہفتہ دن کے برابر اور دن گھنٹہ کے برابر اور گھنٹہ آگ کے شعلے کی مانند ہوگا۔(ترمذی)

علامہ توزیشیؒ بیان کرتے ہیں: اس سے مقصد یہ ہے کہ برکت کم ہو جائے گی اور لوگ پریشانیوں میں مبتلا ہو جائیں گے جس کی وجہ سے انہیں پتہ ہی نہ چلے گا کہ دن کیسے گزر گیا۔(مرقات جلد۱۰ص ۱۶۸)

12۔سیدنا ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا وہ اس سے اپنا جسم رگڑے گا اور کہے گا اے کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔ یہ آرزو دینداری کے سبب نہیں ہوگی بلکہ فتنوں کے سبب ہوگی۔کوئی شخص زندہ رہنا پسند نہیں کرے گا۔

قیامت کی خاص علامات

سیدنا حذیفہؓ بن اسید غفاری بیان کرتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ اچانک ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔آپؐ نے دریافت کیا کہ تم کیا گفتگو کر رہے تھے۔ہم نے جواب دیا: قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم اس سے پہلے دس

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

علامات نہ دیکھ لو۔ چنانچہ آپؐ نے ذکر فرمایا: دھواں، دّجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج اور ماجوج کا ظہور اور تین مرتبہ زمیں کے دھنسائے جانے کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک مشرق اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں ہوگا اور ان سب کے آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدان حشر کی جانب دھکیلے گی۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ: آگ عدن کے آخری کنارے سے نکلے گی جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف دھکیل کر لے جائے گی۔ ایک اور روایت میں دسویں علامت کے طور پر آندھی کا ذکر ہے جو لوگوں کو سمندر میں گرا دے گی۔ (مسلم)

دھواں:

قرب قیامت کی ایک عظیم نشانی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین O (الدخان : ۱۰)

ترجمہ: آپ منتظر رہیئے جس دن آسمان پر ایک ظاہری دھواں نمودار ہوگا۔

مفسرین نے اس آیت کا سبب نزول یہ بتایا ہے کہ اہل مکہ کی مسلسل مخالفت سے تنگ آ کر نبی کریم ﷺ نے بددعا کی۔ قحط کا عذاب نازل ہوا۔ اہل مکہ ہڈیاں، کھالیں اور مردار تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔ آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور کمزوری کی وجہ سے انہیں دھواں سا نظر آتا۔

بعض مفسرین نے اسے قرب قیامت کی نشانی بھی بتایا ہے جیسا کہ آپؐ

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نے حدیث میں فرمایا: اس سے کافر زیادہ متاثر ہوں گے اور مومن بہت کم۔

پہلی اور دوسری تفسیر سے متعلق علماء مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں:

ابن مسعودؓ کا فرمانا ہے، یہ نشانی ظاہر ہو کر ختم بھی ہوگئی۔ جو قریش نے قحط کے دوران بھوک اور پیاس کی وجہ سے دھوئیں کی شکل میں آسمان میں دیکھی۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: ابھی یہ نشانی واقع نہیں ہوئی بلکہ یہ قرب قیامت پر واقع ہوگی۔ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں: دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ اس کی شان نزول کے اعتبار سے یہ واقعہ ظہور پذیر ہو چکا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ تاہم علامات قیامت میں بھی اس کا ذکر صحیح احادیث میں آیا ہے۔ اس لئے وہ بھی اس کے منافی نہیں ہے۔ اس وقت بھی اس کا ظہور ہوگا۔

یاجوج ماجوج:

یہ دو قومیں ہیں اور نسل انسانی سے ہیں۔ ان کی تعداد دوسری انسانی نسلوں کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔ حدیث صحیح کے مطابق انہی سے جہنم زیادہ بھرے گی۔ (صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ الحج۔)

عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد قیامت کے قریب ان دونوں قوموں کا ظہور ہونا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

فإذا جاء وعد ربی جعله دکا و کان وعد ربی حقا. (الکھف ۹۸)

ترجمہ: جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اس وقت وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی ان کے قرب کا ذکر فرمایا: اس دیوار میں تھوڑے سے سوراخ کو فتنے کے قریب ہونے سے تعبیر فرمایا۔

آپ ؐ ام المومنین زینب ؓ بنت جحش کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ؐ پر گھبراہٹ سی طاری تھی۔ فرمایا:

ویل للعرب من شر قد اقترب، فتح من ردم یأجوج ماجوج مثل هذه. وحلق بإصبعيه الإبهام والتی تلیها. قالت زینب فقلت: یارسول الله! أنهلك وفينا الصالحون؟ قال: نعم! إذا كثر الخبيث.

(صحیح بخاری)

ترجمہ: ''عربوں کے لئے تباہی ہو۔ ایک بہت بڑا شر نزدیک آ لگا ہے۔ یاجوج وماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے۔ آپ ؐ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی سے ایک گول حلقہ بنایا۔ حضرت زینب کہتی ہیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ؐ! کیا ہم مار دیئے جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں تو؟ آپ ؐ نے فرمایا: بالکل! جب تم میں خبیث کام زیادہ ہو جائیں گے۔''

ایک حدیث میں ہے کہ: ''وہ ہر روز اس دیوار کو کھودتے ہیں اور پھر کل کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن جب اللہ کی مشیت ان کو نکالنے کی ہوگی تو پھر وہ کہیں گے۔ کل انشاء اللہ ہم اسے کھود دیں گے اور پھر دوسرے دن وہ اس سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ زمین میں فساد پھیلائیں گے حتیٰ کہ لوگ قلعہ بند ہو جائیں گے۔ آسمان پر تیر پھینکیں گے جو خون آلود ہو کر واپس آئیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کی دعا سے ان کی گدیوں میں ایسا کیڑا پیدا کر

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

دے گا جس سے یہ ہلاک ہو جائیں گے۔'' (مسند احمد، الاحادیث الصحیحہ از البانیؒ)

یاجوج ماجوج کی تعیین میں عجیب وغریب اور انہونی باتیں بھی عام لوگوں میں پھیلائی گئی ہیں۔ ماضی اور حال کی مختلف قوموں کو یاجوج ماجوج قرار دیا گیا۔ جو بالکل صحیح نہیں۔ حدیث شریف میں ان کا سب سے بڑا فتنہ قتل و غارت گری اور شر وفساد کا عارضی غلبہ بتایا گیا ہے اور مزید یہ کہ یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ ابھی تک نہ عام قتل وغارت گری ہوئی ہے اور نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ صحیح حدیث میں ہے: "یاجوج ماجوج کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد انہی کی موجودگی میں ہوگا"۔ (مسلم)

بہرحال یہ انتہائی تیزی اور کثرت سے ہر طرف پھیل جائیں گے۔ ہر اونچی جگہ سے یہ دوڑتے ہوئے محسوس ہوں گے۔ ان کے فساد اور شر سے مسلمان خاص طور پر تنگ آ جائیں گے۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی اہل ایمان کو لے کر کوہ طور پر پناہ گزین ہو جائیں گے۔ پھر یہ عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہلاک ہو جائیں گے۔ ان کی لاشوں کی سڑاند اور بدبو ہر طرف پھیلی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھا اٹھا کر سمندر میں پھینکیں گے۔ بعد ازاں ایک زوردار بارش نازل ہوگی جس سے ساری دنیا صاف ہو جائے گی۔ (مزید تفصیلات تفسیر ابن کثیر میں دیکھی جاسکتی ہیں۔)

امام مہدی کی پیدائش:

قیامت کے ظہور سے پہلے امام مہدی کی پیدائش ہوگی رسولؐ نے فرمایا: ''میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بلا گنے اور شمار کئے مال تقسیم کرے گا۔'' (مسلم)

اس خلیفہ کے نام اور نسب کی وضاحت بعض احادیث میں آئی ہے۔
رسول اللہؐ نے فرمایا: ''دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی عرب کا بادشاہ ہوگا جس کا نام میرا (محمد) اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام (عبداللہ) ہوگا۔''

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''خواہ دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ گیا ہوتو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردے گا۔ وہ بادشاہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا جیسا کہ زمین ظلم وزیادتی سے بھری ہوئی تھی۔'' (مشکوٰۃ بتحقیق البانی)

امام مہدی کے نسب کے متعلق حضورؐ نے فرمایا: ''مہدی میری بیٹی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔ مہدی مجھ سے ہوگا۔ اس کی پیشانی کشادہ اور روشن ہوگی اور ناک اونچی ہوگی۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جیسا کہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ وہ سات سال حکومت کرے گا۔'' (مشکوۃ)

دّجال اور اس کا فتنہ: قیامت کی نشانیوں میں سے اہم نشانی فتنہ دجال کا پیش آنا ہے۔ دجال پیدا نہیں ہوگا بلکہ ظہور میں آئے گا۔ عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا:

مابين خلق آدم إلى قيام الساعة أمر أكبر من الدجال (مسلم)

ترجمہ: "آدمؑ کی تخلیق سے قیامت کے قائم ہونے تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں ہے"۔

دجال کے ظہور کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ؟دجال مشرق کی زمین سے خروج کرے گا جس کا نام خراسان ہوگا"۔ (ترمذی)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا: "دجال نکلے گا اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس کا داخلہ ممنوع ہوگا وہ مدینہ منورہ کے قریب شور زدہ جگہ پر اترے گا"۔(بخاری، مسلم)

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسیح دجال مشرق کی جانب سے خروج کرے گا، اس کی منزل مقصود مدینہ منورہ ہوگی وہ احد پہاڑ کے پیچھے اترے گا تو فرشتے اس کے چہرے کو شام کی جانب پھیر دیں گے وہاں وہ تباہ ہو جائے گا"۔(بخاری و مسلم)

سیدنا ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ منورہ میں دجال کا خوف نہیں ہوگا ان دنوں مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو (محافظ) فرشتے ہوں گے"۔(بخاری)

دّجال کی پہچان

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا: "کسی نبیؐ نے اپنی امت کو کانے کذاب سے نہیں ڈرایا ہے۔ خبردار اس میں کچھ شک نہیں کہ دجال کانا ہے جبکہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر لکھا ہوگا"۔(بخاری و مسلم)

سیدنا حذیفہؓ بیان کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: "دجال جب نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس کو لوگ پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تم میں سے جو شخص اس کو پائے تو وہ اس کی آگ میں گر پڑے وہ ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگا"۔(بخاری و مسلم)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سیدنا حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: "دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔ (اس کے جسم پر) کثرت سے بال ہوں گے اس کے ہمراہ اس کی جنت اور دوزخ ہوگی لیکن اس کی دوزخ جنت ہوگی اور جنت دوزخ ہوگی"۔ (مسلم)

عبادۃ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں رسولؐ نے فرمایا: "میں نے تمہیں دجال کے بارے میں بتایا لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ تم اسے سمجھ نہیں سکے ہو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسیح دجال پست قد ہے، چلتے ہوئے اس کے دونوں قدموں کے درمیان آگے سے تھوڑا فاصلہ اور ایڑیوں کی جانب سے زیادہ فاصلہ ہوگا۔ وہ کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ جسم کے ساتھ برابر ہوگی۔ نہ ابھری ہوئی اور نہ دھنسی ہوئی۔ اگر تم پر معاملہ پیچیدہ ہو جائے تو سمجھ لو تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے"۔ (ابوداؤد)

فتنہ دجال کے بارے میں ام شریکؓ بیان کرتی ہیں: رسولؐ نے فرمایا: "لوگ دجال (کے فتنہ) سے بھاگیں گے۔ یہاں تک کہ پہاڑوں میں پناہ لیں گے"۔ ام شریکؓ کہتی ہیں میں نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ تعداد میں بہت کم ہوں گے" (مسلم)

دجال کے پیروکاروں کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: "اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے۔ انہوں نے طیلسان (کپڑے کا نام) کا لباس پہن رکھا ہوگا"۔ (مسلم)

نزول عیسیٰ:

امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ قیامت کے قریب آسمان سے دنیا میں نزول فرمائیں گے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسولؐ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب عیسیٰ ابن مریم تم میں عادل حکمران کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو مار دیں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے، مال کی بہتات ہو جائے گی۔ کوئی شخص مال لینے کیلیئے تیار نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا"۔ اس کے بعد ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ: اگر تم دلیل چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو (ترجمہ) کوئی اہل کتاب ایسا نہیں رہے گا جو عیسیٰ کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں رسولؐ نے فرمایا: " میری امت سے ہمیشہ ایک جماعت حق کے لئے لڑائی کرتی رہے گی۔ قیامت کے قریب تک غالب رہے گی"۔ پھر فرمایا: عیسیٰؑ ابن مریم اتریں گے۔ مسلمانوں کے امیر امام مہدی کہیں گے کہ آپ آئیں ہمیں امامت کرائیں۔ عیسیٰ فرمائیں گے کہ میں امامت نہیں کروں گا۔ بے شک تم میں سے بعض ایسے ہیں جو لوگوں پر امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت عطا کی ہے۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ: اقامت امام مہدی کے لئے کہہ دی گئی ہو گی اس لئے عیسیٰ امامت نہیں کروائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں رسولؐ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ نکاح کریں گے۔ پھر فوت ہو جائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ ابن مریمؑ، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان میں ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (کتاب الوفاء لابن جوزی و مشکوۃ ص ۳۲۵۔۳۲۰)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

چند اور نشانیاں:

قیامت کی چند اور علامات ہیں جو قیامت سے کچھ عرصہ قبل ظہور میں آئیں گی۔ جب بھی یہ علامتیں شروع ہوں گی تو ان کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ علامتیں قلیل عرصہ میں ایک کے بعد ایک پیش ہو کر رہیں گی۔

رسول کریمؐ نے فرمایا: "قیامت کی سب سے پہلی نشانی کا ظہور یہ ہوگا کہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہوگا اور چاشت کے وقت دابۃ الارض کا خروج ہوگا۔ ان میں سے جو بھی پہلے ہوگا دوسرا فوراً ہی اس کے بعد ہوگا"۔ (مسلم)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت کی بڑی علامات کے ظہور کے بعد توبہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هل ينظرون إلا أن تأتيهم الملئكة أو يأتى ربك أويأتى بعض آيٰت ربك يوم يأتى بعض آيٰت ربك لاينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت فى إيمانها خيراً... (الانعام:١٥٨)

ترجمہ: یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں یا خود تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں نمودار ہوں۔ جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں نمودار ہوں گی۔ (اس دن) کسی انسان کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا، ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا یا اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل نہ کیا ہو۔

بخاری میں ہے: "جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہوگا قیامت نہ آئے گی۔ جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور سب لوگ اس کو دیکھ لیں گے تب کسی

انسان کو جو پہلے ایمان نہ لایا ہوگا۔ ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ نہ کسی کی نیکی کام دے گی جس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ ہوگی"۔

سیدنا ابوذرؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا" کیا تجھے معلوم ہے کہ جب سورج ڈوب جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے"؟ میں نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسولؐ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ "سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور (طلوع ہونے کی) اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت مل جاتی ہے اور عنقریب وہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا۔ وہ اجازت طلب کرے گا اس کو اجازت نہ ملے گی بلکہ اس کو کہا جائے گا کہ جدھر سے آیا ہے اسی طرف واپس لوٹ جا۔ چنانچہ سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تشریح ہے۔ (ترجمہ) ورسورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جاتا ہے"۔ آپؐ نے فرمایا: "اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے"۔

آغاز قیامت:

قرآن مجید میں قیامت کے بارے میں جو آیات ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے قیامت کی ابتداء ہولناک زلزلوں سے ہوگی۔ قیامت جس وقت آئے گی زمین میں انسانی زندگی پوری طرح رواں دواں ہوگی۔ سب سے پہلے انسانی آبادیاں اجتماعی خوف کا شکار ہوں گی اور ہر طرف اتنی دہشت پھیل جائے گی کہ ماں اپنی فطری محبت کے باوجود اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی، خوف اور دہشت کے اثر سے حاملہ عورتوں کے حمل ضائع ہو جائیں گے ایسا لگے گا کہ لوگ سمجھ

بوجھ کھو چکے ہیں اور سب نشے میں ہیں۔

...وما هم بسكارى ولكن عذاب الله شديدO (الحج ۲۰)

ترجمہ: حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

ان زلزلوں کی تائید قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

إذا زلزلت الأرض زلزالها O وأخرجت الأرض أثقالها O وقال الإنسان مالهاO (الزلزال:۳۔۱)

ترجمہ: جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی اور انسان کہے گا یہ اس کو کیا ہو رہا ہے۔

قرآن مجید کی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کائنات میں رائج قوانین میں تبدیلی آ جائے گی یعنی جب انسانی زندگی کی مقررہ معیاد ختم ہوگی تو ان قوانین کی مدت بھی ختم ہو جائے گی مثلاً زمین کی ہولناک لرزش کی وجہ سے پہاڑوں کی چٹانیں چیخ جائیں گی اور پہاڑ کٹے پھٹے ٹیلوں اور پھر ریت کے ذروں میں تبدیل ہو جائیں گے اور بالآخر سراب ہو جائیں گے اور زمین ایک چٹیل میدان کی صورت رہ جائیگی۔

اسی طرح سمندر پھٹ جائیں گے اور ان کا پانی بہہ نکلے گا۔ پھر بھاپ بن کر اڑ جائے گا۔ سیاروں کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ ان کی رفتار تبدیل ہو جائے گی۔ چاند سورج یکجا کر دیئے جائیں گے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ پھر بساط آسمان اس طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح کاغذات بڑی فائل میں سمیٹ دیئے جاتے ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

نفخ: قرآن مجید میں تین قسم کے صور پھونکنے کا ذکر ہے۔

نفخ فزع: جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کے کل باشندے دہشت زدہ ہو جائیں گے۔

صعق: دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب ذی حیات مر جائیں گے۔ پھر ایک زمانہ بیت جائے گا۔ جس کی مدت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نفخ قیام لرب العالمین: تیسرا صور پھونکا جائے گا۔ یہ دوبارہ اٹھائے جانے کا صور ہے۔ اس کے اثر سے سب مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ ہوں گے اور اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔

سخت ترین پیشی: دوسری زندگی کے بعد تمام مخلوق قبروں سے نکل کر ایک میدان میں اکٹھا ہو گی۔ یہ حشر کا میدان کہلائے گا۔ یہیں ان کی قسمت کا فیصلہ سنایا جائے گا اور ان کے کردار کی سزا یا جزا ملے گی۔ میدان حشر میں لوگ قبروں سے ننگے بدن، ننگے پیر اور بغیر ختنہ ہوئے اٹھیں گے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

... کما بدأنا أول خلق نعیده وعدا علینا إنا کنا فاعلین ○

(الأنبیاء:١٠٤)

ترجمہ: جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اسی طرح دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے۔ یقیناً ہم ایسا ضرور کرنے والے ہیں۔

صحیحین میں رسول اکرمؐ سے منقول ہے کہ: ''قیامت کے دن سفید گیہوں کی روٹی جیسی صاف اور چپٹی زمین پر لوگوں کا حشر کیا جائے گا۔'' اس زمین میں کسی

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کا نشان نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم) ایک اور روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:
''قیامت کے دن لوگ، برہنہ پا، برہنہ بدن اور بغیر ختنہ کئے اٹھیں۔'' (ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد اور عورتیں سب اکٹھا ہوں گے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ فرمایا: اے عائشہ! ''معاملہ اتنا سخت ہوگا کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔'' (مسلم وبخاری)

اس دن اللہ کے منکر اور کفار اوندھے منہ اٹھائے جائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے:

ونحشر هم يوم القيامة على وجوههم عمياً وبكماً وصماً. (بنی اسرائیل:۹۷)

ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن ان کو اوندھے منہ، گونگے، بہرے اور اندھے بنا کر جمع کریں گے۔

آپ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے نبیؐ! کافر کو منہ کے بل کس طرح اٹھایا جائے گا۔ فرماما جس ذات پاک نے اس کو دنیا میں دو پیروں سے چلایا۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے۔ (بخاری و مسلم)

اس دن آفتاب لوگوں سے قریب ہوگا۔ سورج کی تپش اور دھوپ سے محشر میں ایک اور قیامت برپا ہوگی اور آدمی کا پسینہ ستر گز تک زمین پر پھیلا ہوگا۔ چنانچہ سیدنا مقداد بن اسودؓ سے منقول ہے کہتے ہیں: میں نے رسولؐ سے سنا فرماتے تھے:" قیامت کے دن آفتاب لوگوں سے اتنا قریب کرلیا جائے گا کہ بقدر ایک میل کے رہ جائے گا اور لوگ اپنے اعمال کے بموجب پسینہ میں ہوں گے۔ کسی کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا۔ کسی کے گھٹنوں تک ہوگا، کسی کی کمر تک اور کسی کے منہ میں پسینہ کی لگام ہو

© ALHUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

گی" یہ کہتے ہوئے جناب رسالتمآب نے دہن مبارک کی طرف اشارہ کیا۔(مسلم)

معاملات کا فیصلہ

روز محشر جب تمام لوگ اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے تو ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور خوف و دہشت سے ہر ایک پریشان ہوگا تو ہر ایک کی خواہش ہوگی کہ اس کا فیصلہ جلدی سنا دیا جائے تا کہ محشر کی سختی اور دیر تک کھڑے رہنے کے عذاب سے بچ جائیں۔

وإذا الرسل أقتت ○ لأی یوم أجلت ○ لیوم الفصل ○ وما أدرک ما یوم الفصل ○ ویل یومئذ للمکذبین ○ (المرسلت ۱۵-۱۱)

ترجمہ: اور جب سب پیغمبر جمع کئے جائیں۔ کس کے لئے دیر ہو رہی ہے۔ فیصلہ کے دن کے لئے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔

انتظار کے بعد حضورؐ کو سفارش کی اجازت دی جائے گی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ میزان عدل قائم ہوگا اور حساب کتاب ہوگا۔

شفاعت:

شفاعت کے بارے میں ہمارے یہاں یہ عام خیال ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی امت ہیں اس لئے آپؐ نے ہمارے گناہوں کو رب کے حضور ضرور معاف کروانا ہے۔ اس شفاعت عظمیٰ سے ہم ضرور سرفراز ہوں گے۔ مزید یہ کہ شفاعت کے لئے ہم نے اپنی طرف سے بہت سی شخصیات کو بھی نامزد کر رکھا ہوتا

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ہے کہ فلاں فلاں بھی ہماری سفارش کرے گا۔ جبکہ یہ تمام سہارے اور شخصیات مفروضہ ہیں۔اس قسم کے خیال، انسان کومزید گناہ اورشرک پرآمادہ کردیتے ہیں۔ شریعت میں شفاعت سے کیا مراد ہے۔اس کا جائزہ درج ذیل تفصیل میں دیا گیا ہے۔شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ طلب الخیر للغیر غیر کے لئے خیر کا طلب کرنا۔ کوئی انسان کسی بادشاہ یا بڑے شخص تک رسائی حاصل کرنے کے لئے یا اپنے کسی گناہ کی معافی کے لئے کسی دوسرے مقرب انسان کا سہارا لے۔کیونکہ شفاعۃ لفظ شفع سے ماخوذ ہے جس کہ مطلب ہے دو، یعنی دوآدمی مل کر کوئی بات کہیں۔

شفاعت کا عمومی حکم:

کسی منصب والے یا مال والے انسان کے ہاں کسی نیک کام کے لئے شفاعت کرنا کوئی برا فعل نہیں ہے کیونکہ سورۂ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها، ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها... (النساء ٨٥)

ترجمہ: جوبھی اچھی سفارش کرے گا اتنا ہی اس کے لئے حصہ ہوگا۔اور جوکوئی بری سفارش کرے گا اتنا ہی اس کا نصیب ہوگا۔

اس طرح شافع یعنی سفارش یا شفاعت کرنے والے کواس کا اجر ملتا ہے خواہ مشفوع لہ یعنی جس کی سفارش کی گئی ہوکو فائدہ ہو یا نہ ہو کیونکہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

اشفعوا تؤجروا، ويقضى الله على لسان نبيه ماشآء.

ترجمہ: تم سفارش کیا کرواس کا ثواب ہوگا اور اللہ تعالی اپنے نبیؐ کی سفارش میں جو چاہے گا

فیصلہ کرے گا۔

تاہم سفارش صرف اسی شخص کے حق میں جائز ہے جس کا حق ضائع ہو رہا ہو یا اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو، یا کسی مباح امر میں ہو جس سے فائدہ ہونے کی توقع ہو اگر کسی دوسرے کا حق مارنے میں ہو، یا اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے متجاوز ہو۔ یا کسی غلط فعل میں سفارش یا شفاعت ہو تو گناہ ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔

وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الإ ثم والعدوان.

(المائدة:٢)

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو، گناہ اور زیادتی کے کاموں میں نہ تعاون کرو۔

شفاعت کے بارے میں غلط قیاس

اکثر مسلمانوں نے شفاعت کے سلسلے میں انتہائی سنگین غلطی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دی ہے اور اس تک رسائی کے لئے اولیاء کرام و صالحین کی سفارش یا شفاعت تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اور یوں کہنے لگے کہ اے فلاں! اللہ کے ہاں میری سفارش فرما دے۔ اس طرح وہ دو بڑی غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

1۔ کسی غیر سے دعا کرتے ہیں جو کہ ایک شرک اکبر ہے۔

2۔ خالق کو مخلوق پر قیاس کرنے اور اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے کی غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ مخلوق تک رسائی کے لئے تو کسی انسان کی ضرورت ہے مگر اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے کسی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مخلوق تو مشفوع لہ کی حاجت سے ناواقف ہے یا اس کے کسی حق کے ضائع ہونے سے لاعلم ہوتا ہے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جبکہ اللہ تعالیٰ تو خبیر و علیم ہے۔ وہ دلوں کے راز جانتا ہے۔ اس طرح بندہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کے دربار میں براہ راست پیش کر سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وإذا سألک عبادی عنی فإنی قریب أجیب دعوة الداع إذا دعان ...

(البقرة : ١٨٦)

ترجمہ اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں؟) تو میں قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

... أدعونی أستجب لکم... (المومن : ٦٠)

ترجمہ: تم مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔

آخرت میں شفاعت:

آخرت میں شفاعت کا تصور کیا ہے؟ اس دن ہر طرح کا اختیار اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہوگا اور کسی کو اس کے حکم سے روگردانی کی ہمت نہ ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما أدرک ما یوم الدین ○ ثم ما أدرک ما یوم الدین ○ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا ط والأمر یومئذ لله ○ (انفطار:١٩-١٧)

ترجمہ: اور تمہیں کیا معلوم کے روز قیامت کیا ہے پھر تمہیں کیا معلوم کہ روز جزا کیا ہے؟ وہ دن کہ کوئی جی کسی بھی جی کا کچھ مالک نہیں ہوگا۔ اور حکم اس دن صرف اللہ کا ہوگا۔

قیامت کے روز مختلف شفاعتیں ہوں گی نیز دنیا کی شفاعت کے مقابلے میں ان کا طریقہ کار بھی مختلف ہوگا۔ چنانچہ آخرت کی شفاعت کی دو اقسام ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

غیر مقبول شفاعت:

(الف) ان معبودوں کی شفاعت جن کی پوجا اللہ کے علاوہ کی گئی ہو خواہ وہ معبود فرشتے ہوں، انبیاء ہوں یا نیک آدمی۔ یا جن و شیطان یا حیوانات و جمادات، ایسوں کی شفاعت قطعاً قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أم اتخذوا من دون اللّٰہ شفعآءط قل أو لو کانوا لا یملکون شئیاً و لا یعقلون O قل للہ الشفاعة جمیعاً... (الزمر ٤٤-٤٣)

ترجمہ: کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو سفارشی بنا رکھا ہے۔؟ کہہ دیجئے بھلا وہ نہ کسی شے کے مالک ہوں اور نہ ہی عقل رکھتے ہوں؟ تب بھی۔ کہہ دیجئے اللہ ہی کے لئے ساری کی ساری سفارش ہے۔

جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور از روئے قرآن کافر ہے لہٰذا ایسے افراد کی شفاعت انہیں ہرگز فائدہ نہ دے گی۔

(ب) وہ شفاعت جو اللہ تعالیٰ کی اجازت لئے بغیر کی جائے، یا اللہ تعالیٰ مشفوع لہ سے راضی نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔

من ذا الذی یشفع عندہ إلا بإذنہ... (البقرة : ٢٥٥)

ترجمہ: کون ہے جو سفارش کر سکے اس کی جناب میں؟ سوائے اس کی اجازت کے۔

اور اسی طرح سے:

و لا یشفعون إلا لمن ارتضی... (الانبیآء : ٢٨)

ترجمہ: اور وہ سفارش نہ کریں گے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو۔

اسی طرح:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

وكم من ملك فى السموت لا تغنى شفاعتهم شيئاً إلا من بعد أن يأذن الله لمن يشآء و يرضىO (النجم: ٢٦)

ترجمہ: کتنے ہیں آسمانوں میں فرشتے ان کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔مگر اس کے بعد کہ اللہ اجازت دے جس کے لئے وہ چاہے اور خوش ہو۔

مقبول شفاعت: اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) آنحضور ﷺ کی شفاعت۔

(2) تمام انبیاء اولیاء صالحین وشہداء کی شفاعت۔

آنحضور ﷺ کی شفاعت:

اسے شفاعت عظمیٰ کہا گیا ہے، شفاعت کا یہ مقام، مقام محمود ہے جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر آیا ہے:

ومن الليل فتهجد به نافلة لک عسى أن يبعثک ربک مقاماً محموداًO (بنی اسرئیل ۷۹)

ترجمہ: اور رات کی گھڑیوں میں تہجد پڑھا کیجئے امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود تک پہنچائے گا۔

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے آپؐ نے فرمایا:" قیامت کے دن جب لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے گھبرا اٹھیں گے اور سورج ان سے قریب آجائے گا تو لوگ اس کی تاب نہ لا سکیں گے۔آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ دیکھو ہمارا کیا حال ہو گیا ہے؟ کیوں نہ کسی کو سفارش یا شفاعت کے لئے کہا جائے۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ

©AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ابو البشر ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور فرشتوں سے سجدہ کروایا، خدارا ہماری سفارش اللہ کے ہاں کر دیجئے، جس پر حضرت آدمؑ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب آج کے دن شدید ہے دوسرا مجھے اپنی غلطیاں بھی شفاعت سے روکتی ہیں۔ لہٰذا نوحؑ کے پاس جاؤ۔ وہ بھی یوں ہی جواب دیتے ہوئے فرمائیں گے کہ چونکہ میں نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی لہٰذا میں اس کا اہل نہیں۔ سب لوگ ابراہیمؑ کی طرف متوجہ ہوں گے تو وہ بھی اپنی غلطی پر پشیماں ہوتے ہوئے انکار کر دیں گے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف تمام لوگ رجوع کریں گے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام بھی اپنی قتل والی غلطی یاد کرتے ہوئے انکار کر دیں گے۔ لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی انکار فرمائیں گے۔ اور محمد ﷺ کی طرف جانے کو کہیں گے۔

چنانچہ تمام افراد میرے پاس (محمد ﷺ) کے پاس آئیں گے اور رسول اکرم ﷺ اٹھ کر عرش الٰہی کے نیچے سر بسجود ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثناء بیان فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنا سر اٹھایئے، مانگئے، آپ ؐ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ ؐ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ محمد ﷺ اپنی امت کی حالت زار بیان کریں گے جس کے جواب میں ارشاد ربانی ہوگا۔

اے محمد ﷺ! آج جنت میں پہلے وہ افراد داخل ہوں گے جن کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ میری امت کا ایک گروہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائے گا۔ یہ وہ افراد ہوں گے جنہوں نے کبھی شرک نہ کیا ہوگا۔

اسی طرح آپ ؐ کی شفاعت ان افراد کے لئے بھی قبول کر لی جائے گی

جن پر آگ ان کے گناہوں کے باعث واجب ہوگئی تھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

لکل نبی دعوة مستجابة فتعجل کل نبی دعوته، وإنی اختبأت دعوتی شفاعة لأمتی یوم القیامة فهی نائلة إن شاء الله، من مات من أمتی لا یشرک با لله شئیاً.

ترجمہ: ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوگی اور ہر نبی نے اس دعا کے مانگنے میں جلدی کی میں نے اپنی دعا چھپائے رکھی اور اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا حق طلب کیا جو بھی میری امت میں سے شرک میں مبتلا نہ ہوگا اسے یہ شفاعت نصیب ہوگی۔

(ب) مقبول شفاعت کی دوسری قسم فرشتوں، انبیاء، اور علماء وشہداء کی شفاعت ہے۔ جہاں تک فرشتوں کی شفاعت کی قبولیت کا تعلق ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتهم شئیا الا من بعد ان یاذن اللّٰه لمن یشآء ویرضیO (النجم:٢٦)

ترجمہ: کتنے ہیں آسمانوں میں فرشتے ان کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی۔ مگر اس کے بعد کہ اللہ اجازت دے جس کے لئے وہ چاہے اور خوش ہو۔

انبیاء وصالحین وعلماء کی شفاعت بھی قرآن سے عموماً اور سنت سے خصوصاً ثابت ہے۔

فما تنفعهم شفاعة الشافعینO (المدثر: ٤٨)

ترجمہ: اور نہیں نفع دے گی ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش۔ اور

لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهداO (مریم: ٨٧)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ترجمہ: اور نہیں تم مالک بنو گے سفارش کے مگر جس نے لیا ہوگا۔ اللہ کے ہاں کوئی وعدہ۔

اور ان آیات سے معلوم ہوا کہ دوسری اور بہت سی شفاعتیں بھی ہوں گی۔ یہ آیات عام ہیں۔ سنت ان کو خاص کرتی ہے۔ ابن ماجہ، بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے کہ:

يشفع يوم القيامة ثلاثة، الأنبياء، ثم العلماء ثم الشهداء.

ترجمہ: قیامت کے دن تین قسم کے افراد سفارش کریں گے انبیاء، علماء اور شہداء۔

اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يشفع الشهيد في سبعين من أهل بيته.

ترجمہ: شہید اپنے خاندان کے ستر افراد کی سفارش کرے گا۔

یہ تمام شفاعتیں صرف تین امور کی بنیاد پر مقبول ہوں گی

1... **من ذا الذي يشفع عنده إلا بإذنه ..** (البقرة: ٢٥٥)

ترجمہ: کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن کے بغیر۔

2... **ولا يشفعون إلا لمن ارتضى...** (الانبیاء: ٢٨)

ترجمہ: اور نہیں وہ سفارش کریں گے مگر صرف اس کیلئے جس کیلئے وہ (اللہ) راضی ہو

3- کہ وہ شفاعت کسی کافر یا مشرک کے حق میں نہ ہو۔ کیونکہ ان کا جہنم میں ہمیشہ رہنا بہت سی آیات سے ثابت ہے۔

لہٰذا ایک مومن کو شفاعت کی حرص صرف اللہ سے رکھنی چاہئے اور یہ طلب کرنا چاہئے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنے نبی ﷺ کی سفارش عطا فرما۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عمل صالح بھی کرنے چاہئیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ کیونکہ بعض افراد کے بارے میں آنحضور ﷺ کی سفارش قیامت کے دن قبول نہ ہوگی۔ جب

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

آپ ﷺ حوض کوثر پر اپنے امتیوں کو پانی پلا رہے ہوں گے۔ تو کچھ لوگ آپ ﷺ سے دور ہٹالئے جائیں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ یہ میرے امتی ہیں۔ انہیں اس سے کیوں محروم کیا جارہا ہے؟ تو آپ ﷺ کو یہ جواب دیا جائے گا کہ تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد دین کے ساتھ کیا کیا؟ لہٰذا جوبھی رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا طالب ہو اسے یہ شفاعت اللہ سے مانگنی چاہئے۔ پیغمبر سے نہیں، اور تین امور کا خیال رکھنا چاہئے۔

1۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اور ہر قسم کے شرک سے پرہیز کرے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: اے رسول ﷺ! کون آپؐ کی شفاعت کا حقدار ہوگا، آپؐ نے جواب دیا:" جس نے خالص دل سے لا إلــه إلا الله کا اقرار کیا"۔

2۔ کثرت سے عمل صالح کرے۔ کیونکہ آپؐ سے کسی نے جنت میں آپ کی رفاقت کی خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے فرمایا:" کثرت سے سجدہ کرو"۔

3۔ آنحضور ﷺ پر کثرت سے دورد وسلام بھیجنا چاہئے۔ اور ان کیلئے وسیلہ طلب کرنا چاہئے جو کہ جنت کے درجوں میں سے ایک درجہ ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

فمن سأل لی الوسیلة حلت له الشفاعة.

ترجمہ: "جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس کے لئے سفارش واجب ہوگئی"۔

حوض کوثر: یہ وہ حوض ہے۔ جو قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ یہ جنت کی عظیم الشان اور خوبصورت نہر ہے۔ قرآن پاک میں اس نہر کا آپؐ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

إنا أعطينک الکوثر ○ (کوثر : ۱)

ترجمہ: ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔

حوض کوثر کے اثبات میں بہت سی صحیح احادیث منقول ہیں جو تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔ امام ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں: حوض کے بارہ میں حضورؐ سے متواتر آثار ہیں، اہل سنت اور اہل حق ان پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضورؐ نے خود نہر کوثر کی تعریف کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

بینا أناأسیر فی الجنة إذا أنا بنهر حافتاه قباب الدر المجوف. قلت ماهذا یا جبریل؟ قال: هذا الکوثر الذی أعطاک ربک، فإذا طینه مسک أذفر (رواه البخاری)

ترجمہ: میں معراج کی رات جنت کی سیر کر رہا تھا اچانک میں ایک نہر کے پاس تھا جس کے دونوں کناروں میں موتیوں کے گنبد تھے۔ جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرائیلؑ یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا: یہ حوض کوثر ہے جو آپؐ کے رب نے آپؐ کو عطا کی ہے۔ اس کی مٹی کستوری کی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حوضی مسیرة شهر و زوایاه سواء. ماؤها أبیض من اللبن وریحه أطیب من المسک، وکیز انه کنجوم السماء. من یشرب منها فلایظمأ ابداً (متفق علیه)

ترجمہ: "میرا حوض (حجم کے لحاظ سے) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے چاروں کنارے برابر ہیں، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہے اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو شخص ان آبخوروں سے پیئے گا کبھی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

پیاسا نہیں رہے گا"۔

حوض کوثر سے سیراب ہونے والے لوگ اہل ایمان حوض کوثر پر اللہ کے رسولؐ سے ملیں گے۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ میرا حوض عدن سے ایلہ شہر اتنے فاصلے سے بھی زیادہ دور ہے۔ اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے جس میں دودھ ملا ہوا ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور میں دوسری امت کے لوگوں کو اس حوض سے روکوں گا جیسا کہ آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے"۔

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپؐ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "بالکل تمہاری ایک خاص علامت ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی۔ تم میرے پاس سے گزرو گے تو تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں وضو کے پانی سے چمکتے ہوں گے"۔ (مسلم)

حوض کوثر سے محروم لوگ

سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: "بے شک میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ (اس سے) پہلے پیئے گا اور جو شخص بھی اس سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ مجھ پر کچھ لوگ پیش ہوں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ بعد ازاں میرے اور ان کے درمیان کوئی شے حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا یہ تو میرے امتی ہیں۔ چنانچہ کہا جائے گا کہ کیا آپؐ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا

بدعتیں ایجاد کی ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا میں کہوں گا کہ وہ لوگ دور ہو جائیں، دور ہو جائیں جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی"۔ (بخاری ؤ مسلم)

حساب اور میزان

بندوں کا حساب کتاب اُن اعمال ناموں کے مطابق ہوگا جو میدان حشر میں ان کے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ اعمال نامہ بعض کو دائیں ہاتھ میں اور بعض کو بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اعمال نامہ پڑھتے ہی ہر شخص کو اپنا انجام نظر آ جائے گا۔

سورۂ انشقاق کی آیات 7 تا 12 میں فرمایا:

فأما من أوتی کتبه بیمینه ○ فسوف یحاسب حساباً یسیرا ○وینقلب إلی أهله مسرورا ○ وأما من أوتی کتبه ورآء ظهره فسوف یدعو ثبورا○ ویصلی سعیراً ○

ترجمہ: پس جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے آسانی سے حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا اور جس کا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔

نامہ اعمال ملتے ہی انصاف کے ترازو کھڑے کئے جائیں گے اور ایک ایک کر کے ہر شخص حساب کے لئے آگے بڑھے گا۔ ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا حساب آسان ہوگا اور بعض سے سختی سے محاسبہ ہوگا۔ پہلے ان سے گناہوں کے اعتراف کے لئے کہا جائے گا اور چھوٹے بڑے تمام گناہ ان سے اگلوائے جائیں گے۔ اگر انہوں نے سچ کہا تو ان کے لئے بہتر ہوگا لیکن اگر انہوں نے جھوٹ سے کام لیا تو ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے اعضاء کو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

گویائی (بولنے کی طاقت) دی جائے گی۔سورۂ یس میں فرمایا:

الیوم نختم علی أفواههم وتکلمنا أیدیهم وتشهد أرجلهم بما کانوا یکسبون (یٰسٓ:٦٨)

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔

اعمال کے وزن کے لئے حد درجہ متوازی ترازو استعمال کئے جائیں گے۔ ہر ہر عمل میزان عمل میں رکھا جائے گا اور تولا جائے گا۔

ونضع الموازین القسط لیوم القیامة فلا تظلم نفس شیئاً ط وإن کان مثقال حبة من خردل أتینا بها وکفی بنا حاسبین O (انبیاء: ٤٧)

ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھ دیں گے تو کسی شخص کی ذرا برابر حق تلفی نہ ہوگی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

پل صراط: اعمال کے وزن اور فراغت کے بعد سب کو پل صراط سے گزرنا پڑے گا۔ یہ کس قدر ہلاکت خیز ہوگا اس کا اندازہ اس سے کیا جاتا ہے کہ حضورؐ اس کے پہلو میں تشریف فرما ہوں گے اور لوگ گزر رہے ہوں گے اس وقت حضورؐ دعا کرتے ہوں گے کہ: اے اللہ سلامت رکھ، سلامت رکھ۔ (مسلم) ہر شخص پل صراط پر سے اس رفتار سے گزر جائے گا جیسا کہ دنیا میں اس کا عمل ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا: "بالآخر لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں کھڑا ہوں گا اور مجھ کو شفاعت کی اجازت ملے گی، امانت اور رحم پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہوں گے پھر تم میں سے پہلا گروہ پل صراط سے بجلی کی طرح

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

گزرے گا"۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا حضورؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان بجلی کی طرح گزرنے کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: " کیا تم نے بجلی کو نہیں دیکھا ہے کہ ایک پل میں کس طرح گزر جاتی ہے اور لوٹ بھی آتی ہے پھر کچھ لوگ ہوا کی طرح گزریں گے، پھر پرندوں کی طرح گزرنے اور مردوں کی طرح تیز دوڑ کر نکل جائیں گے(گزرنے کا یہ فرق) اعمال کے لحاظ سے ہوگا اس وقت تمہارا نبیؐ پل صراط پر کھڑا رب سلم سلم کہتا ہوگا۔ جب بندوں کے اعمال کمزور پڑ جائیں گے اور حکم الٰہی کے تابع ہوں گے جس کو پکڑنے کا حکم ہوگا اس کو پکڑ لیں گے جس شخص کو صرف خراش لگ جائے گی وہ نجات پائے گا اور بعض لوگ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے مقام جنت یا دوزخ میں چلے جائیں گے"۔ (مسلم)

دائمی زندگی:

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اھل جنت کو جنت میں اور اھل دوزخ کو دوزخ میں داخل کردے گا تو پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا کھڑا ہوگا اور کہے گا اے جنت والو اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخ والو اب موت نہیں آئے گی۔ ہر ایک اپنی جگہ ہمیشہ رہے گا۔ (مسلم)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کتابیات

(کتاب کی تصنیف وتالیف میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

-1	قرآن مجید		
-2	تعریف عام بدین الاسلام	شیخ علی طنطاوی ترجمہ سید شبیر احمد	قرآن آسان تحریک، لاہور
-3	تقویۃ الایمان	امام محمد اسماعیل شہید	نعمانی کتب خانہ لاہور
-4	عقیدۃ المسلم	محمد تاج عروسی	اسلام آباد
-5	مومن کے عقائد	شیخ ابوبکر جابر الجزائری ترجمہ: مولانا نصیر احمد ملی	فاروقی کتب خانہ لاہور
-6	دین کامل	مولانا وحید الدین خان	فضلی سنز، کراچی
-7	قرۃ عیون الموحدین	شیخ عبدالرحمٰن بن حسن ال شیخ ترجمہ: عطاء اللہ ثاقب	انصارالسنۃ ،لاہور
-8	شرح مبادیء التوحید The fundamentals of Tauheed	ابوامینہ بلال فلپس	International Islamic Publishing house Riadh

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

9-	بدعت: تعریف، اقسام اوراحکام	صالح بن فوزان الفوزان	دارالقاسم ریاض
10-	بدعات ورسوم کی تباکاریاں	مولاناعبدالسلام رحمانی	مکتبہ السنۃ کراچی
11	منہاج المسلم	ابوبکر جابرالجزائری ترجمہ: مولانامحمد رفیق الاثری	دارالسلام لاہور
12-	ہمارا سنگین ترین مسئلہ	محمد منظورالحق ڈار	حراپبلیکیشنز لاہور
13-	بنیادی عقائد	مولاناحبیب الرحمان	دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد
14-	تعویزاورعقیدہ توحید	ڈاکٹرعلی بن نفیع العلیانی ترجمہ: محمد اسماعیل محمد بشیر	وزارت اسلامی اموروا قاف ودعوت وارشاد سعودی عرب

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الہدیٰ ایک نظر میں

الہدیٰ انٹرنیشنل ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان، قرآن وسنت کی تعلیم اور خدمت خلق کے کاموں میں 1994ء سے کوشاں ہے۔ الحمدللہ آج نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں اس کی شاخیں اسی مقصد کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ فاؤنڈیشن کے تحت درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

شعبۂ تعلیم وتربیت: اس شعبہ کے تحت قرآن وسنت کی تعلیم اور طالبات کی تربیت وکردار سازی کے لیے مختلف دورانیے کے درج ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:

- **تعلیم القرآن:** مکمل قرآن مجید کا لفظی ترجمہ وتفسیر، تجوید، حدیث وسیرت النبی ﷺ اور فقہ العبادات پر مشتمل کورسز ہیں۔
- **ناظرہ وتجوید اور تحفیظ القرآن:** قرآن مجید کو درست پڑھنے اور حفظ کے کورسز ہیں۔
- **تعلیم الحدیث:** صحیح بخاری، ریاض الصالحین کے منتخب ابواب اور علوم الحدیث پر مبنی ہیں۔
- **روشنی کا سفر:** یہ کورس کم پڑھی لکھی لڑکیوں کے لیے اسلامی تعلیمات پر مشتمل کورس ہے۔
- **روشنی کی کرن:** ناخواندہ خواتین ولڑکیوں کی تعلیم وتربیت کورس ہے۔
- **ریالٹی چیک:** انگریزی زبان میں ہفتہ وار تعلیمی پروگرام ہے۔
- **منارالاسلام:** بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے ہفتہ وار پروگرام اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کے لیے مفتاح القرآن پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔
- **فہم القرآن:** رمضان المبارک میں روزانہ ایک پارہ کے ترجمہ اور فہم پر مبنی پروگرام ہے۔
- **سمر کورسز:** گرمیوں کی چھٹیوں میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والی ہر عمر کی خواتین، لڑکیوں اور بچوں کے لیے مختصر دورانیے کے کورسز پڑھائے جاتے ہیں۔
- الہدیٰ کیمپس اور برانچز میں تدریس کے علاوہ گھر بیٹھے بذریعہ خط وکتابت اور آن لائن تعلیم حاصل کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔

شعبۂ نشرواشاعت: قرآن وسنت کی تعلیم کو عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے الہدیٰ پبلی کیشنز کے تحت مختلف موضوعات پر کتب، کارڈز، کتابچے اور پمفلٹس چھپوائے جاتے ہیں اور ان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔

- قرآن مجید کی قراءت، ترجمہ وتفسیر، حدیث وسیرت النبی ﷺ، مسنون دعاؤں اور روزمرہ زندگی کے مسائل سے متعلق رہنمائی پر مبنی آڈیو کیسٹس (Audio)، سی ڈیز (c.d) اور وی سی ڈیز (v.c.d) تیار کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ریڈیو، ٹی وی اور کیبل چینلز پر چلانے کے لیے بھی پروگرام تیار کیے جاتے ہیں۔
- تحریری اور صوتی مواد مندرجہ ذیل ویب سائٹس: www.farhathashmi.com
www.alhudapk.com سے بلا معاوضہ ڈاؤن لوڈ کر کے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

شعبۂ خدمت خلق: کے تحت متعدد معاشرتی خدمات سرانجام دی جارہی ہیں۔ مثلاً

- ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف
- کچی بستیوں میں تعلیمی اور رفاہی کام
- روزگار کی فراہمی ٹھیلے اور سلائی مشینیں مہیا کر کے
- بیوہ اور نادار خواتین کے لیے ماہانہ وظائف
- میرج بیورو بلا معاوضہ سہولت
- دینی وسماجی رہنمائی
- کفن کی دستیابی
- خاتون کی میت کو غسل دینے کا بندوبست
- رمضان المبارک میں راشن کی فراہمی
- عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی
- کنوؤں کی کھدائی کے ذریعے خشک علاقہ جات میں پانی کی فراہمی
- فری میڈیکل کیمپوں کا قیام
- مستحق افراد کے لیے ماہانہ راشن اور کپڑوں کی تقسیم
- قدرتی آفات کے موقع پر ممکنہ ضروری امداد

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

الہدیٰ پبلی کیشنز کی مطبوعات

کتب

- قرآن مجید (اردو لفظی ترجمہ)
- منتخب آیاتِ قرآنیہ
- منتخب سورتیں
- منتخب سورتیں اور آیات
- تعلیم القرآن القراءۃ والکتابۃ
- قرآن کریم اور اس کے چند مباحث
- حدیث رسول ﷺ ایک تعارف ایک تجزیہ
- حفاظت حدیث کیوں اور کیسے؟
- قال رسول اللہ ﷺ
- رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا
- صدقہ وخیرات
- حسن اخلاق
- فتنوں کے دور میں کیا کرنا چاہیے؟
- محمد رسول اللہ ﷺ معمولات اور معاملات
- عربی گرامر
- اسلامی عقائد
- فقہ اسلامی ایک تعارف ایک تجزیہ
- میرا جینا میرا مرنا
- آخری سفر کی تیاری
- بیوگی کا سفر
- ابوبکر صدیق ؓ
- والدین ہماری جنت
- حصول علم اور خواتین

پمفلٹس

- نماز با جماعت کا طریقہ
- نمازِ فجر کے لیے کیسے بیدار ہوں؟
- جمعہ کا دن مبارک دن
- نماز استسقاء
- درود وسلام ۔۔۔ الصلاۃ علی النبی ﷺ
- غسل میت اور کفن پہنانا
- اظہارِ محبت کیسے؟
- ان حالات میں کیا کریں؟

دعائیں

- قرآنی اور مسنون دعائیں
- وایاک نستعین
- نبی اکرم ﷺ کے صبح وشام کے اوراد
- نماز کے بعد کے مسنون اذکار
- نمازِ تہجد کے لیے دعائے استفتاح
- حصول علم کی دعائیں
- فہم قرآن میں مددگار دعائیں
- آیات شفا
- مقبول دعائیں
- سفر کی دعائیں
- دعائے استخارہ
- صالح اولاد کے لیے دعائیں
- نظر بد اور تکلیف کی دعائیں
- سوتے میں وحشت کی دعائیں
- دشمن کے شر سے حفاظت کی دعائیں
- میت کی بخشش کی دعاء

اسلامی مہینے

- محرم الحرام
- صفر کا مہینہ اور بدشگونی
- رجب اور شب معراج
- شعبان المعظم
- روزے کے احکام
- رمضان المبارک مسنون دعائیں
- رمضان المبارک اور خواتین
- عید الفطر
- حج بیت اللہ
- رہبر حج
- زادِ راہ
- لبیک عمرہ
- عشرہ ذوالحجہ، عید الاضحیٰ اور قربانی
- تکبیرات
- عید کارڈز

پوسٹرز

- نمازِ فجر کے لیے کیسے بیدار ہوں؟

جائزہ لسٹ

- صلوٰۃ ٹائم
- نبی کریم ﷺ کے لیل ونہار کی روشنی میں
- رسول اللہ ﷺ سے میرا تعلق

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سنیئے اور سنوایئے

عبادات

- نماز فرض ہے۔
- نماز کیا سکھاتی ہے؟
- نماز میں خشوع کیسے؟
- نماز تہجد قرب الٰہی کا ذریعہ
- آیئے نماز سیکھیے

اللہ میرا رب

- آیۃ الکرسی
- اللہ تیرا شکر
- اللہ کے محبوب بندے
- اللہ ہی کے ہو کر رہو
- اللہ کا رنگ بہترین رنگ
- اللہ کی قدر پہچانو
- انسان اللہ کا محتاج
- ذکر وتسبیح
- شکرگزاری کے طریقے
- دوڑو اپنے رب کی طرف

باہمی تعلقات

- صلہ رحمی
- ہمارے معاملات ہماری پہچان
- السلام علیکم
- حقوق العباد
- رشتوں کو جوڑیے
- عدل، احسان، صلہ رحمی
- مسلمان کیسا ہوتا ہے؟
- خوشگوار باہمی تعلقات
- دوستی

پردہ

- لباس وحجاب
- پردہ کیوں کریں؟

اخلاقی خوبیاں

- اچھی نیت اچھا پھل
- اجنبی لوگ
- دل کی باتیں
- جب حیا نہ رہے
- نیکی کیا ہے؟
- نرم مزاجی
- صبر بہت ضروری ہے
- سچے مومن
- سادگی میں آسانی
- توکل علی اللہ
- قوی مومن، کمزور مومن
- ارادے جن کے پختہ ہوں
- رحمان کے بندے

اخلاقی برائیاں

- غیبت، بدگمانی اور تجسس
- فضول باتیں کس کے لیے؟
- غصہ جانے دو
- حسد کی آگ
- حرص وہوس دین کے دشمن
- اتراؤ مت
- خود فریبی
- خود پسندی
- منافق کون؟
- منافقت دل کی بیماری
- مذاق نہ اڑاؤ
- شہرت کے طالب
- شراب اور جوا

انفاق فی سبیل اللہ

- صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا
- محبوب کے لیے محبوب چیز
- فائدہ مند تجارت

بچوں کی تربیت

- بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار
- فتنۂ اولاد
- بچوں کی تربیت کیسے کریں
- آگ سے بچاؤ خود کو اور گھر والوں کو
- مجھے جینے دو
- بچوں کی تربیت پہلا قدم

دعوت وتبلیغ

- آؤ جھک جائیں
- اللہ کے مددگار
- اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں
- برائی کو روکو
- چنے ہوئے لوگ
- امتحان تو ہوگا
- انسان اللہ کی نظر میں
- اتحاد کیسے ممکن ہے؟
- اب بھی نہ جاگے تو

جادو اور جنات

- جادو حقیقت اور علاج
- آسیب، جادو ونظر بد کا شرعی علاج
- شیطان کھلا دشمن
- شیطان کے ہتھکنڈے

مالی معاملات

- وراثت کی تقسیم فرض ہے
- سود حرام کیوں؟

آداب

- گفتگو کا سلیقہ
- مہمان نوازی
- سفر کیسے کریں؟
- دعوتیں اور تحفے

نوٹ: ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے یہ لیکچرز کیسٹس، سی ڈیز اور ویب سائٹ پر سنے جاسکتے ہیں